سفرِ آرزو

ملک مقبول احمد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ

مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٦﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ

مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٧﴾

(آل عمران ـ ٩٧ـ٩٦)

Marfat.com

ارشادِ ربّانی

ترجمہ: بلاشبہ سب سے پہلی عبادت گاہ جو لوگوں کے لئے تعمیر ہوئی وہ وہی ہے جو مکہ میں ہے۔ اس میں خیر و برکت ہے اور یہ تمام جہانوں کے لئے ہدایت کا مرکز ہے۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں، مقامِ ابراہیمؑ ہے اور اس کا حال یہ ہے کہ جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن پا گیا۔ لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اُس کا حج کرے، اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔

(آلِ عمران۔۹۷۔۹۶)

Marfat.com

سفرِ آرزو

ملک مقبول احمد

مقبول اکیڈمی، لاہور

Marfat.com

111460

© 2012 جملہ حقوق محفوظ

اہتمام ———•——— ڈاکٹر ارشد مقبول

مطبع ———•——— اے سا گر پرنٹرز

سرورق ———•——— انیس یعقوب

قیمت ———•——— -/450 روپے

ISBN 978-969-510-417-0

MAQBOOL ACADEMY

Chowk urdu Bazar, Circular Road, Lahore.
Ph: 042-37324164, 37233165 Fax: 042-37238241

10-Dyal Singh Mansion, The Mall, Lahore.
Ph: 042-37357058 Fax: 042-37238241

Marfat.com

شہنشاہِ رُسلؐ، فخرِ رُسلؐ، ختمِ رُسلؐ

سَیِّدُ الاَنبیاء

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کے حضور

لوح بھی تُو قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ، تیرے محیط میں حباب

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا
بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ
وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۸

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ، وہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ عطا فرمائے گا اور تمہیں وہ نور بخشے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے۔ اور تمہارے قصور معاف کر دے گا، اور اللہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔

(الحدید۔۲۸)

Marfat.com

فہرست

- پیش لفظ 09
- عرضِ جمیل 13
- روحانی سفر 21

★ باب اوّل

- آرزوئے حج 27
- سفر آرزو پر جانے کی تیاری 31
- بیت اللہ کی مختصر تاریخ 33
- عظیم سفر کے لئے روانگی 37
- جدہ ایئر پورٹ پر آمد 47

★ باب دوم

- عمرے کی ادائیگی 55
- چاہ زم زم کی مختصر تاریخ 65
- چاہ زم زم کی بازیافت 67
- صفا و مروہ کے درمیان سعی 71
- صفا و مروہ کی سعی کا تاریخی پس منظر 74
- کچھ ذکر عمرہ کرنے کے بعد کا 77
- ناقابل فراموش واقعہ 85

★ باب سوم

- سوئے مدینہ منورہ 95
- روضۂ رسولِ مقبول ﷺ کی زیارت 99
- چندروزہ روح پرور قیام 105
- مسجد قبا کی زیارت 108
- مسجد قبا کا پس منظر 110
- مدینے کی گلیاں اور محلے 113
- جنت البقیع کی زیارت 115
- مسجد نبوی ﷺ کے اندرونی منظر 118
- مدینہ منورہ کے بازار 126
- امیر حمزہؓ کے مزار کی زیارت 129
- غزوۂ اُحد اور اس کا تاریخی پس منظر 133
- اکثریت کی رائے کا احترام 136
- حضور ﷺ کا ابو دجانہ کو شمشیر عطا کرنا 142
- حضرت حمزہؓ کی شہادت 144
- مشرکوں کی شکست اور بدحواسی 145
- آنحضرت ﷺ کی دشمن کے نرغہ میں ثابت قدمی 147
- ہندہ کا امیر حمزہؓ کے جگر کو چبانا 151
- چچا کی لاش پر حضور ﷺ کا بے اختیار گریہ 156
- حضرت نسیبہؓ کا ناقابل فراموش کردار 158

★ باب چہارم

- غزوۂ خندق کے مقام پر تاریخی مساجد 163
- غزوۂ خندق کا پس منظر 166

Marfat.com

حضرت سلمان فارسیؓ کا مشورہ	168	چندنا خوشگوار مناظر	218
حضور ﷺ کے ہاتھوں سخت چٹان کا ٹوٹنا	170	چند خوشگوار مناظر	221
حضور ﷺ کی جنگی حکمت عملی	173	کچھ ذکر کھانوں کا	222
حضرت علیؓ کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا	176	حفظانِ صحت کے انتظامات	224
نعیم ابن مسعود کا اسلام قبول کرنا	177	خرید و فروخت پر ایک نظر	226
نعیم کی پہلی جنگی چال کے لئے اجازت طلب کرنا	178	**باب پنجم**	
		حج بیت اللہ	231
نعیم کی جنگی چالوں کا نتیجہ خیز اثر	182	منیٰ کی طرف روانگی	233
اللہ کی نصرت، شدید آندھی کی شکل میں	183	عرفات کی طرف روانگی	236
ابوسفیان کی بوکھلاہٹ	185	خطبہ حجۃ الوداع	240
دشمن کی شکست اور حضور ﷺ کی پیش گوئی	188	خطبہ حجۃ الوداع کا اردو متن	243
مسجد قبلتین کی زیارت	189	مسجد نمرہ میں نمازِ ظہر اور عصر ادا کرنا	252
مسجد قبلتین کا مختصر پس منظر	190	مفتی اعظم کے خطبہ کا متن	255
مدینہ منورہ سے سوئے مکہ مکرمہ روانگی	195	افضل ترین اور آخری نبی ﷺ	260
مکہ مکرمہ میں دوبارہ آمد	198	صراط مستقیم	262
مسجد عائشہ صدیقہؓ کا پس منظر	201	یہودیوں کی اسلام دشمنی	267
مسجد جن کا تاریخی پس منظر	203	وقوف عرفات	271
جبل نور اور غارِ حرا کی زیارت	205	وقوف عرفات کے دوران	275
نزول وحی کا واقعہ	207	مزدلفہ کی طرف روانگی	279
غارِ ثور کی زیارت	210	طواف زیارت	286
غارِ ثور کا تاریخی پس منظر	212	قربانی اور رمی جمرات کا مختصر پس منظر	289
حضور ﷺ کا غارِ ثور میں پناہ گزین ہونا	214	تکمیل سفر آرزو	294
حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے مزار پر حاضری	216	کتب جن سے استفادہ کیا گیا	295
ایام حج کے قریب زائرین کا ہجوم	217		

Marfat.com

پیش لفظ

میرا حج کے بارے میں سفر نامہ لکھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اور نہ ہی اس عظیم روحانی سفر کا جس کا تعلق میری ذات اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرب و محبت کا ہوتا ہے۔ اس کا تذکرہ کرنا میرے بس میں تھا۔ حالانکہ مجھے الحمدللہ تین مرتبہ حج کرنے اور متعدد بار عمرہ ادا کرنے کی سعادت نصیب ہو چکی ہے۔ اگرچہ میری یہ خواہش تھی کہ میں اپنے حج کے سفر کو قلمبند کروں لیکن ایک ان جانا خوف اور ڈر ہمیشہ میرے آڑے آتا رہا کہ اس مقدس سفر کو کیسے لکھوں یہ تو ایک فرض تھا جو اللہ کے فضل اور اس کی بخشی ہوئی استطاعت کے ساتھ میں نے پورا کیا۔ میں نے پہلا حج 1986ء میں اپنی اہلیہ خورشید بیگم کے ساتھ ادا کیا، دوسرا حج 2002ء میں کیا اور اس مرتبہ بھی اللہ کے فضل و کرم سے میری اہلیہ میرے ساتھ تھی۔ تیسرا حج 2006ء میں ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ لیکن اس تیسرے حج میں میری اہلیہ میرے ساتھ نہ جا سکی۔ کیونکہ اس کے گھٹنے میں شدید تکلیف تھی۔ فریضہ حج ادا کرنا بہت مشکل کام ہے اسی لئے صرف اس فریضہ کو ادا کرنے کے لئے اللہ رب العزت سے آسانی کی دعا مانگی جاتی ہے۔ اور کسی عبادت میں آسانی کی دعا نہیں مانگی جاتی۔ لیکن جب میں نے اپنے بچوں اور دوستوں کے مسلسل کہنے پر اپنی سوانح عمری سفر جاری ہے لکھی اور اس کی اشاعت کے بعد جس طرح دوستوں نے اس کی پذیرائی کی وہ میرے لئے نہایت حیرت انگیز تھی۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ کیا واقعی دوستوں نے جو میری تحریر کو عزت بخشی صحیح ہے۔ لیکن یہ تمام لوگ نہایت مخلص اور کرم فرما تھے مجھے ان کے کہنے پر یقین کرنا پڑا۔ انہوں نے مجھے ناشر سے ادیب بنا دیا۔ دوسرے لفظوں میں ناشر ان کی

Marfat.com

برادری سے نکال کر لکھاریوں کی صف میں لا کھڑا کیا۔ اور اب میں ہوں اور میرے سامنے اک شہر آرزو ہے اب دیکھئے کہ ہوتا ہے کیا اِس قطرے پہ گہر ہونے تک!

جولائی 2010ء میں مجھے ترکی جانے کا اتفاق ہوا اور وہاں سے واپس آنے پر دوستوں نے اصرار کیا کہ اب میں ترکی کا سفر نامہ لکھوں یہ وہی ادیب برادری کے دوست ہیں جنہوں نے میری آپ بیتی سفر جاری ہے، کو بے حد پذیرائی بخشی تھی۔ اب تھوڑا بہت مجھے بھی چسکا پڑ گیا تھا۔ لہٰذا کمر ہمت باندھی اور سیاحت نامہ ترکی سپرد قلم کیا۔ احباب نے اِس کا بھی کھلے دل کے ساتھ خیر مقدم کیا اور میری ہمت بندھائی۔ اب صورت حال یہ ہے کہ میری توجہ کاروبار سے ہٹ کر پڑھنے اور لکھنے کی طرف مائل ہو گئی۔ اب مجھے یہ بھی احساس ہوا کہ لکھنا جان جوکھوں کا کام ہے اِس میں بڑی عرق ریزی کرنا پڑتی ہے اور یہ واقعی ایک سعی بے لوث ہے۔ میں تو ادیبوں اور شاعروں کا پہلے ہی قدردان تھا اور انہیں مافوق الفطرت مخلوق سمجھتا تھا اب تو میرے لیے وہ اور بھی محترم ہو گئے۔ انہی برگزیدہ لوگوں کی وجہ سے مقبول اکیڈمی لاہور نے نام کمایا اور ناشرین برادری میں اپنا ایک معتبر مقام بنایا۔ اب انہی دوستوں نے جن میں جناب علی سفیان آفاقی۔ پروفیسر جمیل آذر، جناب سعید بدر، ڈاکٹر انور سدید، شفیع ہمدم اور علامہ عبدالستار عاصم خاص طور پر شامل ہیں۔ یہ تقاضا شروع کر دیا کہ میں نے تین بار حج کرنے کی سعادت حاصل کی اور متعدد عمرے ادا کیے کیوں نہ میں حج کے تجربات، مشاہدات اور وہاں پر جو حج و عمرہ کے مناسک ادا کیے جاتے ہیں قلمبند کروں۔ اب میں انہیں کیا بتاؤں کہ نہ تو میں اے حمید ہوں کہ رومانوی سماں باندھوں اور نوجوان نسل کو طلسماتی دنیا کی سیر کراؤں اور نہ ہی میں ممتاز مفتی ہوں کہ بیت اللہ یا دیگر مناسک اور واقعات کما حق و ہو بیان کر سکوں اور نہ ہی ڈاکٹر انور سدید جیسا باکمال ادیب ہوں جو اپنی شگفتہ انشائی تحریر سے قارئین کرام کے راہوارِ تخیل کو مہمیز کرے۔ میں تو سیدھا سادا لکھنے والا ہوں اور میں دل سے اقرار کرتا ہوں کہ میں واقعی ادیب نہیں ہوں۔ لیکن احباب کا کہنا ہے کہ نہیں میں بہت اچھا لکھتا ہوں اور ٹھیک

Marfat.com

ٹھاک لکھتا ہوں۔ میں حج و عمرہ کے بارے میں اپنے تجربات و مشاہدات واقعات ضرور قلمبند کروں۔ میں نے پہلا حج آج سے پچیس چھبیس سال قبل کیا تھا۔ آخری عمرہ سال رواں 2011ء میں ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ تین مرتبہ حج کرنے کے بعد میں عمرہ تقریباً ہر سال ہی ادا کرتا رہا ہوں۔ عجیب بات ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے پراسرار سا بلاوا آجاتا ہے۔ اور میں مکہ و مدینہ کے مقدس سفر پر جانے کے لیے بیقرار ہو جاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اپنے خاص لطف و کرم سے سفر کے تمام اسباب مہیا کر دیتا ہے اس عظیم روحانی سفر پر جانے کے لیے میرے اندر ایک تڑپ سی پیدا کر دیتا ہے اور ہمت و توانائی عطا کر دیتا ہے اِس کیفیت کو میں عشق کے علاوہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جیسے علامہ اقبالؒ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

عشق کے مضراب سے نغمۂ تارِ حیات
عشق سے نورِ حیات، عشق سے نارِ حیات

میں حج کو ایک روحانی سفر سے تعبیر کرتا ہوں۔ اِس انوکھے سفر کو میں نے تاریخی، ثقافتی، مذہبی اور روحانی طور پر طے کیا ہے اور اسے اِسی پس منظر میں سپردِ قلم کیا ہے۔ اگر میری یہ ادنیٰ کاوش عازمین حج کے لیے مناسک حج و عمرہ ادا کرنے، قربِ الٰہی کا ذریعہ بنے اور عشق رسول کا جذبہ پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت ثمر آور ثابت ہوئی اور میں سرخرو ہو گیا۔ پہلے حج میں ایک خوف، ایک تجربہ اور ایک تجسس سا تھا اس کے تابندہ نقوش اب تک لوحِ ذہن پر محفوظ ہیں، میں نے اپنے پہلے ہی حج کے تجربات و مشاہدات کو اِس کتاب میں قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے لیکن آئندہ کے حج کرنے کے واقعات بھی اگر اِس میں شامل ہو گئے ہیں تو وہ بھی اِسی سفر کا تسلسل ہیں۔ میرے سامنے زیادہ تر مثالیں پہلے ہی حج کی ہیں۔ یہاں ایک بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حرمین شریفین یعنی مکہ معظّمہ کی مسجد الحرام اور مسجد نبوی ﷺ کی حدود میں ہمہ وقت تبدیلیاں، تزئین و آرائش رونما ہوتی رہتی ہیں اور آئے دِن توسیع کا عمل جاری

Marfat.com

رہتا ہے۔ ہر سال حجاج کرام کی تعداد میں اضافہ ہونے کے پیش نظر توسیع کا معاملہ ناگزیر ہے۔ اسی طرح منیٰ میں تبدیلی کا عمل ہوتا رہتا ہے۔ 1997ء میں جب منیٰ میں خیموں میں ایک شخص کی غلطی کی وجہ سے آگ لگ گئی اور قیامت برپا ہوگئی تو اس صورت حال سے آئندہ بچنے کے لیے ایسے مستقل فائبر گلاس کے خیمے لگا دیئے گئے ہیں جنہیں آگ نہیں پکڑ سکتی۔ پہلے خیمے مضبوط سفید کپڑے کے ہوتے تھے۔ اب آگ نہ پکڑنے والے سفید میٹریل کے ہوتے ہیں ان کی شکل خیموں ہی کی طرح ہوتی ہے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سعودی عرب کے بادشاہ جو خادم حرمین شریفین کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں مسجد الحرام اور مسجد نبوی ﷺ کے انتظام و انصرام اور حجاج کرام کی جو اللہ رب العزت کے مہمان بن کر آتے ہیں دیکھ بھال کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ اس معاملے میں ان کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ لیکن پھر بھی پچیس تیس لاکھ حجاج کرام کی آمد اور ان کی دیکھ بھال میں کہیں نہ کہیں کوئی کوتاہی ہو جاتی ہے جسے وہ دور کرنے کی ہر سال منصوبہ بندی کرتے ہیں تاکہ یہ صورت حال دوبارہ پیدا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ ایام حج کے علاوہ بھی سارا سال جاری رہتا ہے۔ گویا یہ نا مختتم سلسلہ ہے جو بذات خود روئے زمین پر ایک معجزہ ہے جو بے مثال ہے اور دین اسلام کی حقانیت کی واضح دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسوہ رسول ﷺ پر چلنے کی اور تعلیمات قرآن پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے (آمین)

ملک مقبول احمد

Marfat.com

عرضِ جمیل

''سفر آرزو'' ملک مقبول احمد کا ایسا سفر نامۂ حج ہے جو انہوں نے روحانی، تاریخی، ثقافتی اور تہذیبی طور پر طے کیا ہے۔ میری نظر سے کئی حج کے سفرنامے گزرے ہیں جن میں عام قاری کے لئے وہ مواد نہیں ملتا جس سے روشناس ہو کر اس کے اندر حج کے بارے میں تاریخی اور روحانی شعور پیدا ہو۔ ایسے سفرناموں میں مصنف زیادہ تر اپنی شخصیت کو ابھارنے کی کوشش کرتا ہے جب کہ حج نام ہے نفیٔ ذات کا اور تسلیم عظمت پروردگار کا۔ ان سفرناموں سے ہمیں مناسک حج کے تاریخی پس منظر کا بھی پورا ادراک نہیں ہوتا اور عام قاری کو وہ معلومات بھی دستیاب نہیں ہوتیں جنہیں حاصل کرنے کے بعد حج کرنے کی آرزو دل میں پیدا ہوتی ہے۔

ملک مقبول احمد نے پہلا حج 1986ء میں دوسرا حج 2002ء اور تیسرا حج 2006ء میں ادا کیا۔ اس دوران اور بعد میں بھی انہیں متعدد بار عمرے ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی گزشتہ سے پیوستہ سال 2010ء میں بھی انہوں نے عمرہ ادا کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ وہ نہایت خاموشی سے اس ''روحانی سفر'' پر روانہ ہو جاتے ہیں کہ قریبی دوستوں کو بھی پتہ نہیں چلتا۔ وہ اسے ایک عبادت کے طور پر لیتے ہیں اور چرچا کرنا مناسب نہیں سمجھتے مگر عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے۔ وہ گزشتہ پچیس سال سے اس دشت عشق الٰہی کے مسافر ہیں۔ اس تمام عرصے میں وہ حج و عمرہ کے بارے میں متعدد کتب پڑھنے، ذکر الٰہی میں وقت گزارنے، قرآن پاک کا ترجمہ کے ساتھ تلاوت

Marfat.com

کرنے اور دینی کتب کی تالیف کرنے اور انہیں چھپوا کر دین سے محبت کرنے والے لوگوں میں بلا معاوضہ تقسیم کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کی زیر نظر کتاب ''سفر آرزو'' ان کی پچیس سالہ ریاضت کا ثمر اور نتیجہ ہے اس کتاب میں انہوں نے فلیش بیک کی ٹیکنیک استعمال کی ہے۔ جس سے ہمیں مناسک حج ادا کرتے وقت ان کا پورا تاریخی پس منظر سامنے آ جاتا ہے اسی طرح جب حاجی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جاتا ہے اور وہاں کے تاریخی مقامات مقدسہ کی زیارت کرتا ہے تو اس کے لئے بھی اس کتاب میں اس مقام کی تاریخی حیثیت کا پتہ چلتا ہے۔ حج اور عمرہ کے تمام مناسک کو ملک مقبول احمد نے بالترتیب پیش کر کے ایک عام (زائر) حاجی کی معلومات میں گرانقدر اضافہ کیا ہے۔ پاکستان سے جانے والے عازمین حج عموماً حج تمتع کرتے ہیں لہٰذا انہوں نے صرف حج تمتع کا ہی تذکرہ کیا ہے اور حج قران اور حج افراد کے بارے میں ذکر نہیں کیا۔ حج قران میں ایک ہی مرتبہ احرام باندھا جاتا ہے اور اسی احرام میں پہلے عمرہ ادا کیا جاتا ہے پھر حج ادا کرنے کے بعد احرام کھول دیا جاتا ہے۔ حج افراد وہ حضرات ادا کرتے ہیں جو حدود حرم اور حدود میقات کے اندر مستقل رہائش پذیر ہوتے ہیں۔ اس طریقۂ حج میں عمرہ ادا نہیں کیا جاتا اور قربانی دینا بھی ان پر واجب نہیں ہے۔ چونکہ پاکستانی حضرات حج تمتع کرتے ہیں لہٰذا انہوں نے اسی پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ حج تمتع میں بڑی آسانی ہے۔ اس میں پہلے عمرہ ادا کیا جاتا ہے اور پھر حج کیا جاتا ہے۔ گویا اس میں دو مرتبہ احرام باندھا جاتا ہے۔ پہلے احرام باندھ کر اور عمرے کی نیت کر کے اور عمرے کے پورے ارکان ادا کرنے کے بعد 8 ذوالحجہ کو دوسری مرتبہ احرام باندھ کر حج کیا جاتا ہے اور قربانی کر کے بال کٹوا کر احرام کھول دیا جاتا ہے۔ ملک مقبول احمد نے بالتفصیل حج تمتع کو ترتیب وار نہ صرف بیان اور ادا کیا بلکہ تمام مناسک کا نہایت سادہ اور سلیس زبان میں اس خوبصورتی سے ذکر کیا

Marfat.com

ہے کہ گویا ہم بھی ان کے ساتھ ساتھ عمرہ اور حج ادا کر رہے ہیں۔

جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے کہ ملک مقبول احمد نے فلیش بیک کی ٹیکنیک اختیار کی ہے جس میں آزاد تلازمہ خیالات اور ماضی کے واقعات کی صدائے بازگشت کا عمل ہوتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں پہنچ کر سب سے پہلے زائر بیت اللہ کی زیارت کا شرف حاصل کرتا ہے اسی کی مناسبت سے ملک صاحب بیت اللہ کا تاریخی پس منظر بیان کر کے ہمارے روحانی تخیل کو مہمیز کرتے ہیں۔ عمرے کی ادائیگی کے وقت پہلے بیت اللہ کا طواف کیا جاتا ہے پھر آب زمزم پیٹ بھر کر پیا جاتا ہے اس عمل کی مناسبت سے انہوں نے چاہ زم زم کی مختصر تاریخ بیان کر دی ہے جو حاجی کے علم میں اضافہ کرتی ہے۔ جب وہ مدینہ منورہ جاتے ہیں اور مسجد نبوی ﷺ میں روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کرتے ہیں تو مسجد نبوی ﷺ کا پس منظر بیان کر کے ہمیں روحانی اور فکری روشنی عطا کرتے ہیں۔ جب وہ مسجد قبا کی زیارت کرتے ہیں اور وہاں نوافل ادا کرتے ہیں تو ہمیں مسجد قبا کی تاریخی اہمیت سے روشناس کراتے ہیں۔ اسی طرح وہ ہمیں جنت البقیع، مدینہ کی کھجوروں کی مارکیٹ، وہاں کی گلیوں اور محلوں کے بارے میں بتاتے ہیں۔

ملک مقبول احمد جب امیر حمزہؓ کے مزار کی زیارت کرتے ہیں تو اس کے ساتھ ہی انہوں نے غزوۂ اُحد میں امیر حمزہؓ کی شہادت کو یاد کیا اور جنگ احد کا مختصر تاریخی پس منظر بیان کر کے ہماری معلومات میں گرانقدر اضافہ کیا۔ اسی غزوہ میں امیر حمزہؓ نے اپنی جوانمردی اور شمشیر زنی کے جوہر دکھائے اور شہید ہوئے اور ان کی لاش کا مشرکین نے مثلہ کیا یعنی ان کے کان، ناک اور دیگر اعضاء کے ٹکرے ٹکڑے کر دیئے اور ان کا کلیجہ نکال کر ہندہ نے چبا کر پھینک دیا۔ اسی غزوہ میں آنحضرت ﷺ کے دندانِ مبارک شہید ہوئے اور آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں خود کی زنجیر کی ایک کڑی کے دو ٹکڑے

Marfat.com

دھنس گئے جنہیں ابو عبیدہ نے اپنے دانتوں سے باہر نکالا۔ یہ ایسے دلخراش مناظر ہیں جن کے تصور ہی سے ہماری آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ جب رسول اکرم ﷺ نے حضرت حمزہؓ کی بریدہ لاش کو دیکھا تو آپ ﷺ آبدیدہ ہو گئے۔ میں نے جب ''سفر آرزو'' میں مندرجہ ذیل سطور پڑھیں تو میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک پڑے: ''حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کو اتنا روتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا جتنا آپ ﷺ حضرت حمزہؓ کی بریدہ لاش کو دیکھ کر روئے۔ پھر آپ ﷺ جنازے کے پاس کھڑے ہو گئے اور اس قدر زار و قطار روئے کہ آپ ﷺ پر غشی سی طاری ہونے لگی۔ اس وقت آپ ﷺ لاش کو مخاطب کر کے کہتے جاتے تھے: ''اے رسول اللہ ﷺ کے چچا! اے اللہ کے شیر! اے رسول اللہ کے شیر! اے حمزہؓ! اے نیکیوں کے کرنے والے! اے حمزہؓ! اے برائیوں کو کھونے والے! اے رسول اللہ ﷺ کے محافظ!

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل نے آکر مجھے بتایا کہ ساتوں آسمانوں کے رہنے والوں میں حمزہؓ کا نام جو لکھا ہوا ہے وہ یہ ہے! ''حمزہؓ ابن عبدالمطلب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا شیر''۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ پچاس تیر انداز جنہیں ایک ٹیلے پر حضور ﷺ نے متعین کیا تھا اور انہیں سخت تاکید کی تھی کہ فتح ہو یا شکست تم نے اس جگہ کو نہیں چھوڑنا! اگر وہ اپنی جگہ کو نہ چھوڑتے تو وہ فتح جو مسلمانوں کو نصیب ہو رہی تھی ناکامی سے دوچار نہ ہوتی۔

حمزہؓ کی شہادت کے حوالے سے ملک صاحب نے ایک اہم واقعہ درج کیا ہے ''جنگ کے اختتام پر جب آپ ﷺ مدینے کی گلیوں سے گزر رہے تھے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ چند عورتیں بین کر رہی ہیں۔ آپ ﷺ کے منہ سے بے اختیار یہ نکلا کہ

Marfat.com

''افسوس حمزہؓ کا رونے والا آج کوئی نہیں ہے'' جب یہ الفاظ انصار مدینہ نے سنے تو انہوں نے اپنی عورتوں سے کہا کہ تم حضور ﷺ کے گھر جاؤ اور وہاں امیر حمزہؓ کے لئے بین کرو تا کہ حضور ﷺ کو دلاسا ملے۔ ان عورتوں نے جب حضور ﷺ کے گھر جا کر بین کیا۔ ان کی آہ زاری کو دیکھا تو آپ ﷺ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور آپ ﷺ کے دل کو قرار آ گیا''۔ یہ منظر بھی بڑا دلفگار ہے۔ سچی بات تو یہ ہے میں نے تا حال کسی سفر نامہ حج میں ایسے دلگداز واقعات نہیں پڑھے جو نہایت ہی اہم اور ایمان افروز ہیں۔ ہمیں اس بات سے یہ ہدایت ملتی ہے کہ متوفی کے گھر والوں کے ہاں جا کر ان سے تعزیت کرنی چاہئے تا کہ ان کے دل کو قرار آئے۔ ملک صاحب نے حضرت امیر حمزہؓ کی شہادت کے حوالے سے ہمیں اہم معلومات سے روشناس کرایا ہے۔

اسی طرح جب ملک مقبول احمد، غزوۂ خندق کے مقام پر تاریخی مساجد، جن میں مسجد علیؓ، مسجد حضرت ابوبکرؓ، مسجد سلمان فارسیؓ، مسجد حضرت عمرؓ اور مسجد فتح شامل ہیں، کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور وہاں نوافل ادا کرتے ہیں تو ان کا دھیان جنگ خندق جو جنگ احزاب کے نام سے بھی مشہور ہے کی طرف چلا جاتا ہے اور پھر ہمیں وہ اس غزوہ کے تاریخی پس منظر سے متعارف کراتے ہیں اور ہماری معلومات میں اضافہ کرتے ہیں چونکہ اس جنگ میں مشرکین مکہ کے علاوہ کافروں کے مختلف گروہوں اور یہودیوں نے گٹھ جوڑ کر کے مسلمانوں کے خلاف صف آرائی کی تھی اس لئے اسے جنگ احزاب کہتے ہیں۔ سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے دشمن کے لشکر جرار کو روکنے کے لئے خندق کھودی گئی۔ جس سے اہل عرب پہلے واقف نہیں تھے اسی مناسبت سے اس جنگ نے جنگ خندق کے نام سے شہرت پائی۔ اس جنگ میں مدینہ کے یہودیوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دشمن کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا تھا۔ ان کی اس سازباز کو ختم کرنے اور دشمن کے

Marfat.com

ارادوں کو ناکام بنانے میں حضرت نعیمؓ نے بڑی مہارت، تدبر اور حکمت عملی سے دشمن کی صفوں میں نفاق پیدا کیا۔ حضرت حذیفہؓ نے اس جنگ میں بڑا دلچسپ کردار ادا کیا۔ وہ رات کی تاریکی میں جب آندھی کا طوفان برپا تھا دشمن کی صفوں میں گھس کر اُن کے حالات معلوم کرنے لگے تاکہ اُن کے ارادوں سے حضور ﷺ کو مطلع کریں۔ رات کی تاریکی اور سرد آندھی کے طوفان میں ایک دوسرے کو تو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ لہٰذا حضرت حذیفہؓ چپکے سے بیٹھ کر اپنے دائیں بائیں والے لوگوں سے پوچھنے لگے کہ تم کون ہو ایک نے کہا ''میں عمرو بن عاص ہوں، دوسرے نے کہا ''میں معاویہ بن ابوسفیان ہوں'' انہوں نے یہ سب کام اس پھرتی سے کیا کہ دوسروں کو موقع ہی نہیں دیا کہ وہ ان سے پوچھیں کہ تم کون ہو۔ یہ منظر بڑا ہی ڈرامائی اور دلچسپ ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب ابوسفیان اور اس کے لشکر کے حوصلے پست ہو گئے تھے اور وہ شکست خوردہ ہو کر واپسی کا ارادہ کر رہے تھے۔ حضرت حذیفہؓ نے یہ تمام معلومات ایک ماہر سراغ رساں کی حیثیت سے حضور ﷺ تک پہنچائی تو آپ ﷺ نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک رات کی تاریکی میں بھی نظر آئے یہ وہ وقت تھا جب آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور میں سربسجود تھے اور فتح و نصرت کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ اور پھر اللہ کی نصرت آئی اور آپ ﷺ خوشی سے سرشار ہو گئے حضرت نعیمؓ اور حضرت حذیفہؓ کے کرداروں کو پڑھ کر قاری ہنسے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ کردار قاری کے ذہن میں ناقابلِ فراموش نقوش چھوڑتے ہیں۔ یہی نہیں دشمن کی صفوں میں جو انتشار پیدا ہوا وہ بھی بڑا دلچسپ ہے۔ گھبراہٹ کے عالم میں ابوسفیان رات کی تاریکی میں اپنے اونٹ پر سوار ہو گیا۔ اس حواس باختگی میں اس نے یہ بھی نہ دیکھا کہ اُونٹ کا اگلا ایک پاؤں تو بندھا ہوا ہے۔ اس جنگ میں دشمن کو شکست فاش ہوئی اور آنحضرت ﷺ کو نوید ملی کہ

Marfat.com

قیصر و کسریٰ کے ممالک مسلمانوں کے زیر تسلط آ جائیں گے۔ ان واقعات کو پڑھ کر ہمارا ایمان تازہ ہوتا ہے بلکہ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور ان کے صحابہ کرامؓ نے کس قدر تکالیف اور مشکلات کا سامنا کیا اور اپنی امت کے سفینہ کو ساحلِ مراد تک پہنچایا۔

یوں تو کتاب کے سارے ابواب ہی معلومات افزا، دلچسپ اور روح پرور ہیں مگر مجھے پانچویں باب میں آنحضرت ﷺ کا حجۃ الوداع کا دیا ہوا خطبہ بے حد پسند آیا۔ مجھے پہلی مرتبہ خطبہ حجۃ الوداع کا پورا متن پڑھنے کو ملا۔ یہ بنی نوع انسان کے لیے پہلا ''میگنا کارٹا'' تھا جو نہ صرف قابل عمل ہے بلکہ زندگی کی دشوار گزار راہوں میں مینارۂ نور کا کام دیتا ہے۔ اسی دستورالعمل پر چل کر خلافت راشدہ کا دور مثالی اور پرشکوہ رہا ہے اسی عظیم ''میگنا کارٹا'' کی بدولت اکنافِ عالم میں اسلام کا پرچم بلند ہوا۔ اشتراکی نظامِ حیات ہمارے سامنے دم توڑ گیا۔ حال ہی میں سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف دنیا کے اسی (80) ممالک میں زبردست مظاہرے ہوئے اور وہ وقت دور نہیں جب اسلامی ممالک ہی دنیا کو انتہا پسندی سے نجات دلا کر لوگوں کے لیے امن، سکون اور خوشی کا باعث بنے گا۔ اسلام کا دستور حیات اعتدال، انصاف، احترام انسانیت، اور تقویٰ کی مضبوط بنیاد پر استوار ہے جو خالق کائنات نے دنیا کے تمام لوگوں کو بلا تخصیص دیا۔

میں ملک مقبول احمد کو اس خوبصورت اور مفید تصنیف پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کارِ خیر کا اجر عظیم عطا کرے، اور انہیں دنیا اور آخرت دونوں میں بھلائی نصیب ہو!

پروفیسر جمیل آذر

بی۔874 سیٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی
0333-5321416

Marfat.com

Marfat.com

روحانی سفر

''سفر آرزو'' ملک مقبول احمد کی اغلباً سترھویں کتاب ہے اور اگر اسے سفر نامہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ ان کا دوسرا سفر نامہ ہے۔ اس سے قبل وہ ''سیاحت نامہ ترکی'' لکھ چکے ہیں جو طباعت کے مرحلوں کے بعد نہ صرف اب منصۂ شہود پر آ چکا ہے بلکہ اہل ذوق و شوق میں پذیرائی بھی حاصل کر چکا ہے۔

گذشتہ دنوں باتوں باتوں میں ملک صاحب نے بتایا کہ ان کی پہلی کتاب ''سفر جاری ہے'' کا (جو خودنوشت کی حیثیت رکھتی ہے) چوتھا ایڈیشن چھپنے جا رہا ہے۔ اپنی سوچ کے مطابق راقم نے انہیں ''مفت'' مشورہ دیا کہ (کیونکہ ہمارے ہاں ''مفت مشورہ'' دینے کا عام رواج ہے ویسے بھی مشورہ کی فیس بھلا کون دیتا ہے؟ البتہ ڈاکٹروں کو فیس مشورہ ضرور دینا پڑتی ہے)۔ اس کتاب میں آپ نے حرمین الشریفین یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے سفر کے بارے میں مختصر سا تذکرہ کیا ہے اگر آپ اسے الگ سے ''سفر نامہ'' کے طور پر لکھیں تو بہت مفید رہے گا۔ اس طرح آپ کی جانب سے ایک اچھی کاوش سامنے آ جائے گی اور قارئین کرام کو ایک نئی کتاب میسر آئے گی جو علمی و ادبی اعتبار سے کارآمد بھی ہوگی اور ارض مقدس سے تعلق اور عقیدت رکھنے والوں کی روحوں کی تشنگی کو تسکین فراہم کرنے کا باعث بھی بنے گی۔ ملک صاحب کے تحریر کردہ ''پیش لفظ'' سے معلوم ہوتا ہے کہ حسن اتفاق سے ان کے بعض مخلص دوستوں نے بھی یہی رائے دی جن میں قابل صد احترام بلند پایہ

Marfat.com

محقق اور ممتاز دانشور ڈاکٹر انور سدید کے علاوہ پروفیسر جمیل آذر' سینئر صحافی اور ممتاز ادیب علی سفیان آفاقی' شفیع ہمدم اور متعدد کتب کے مصنف علامہ عبدالستار عاصم شامل ہیں۔
ملک صاحب نے جو بڑے ''کام'' کے آدمی ہیں اور ''کام'' ہی زندگی بھر ان کا اوڑھنا بچھونا رہا ہے' جرأت رندانہ اور ہمت مردانہ سے کام لیا اور مختصر سی مدت میں اپنے روحانی سفر کی روداد نہایت دلچسپ انداز میں لکھ دی جو ''سفر آرزو'' کے دلکش نام سے اب آپ کے سامنے ہے۔

ملک صاحب کی مہربانی سے مجھے اس کتاب کے اصل مسودے کی ورق گردانی کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ سچی بات ہے کہ عمرہ وحج کے متعلق نہ صرف یہ کتاب مفید اور کارآمد ہے بلکہ مناسک حج کے بارے میں بیش قیمت معلومات سے معمور مکمل کتاب ہے۔
ملک مقبول احمد صاحب نے اپنے اس دلنواز سفرنامہ میں ''شہران جلال وجمال کی لمحہ لمحہ کی روداد لکھی ہے اور ساتھ ہی ساتھ زائرین حجاز کی رہنمائی کے لئے وہ طریقے بھی لکھ دیئے ہیں جن پر عمل کر کے میرے جیسے اناڑی لوگ بھی عمرہ یا حج کے لوازمات کو صحیح طریقے سے ادا کر کے اپنے فریضہ عمرہ و حج کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول بنا سکتے ہیں۔
ملک صاحب نے ان تمام دعاؤں کو آسان اُردو زبان اور سادہ پیرائے میں لکھ دیا ہے جن کی زائرین کو وہاں قدم قدم پر شدت سے ضرورت پیش آتی ہے بلکہ یہ تمام دعائیں مناسک حج کا لازمی حصہ ہیں جن کے بغیر عمرہ وحج کے لوازمات پورے ہی نہیں ہو سکتے اور ہمارا ایمان ہے کہ اگر مناسک حج میں کسی اعتبار سے کوئی کمی' کوتاہی یا خامی دیدہ و دانستہ یا نادانستہ رہ جاتی ہے تو خدشہ ہے کہ آپ کا وہ عمل شرف قبولیت حاصل نہ کر سکے جس میں کوئی کمی' کجی یا خامی رہ گئی ہے۔

اس سفرنامے کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کا قاری مطالعہ کے دوران میں نہ

111960

Marfat.com

صرف کتاب کے مطالعہ میں محو ہوتا ہے بلکہ ملک صاحب کے ساتھ ساتھ چلتا پھرتا ہے اور محو سفر بھی رہتا ہے۔ ملک صاحب اپنی آنکھوں سے جو کچھ دیکھتے ہیں' قاری بھی انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور ان سے بہ تمام و کمال خوشی و مسرت اور حظ محسوس کرتا ہے۔ دراصل ملک صاحب کی تحریر کا یہ کمال ہے کہ وہ اپنے قاری کو ساتھ لے کر چلتے ہیں اور اسی کمال نے انہیں بلند پایہ اہل قلم کی صف میں لا کھڑا کیا ہے۔

انہوں نے اپنے انداز تحریر کو شگفتہ اور دلچسپ رکھنے کی حتی الوسع کوشش کی ہے۔ انہوں نے اسے بھاری بھر کم معلومات سے بوجھل نہیں ہونے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ قاری بے پناہ خوشی اور عالم مسرت میں نہ صرف اس روحانی سفرنامہ کا مطالعہ کرتا ہے بلکہ وہ اس کی جزئیات میں منہمک اور مستغرق بھی ہو جاتا ہے اور دل کی گہرائیوں کے ساتھ روحانی خوشی و مسرت' قلبی تازگی اور بالیدگی محسوس کرتا ہے۔

''حرمین الشریفین'' کے روحانی سفر کے بارے میں اب تک سینکڑوں نہیں ہزاروں سفرنامے لکھے جا چکے ہیں اور انشاء اللہ تا قیامت لکھے جاتے رہیں گے لیکن ہر شخص کا انداز اور اسلوب بیان ایک دوسرے سے مختلف رہا ہے۔ ہر کسی نے اِسے دلچسپ بنانے کی مقدور بھر کوشش کی ہے۔ ان سفرناموں میں ممتاز مفتی کا سفرنامہ ''لبیک'' منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ راقم کے خیال میں اب تک لکھے گئے سفرناموں میں یہ بہترین سفرنامہ قرار دیا جا سکتا ہے جو علمی و ادبی چاشنی کے ساتھ ساتھ تمام ضروری معلومات کا حامل بھی ہے۔ اس کا انداز نہایت شگفتہ اور دلکش ہے۔

ملک صاحب نے اگرچہ اپنے سفرنامہ میں نہایت سادہ اسلوب نگارش اختیار کیا ہے لیکن انہوں نے دلچسپی اور دلکشی کو بہر حال برقرار رکھا ہے۔ وہ قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگتے ہیں جن میں الحاح' عاجزی اور گریہ وزاری کے عناصر نمایاں ہیں۔ وہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ''بندے'' کے تعلق کو ہر لحہ پیش نظر رکھتے ہیں اور دل و جان سے اللہ تعالیٰ کو اپنا آقا و مولا' مالک و مختار' خالق و رازق تسلیم کرتے ہیں اور اس سے گڑگڑا کر اپنی دنیا اور عاقبت کو سنوارنے کی درخواستیں کرتے ہیں۔

اس سفرنامہ میں ملک صاحب نے تمام مقامات مقدسہ کا مختصر تاریخی پس منظر بھی پیش کیا ہے جس نے سفرنامہ کی افادیت اور اہمیت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ تلاش و جستجو اور استفسار انسانی طبائع کا خاصہ ہے' بچہ ہو یا بوڑھا' عورت ہو یا مرد' ہر شخص اپنے گرد و پیش کے بارے میں ''جاننا'' چاہتا ہے اور اسی ''جاننے'' کا نام علم ہے اور ''پہچاننے'' کو معرفت کہا جاتا ہے۔ یہی علم و عرفان ہے جس نے آدم کو نہ صرف معتبر اور محترم بنایا بلکہ اسے خلیفہ الارض کا مقام و مرتبہ بھی عطا کر دیا ہے۔ قرآن پاک کی روشنی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو ''تمام اسماء'' سکھا دیے۔ یہ ''اسماء'' وہ علوم و فنون ہیں جو اب تک انسان سیکھتا اور سکھاتا چلا آیا ہے اور انہیں کی بدولت وہ اب آسمان کی بلندیوں تک نہ صرف محو پرواز ہے بلکہ چاند اور مریخ پر اپنے ''علم'' کے پرچم بھی گاڑ آیا ہے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ بدر ہو' جنگ احد' غزوۂ خندق ہو یا فتح مکہ' ملک صاحب ہر واقعہ بلکہ ہر مقام کا مختصر پس منظر ضرور پیش کرتے ہیں تاکہ قاری کو معلومات حاصل ہوتی ہیں اور مقامات سے واقفیت ہوتی رہے اور اس کے متجس ذہن کی تسکین کا سامان بھی فراہم ہوتا رہے۔

ملک صاحب نے اپنے اس ''سفرنامہ'' کے مختلف ابواب قائم کیے ہیں۔ پہلے باب میں آرزوئے حج کے ساتھ ساتھ بیت اللہ کی مختصر تاریخ اور برکات کا ذکر بھی کیا ہے۔ باب دوم میں چاہ زمزم کی تاریخ اور اس کے احوال بیان کیے ہیں۔ باب سوم میں مسجد نبویؐ اور مسجد قبا کے حالات اور تاریخ پیش کی گئی ہے۔ غرضیکہ مدینہ کی گلیاں' بازار اور مارکیٹ کا

Marfat.com

بھی ذکر ہے۔ امیر حمزہؓ کے مزار کی تفصیلات بھی درج ہیں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا ہے کتاب میں غزوات رسول مقبول ﷺ کا بھی تفصیل سے ذکر موجود ہے۔

مدینہ شریف کے بعد ان کی منزل مکہ معظمہ ہے جس کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا۔

تو فرمودی رہِ بطحا گرفتیم
وگرنہ جز تو مارا منزل نیست

"چونکہ آپ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ مکہ بھی جاؤ اور بیت اللہ کی زیارت کرو اس لئے میں مکہ معظمہ کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں ورنہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپؐ کے سوا میری کوئی اور منزل نہیں۔ آپؐ ہی میرا مقصود حیات' آپؐ ہی میری کائنات اور آپؐ ہی میرا مطمعٔ نظر ہیں۔"

باب پنجم میں حج بیت اللہ کی تفصیلات درج ہیں۔ خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر حضور رسالت مآب' فخر موجودات' نبی مکرم ﷺ نے جو تاریخی اور بصیرت افروز خطبہ دیا تھا' اس کا ذکر موجود ہے۔ یہ وہ خطبہ ہے جس میں زندگی کے تمام اُمور و معاملات کی نشاندہی کر دی گئی ہے بلکہ مذہبی اور دینی زندگی کے مقاصد بھی واضح کر دیئے گئے ہیں اقوام متحدہ کا چارٹر اس خطبہ کا عشر عشیر بھی نہیں۔ اس کے بعد غلاف کعبہ کی تبدیلی اور مفتی اعظم کے خطبہ کا متن دیا گیا ہے۔ جبل نور' غار حرا اور غار ثور کے تاریخی پس منظر پیش کئے گئے ہیں۔ آخر میں بعض خوشگوار اور ناخوشگوار واقعات کا ذکر بھی کیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام کی معلومات میں اضافہ ہو اور آئندہ جب وہ عمرہ یا حج پر جائیں تو "ممنوعات" اور ناخوشگوار واقعات سے بچ سکیں۔

Marfat.com

غرضیکہ ''سفر آرزو'' اب تک شائع ہونے والے سفرناموں میں ایک عمدہ اور مفید اضافہ ہے۔ ہماری رائے میں عمرہ یا حج پر جانے والے ہر زائر کو اس سفرنامے کا دلچسپی اور توجہ سے مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ انہیں پاکیزہ سفر میں آسانی رہے اور وہ خواہ مخواہ کی مشکلات سے بچ سکے۔

''سفر آرزو'' ایک ایسی روحانی دستاویز ہے جس کا ہر مسلمان کے لئے مطالعہ ضروری ہے اور ہر گھر میں اس کی موجودگی ضروری ہے۔

امید واثق ہے کہ اہل درد اور اہل ذوق وشوق خوش دلی اور نہایت توجہ سے اس مفید کتاب کا نہ صرف خود مطالعہ کریں گے بلکہ دوسروں کو اس کے پڑھنے کی ترغیب دیں گے۔ اعزہ واقارب کو یہ کتاب تحفہ میں دینا بہت مفید رہے گا۔

صاحبزادہ محمد سعید احمد بدر قادری
المعروف بہ
سعید بدر

''البدر'' 965 نظام بلاک
علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
042-37814084 - 0321-4872700

Marfat.com

باب اوّل

وَ اِذۡ بَوَّاۡنَا لِاِبۡرٰهِيۡمَ مَكَانَ الۡبَيۡتِ اَنۡ لَّا تُشۡرِكۡ بِىۡ شَيۡـئًـا
وَّطَهِّرۡ بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِيۡنَ وَ الۡقَآئِمِيۡنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ ﴿۲۶﴾
وَاَذِّنۡ فِى النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ
مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍۙ ﴿۲۷﴾

اور جب ہم نے ابراہیمؑ کے لئے خانہ کعبہ کو مقام مقرر کیا (اور فرمایا) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیجیئو اور طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو صاف رکھا کرو اور لوگوں میں حج کے لئے ندا کردو کہ تمہاری طرف پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر جو دور دراز راستوں سے چلے آتے ہوں (سوار ہو کر) چلے آئیں۔ (الحج 27,26)

Marfat.com

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ
اَکۡبَرُ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور نہیں طاقت نیکی کی اور گناہ سے بچنے کی مگر سوائے اللہ کی مدد سے جو بہت بلند شان اور بڑی عظمت والا ہے۔''

Marfat.com

آرزوئے حج

بزرگوں اور اہل نظر لوگوں سے اکثر سنا کرتا تھا کہ عالم ارواح میں جن روحوں نے رب کائنات کی آواز پر لبیک کہا، انہیں عالم وجود میں آنے کے بعد حج بیت اللہ کی سعادت ضرور نصیب ہوتی ہے۔ میں جب کتم عدم سے عالم رنگ و بو میں آیا تو میرے کانوں میں کس نے اذان دی مجھے پتہ نہیں، لیکن جس بزرگ نے بھی یہ احسن فریضہ انجام دیا ہوگا یقیناً وہ پاک دل و پاک باز ہوگا۔ بچپن میں ایک نعت میں بڑے ذوق وشوق سے سنا کرتا تھا جس کے ابتدائی بول یہ تھے۔

''میرے مولا بلا لو مدینے مجھے''

یہ نعت خواں بہت ہی خوش الحان تھا۔ سننے والے وجد میں آجاتے تھے۔ نعت خواں کے عقب میں لگی وہ تصویریں بہت ہی پُرکشش تھیں جو میری مرکز نگاہ بن جاتی تھیں۔ اِن میں ایک تصویر مکہ معظمہ کی تھی اور دوسری مدینہ منورہ کی۔ جب بڑا ہوا تو یوں محسوس ہوا کہ یہ تصویریں میرے دِل و دماغ میں رچ بس گئی ہیں۔ بیت اللہ اور مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کی خواہش بڑھتی جا رہی ہے۔ میرا یہ بھی یقین تھا کہ حج تب ہی نصیب ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آتا ہے۔ اُدھر اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے رزق کی فراوانی بھی ہوگئی تھی۔ یوں میرے راستے میں کوئی دنیاوی رکاوٹ نہیں تھی۔ 1986ء میں حکومت پاکستان نے حج کے لیے درخواستیں طلب کیں تو میں نے بھی قسمت آزمائی کا اِرادہ کرلیا۔ خواہش اور ارادہ نے زور پکڑا، میں نے ضابطے

Marfat.com

کے مطابق حج کی درخواست فارم پر کر کے متعلقہ بنک میں جمع کرادی۔ مسجد میں جا کر ”نفل نماز ادا کی اور اللہ رب العزت سے درخواست کی قبولیت کی گڑگڑا کر دعا کی۔ قسمت نے یاوری کی ہم دونوں میاں بیوی کا قرعہ اندازی میں کامیاب اُمیدواروں میں نام نکل آیا۔ گویا ہمیں اللہ تعالیٰ کا بلاوا مکہ اور مدینہ کے لئے آ گیا تھا۔ ہماری خوش کی انتہا نہ رہی، وفور جذبات سے آنکھیں نم ہو گئیں اور میری اہلیہ خورشید بیگم بھی خوشی سے سرشار ہو گئی۔ اگلے روز مسز بٹ ہمارے ہاں تشریف لائیں انہوں نے بھی ہمارے ساتھ ہی درخواست دی تھی، خوشی اُن کے چہرے سے بھی ٹپک رہی تھی۔ صاف ظاہر تھا کہ اُن کی درخواست بھی منظور ہوئی ہے۔ اب حج کرنے کی سعادت بھی ہمیں اکٹھے مل رہی تھی۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ایسے مقدس سفر میں ہم مشرب و ہم خیال ساتھیوں کی رفاقت کسی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہوتی۔

............☆☆............

Marfat.com

''سفرِ آرزو'' پر جانے کی تیاری

درخواست منظور ہو چکی تھی، حج کا بلاوا بھی آ گیا تھا۔ لیکن میں ایک عام مسلمان تھا۔ مجھے حج یا اس کی روح اور اس کی فرضیت کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا۔ وزارتِ مذہبی امور حکومت پاکستان کی طرف سے جہاں حج کی درخواست کی منظوری کی خوشخبری اور مبارک باد آئی وہاں اس کی طرف سے رہنما کتاب بھی آئی۔ مناسکِ عمرہ و حج کیسے کرنا ہے، نیت عمرہ و حج کس طرح کرنا ہے، کن کن چیزوں کا خیال رکھنا ہے، کون کون سے مقاماتِ مقدسہ ہیں؟ علاوہ ازیں بہت سی معلومات بہم پہنچائی گئی تھیں جو بہت اہم تھیں۔ مگر میں بے قرار تھا میں حج کی فرضیت کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔ لہٰذا میں نے دو چیزوں کا فوری طور پر اہتمام شروع کر دیا۔ ایک پانچ وقت کی نماز کے علاوہ تہجد کی نماز ادا کرنے کا اور دوسرے قرآن مجید کا ترجمہ کے ساتھ گہرے مطالعہ کا۔ یوں تو قرآن مجید کے ہر لفظ سے نور کی شعاعیں نکلتی ہیں جو پڑھتے اور دیکھتے وقت ہماری روح میں اترتی ہیں لیکن ان کے معانی کی تفہیم کے لئے ترجمہ کے ساتھ پڑھنے سے ذہن میں فرحت، تازگی اور بالیدگی پیدا ہوتی ہے۔ علم میں اضافہ ہوتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب ملتی ہے۔ اسلام کی حقیقی روح علم، تقویٰ اور عمل ہے۔ بقول حکیم الامت علامہ اقبالؒ:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

میں اِس عظیم روحانی سفر پر جانے کی تیاری میں ہمہ تن مصروف ہو گیا۔ قرآن شریف کی باقاعدہ تلاوت کو حرزِ جاں بنا لیا، کچھ عرصہ کے لئے دنیاوی امور اور اپنے

Marfat.com

کاروبار سے دست کش ہو گیا۔ روز و شب یادِ الٰہی میں گزرنے لگے۔ دورانِ تلاوت جب میں سورہ آل عمران کی مندرجہ ذیل آیات کریمہ پر پہنچا اور ان کا ترجمہ اور تفسیر پڑھی تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی:۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ۬ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۷﴾

(بیشک سب سے پہلا گھر جو مقرر ہوا لوگوں (کے عبادت کرنے کے لئے) یہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور جہان کے لئے موجب ہدایت۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں جن میں سے ایک مقام ابراہیم علیہ السلام پر کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ جو شخص اِس مبارک گھر میں داخل ہوا اس نے امن پایا اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے (یعنی فرض ہے) کہ جو اِس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے تو اللہ بھی اہل عالم سے بے نیاز ہے۔)

ان آیاتِ کریمہ کے ترجمہ کے بعد ان کی تفسیر اور معارف و مسائل کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جسے میں مختصراً یہاں بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ قارئین کرام بھی میری طرح مستفید ہو سکیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ دنیا کی تمام سچی عبادت گاہوں میں سب سے پہلی عبادت گاہ یہی بیت اللہ ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ برکت والی عبادت گاہ ہے۔ تیسرے یہ کہ یہ پورے جہان کے لئے ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ اس گھر میں اللہ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ منجملہ ان کے مقام ابراہیمؑ ہے، دوسرے یہ کہ جو شخص اس میں داخل ہو جائے وہ امن والا اور محفوظ ہو جاتا ہے کوئی اس کو (کعبۃ اللہ کے اندر) قتل نہیں کر سکتا، تیسرے یہ کہ ساری دنیا کے مسلمانوں پر اس بیت اللہ کا حج فرض ہے بشرطیکہ وہاں تک پہنچنے کی اس میں استطاعت ہو اور وہ قدرت رکھتا ہو۔

Marfat.com

بیت اللہ کی مختصر تاریخ

بیہقیؒ نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام کے دنیا میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کے ذریعہ اُن کو حکم بھیجا کہ وہ بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر تعمیر کریں، ان حضرات نے حکم کی تعمیل کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ اس کا طواف کریں، اور اُن سے کہا گیا کہ آپ اوّل النّاس یعنی سب سے پہلے انسان ہیں، اور یہ گھر "اوّل بیت وُضِعَ للنّاسِ" ہے یعنی یہ سب سے پہلا گھر ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے لوگوں کے لئے (اپنی عبادت گاہ کے طور پر) مقرر کیا ہے۔

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

بعض روایات میں ہے کہ آدم علیہ السلام کی یہ تعمیر کعبہ نوح علیہ السلام کے زمانے تک باقی تھی، طوفانِ نوح علیہ السلام میں منہدم ہوگئی اور اِس کے نشانات مٹ گئے، اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہی بنیادوں پر اسے دوبارہ تعمیر کیا۔ یہ عمارت ایک مرتبہ پھر منہدم ہوئی تو عمالقہ نے تعمیر کی، اور پھر کسی حادثہ میں منہدم ہوئی تو قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی زمانہ میں اس کی تعمیر کی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہوئے اور حجر اسود کو اپنے دستِ مبارک سے نصب فرمایا لیکن قریش نے اس تعمیر میں بنیاد ابراہیمی سے کسی قدر مختلف تعمیر کی تھی کہ بیت اللہ کا ایک حصہ اس سے الگ کر دیا جس کو اب حطیم کہا جاتا ہے۔ اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی بنیاد میں کعبہ کے دو دروازے تھے۔ ایک داخل

Marfat.com

ہونے کے لئے، دوسرا عقب کی جانب باہر نکلنے کے لئے۔ قریش نے صرف مشرقی دروازہ کو باقی رکھا۔ تیسرا تغیر یہ کیا کہ بیت اللہ کا دروازہ سطح زمین سے کافی بلند کر دیا تا کہ ہر شخص آسانی سے اندر نہ جا سکے بلکہ جس کو وہ اجازت دیں وہی اندر جا سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ''کہ میرا دل چاہتا ہے کہ موجودہ تعمیر کو منہدم کر کے اس کو بالکل بنیاد ابراہیم کے مطابق بنا دوں، قریش نے جو تصرفات بنیاد ابراہیمی کے خلاف کئے ہیں، اُن کی اصلاح کر دوں، لیکن نومسلم ناواقف مسلمانوں میں غلط فہمی پیدا ہونے کا خطرہ ہے، اسی لئے سردست اس کو اسی حال پر چھوڑتا ہوں، اس ارشاد کے بعد اس دنیا میں آپ ﷺ کی حیات طیبہ زیادہ نہیں رہی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا میں اس گھر کی ہمیشہ سے تعظیم و تکریم ہوتی چلی آئی ہے، اس میں لفظ "وُضِعَ لِلنَّاسِ" میں اس کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس گھر کی تعظیم و تکریم کسی خاص قوم یا جماعت ہی کا حصہ نہیں، بلکہ عامہ خلائق اور سب انسان اس کی تعظیم کریں گے۔ اس کی سرشت میں حق تعالیٰ نے ایک عظمت اور ہیبت کا داعیہ رکھا ہے کہ لوگوں کے قلوب اس کی طرف خود بخود مائل ہوتے ہیں۔ اس میں لفظ مکہ سے مراد مکہ معظّمہ ہے۔

بیت اللہ کی برکات: بیت اللہ کا بابرکت ہونا ظاہری طور پر بھی ہے اور معنوی طور پر بھی۔ اس کی ظاہری برکات کا عالم یہ ہے کہ مکہ اور اس کے آس پاس ایک خشک ریگستان اور بنجر زمین ہونے کے باوجود اِس میں ہمیشہ ہر موسم میں ہر طرح کے پھل اور ترکاریاں اور تمام ضروریاتِ زندگی مہیا رہتی ہیں کہ صرف اہل مکہ کے لیے ہی نہیں بلکہ اطرافِ عالم سے آنے والوں کے لیے کافی ہو جاتی ہیں۔ اور آنے والوں کا حال دنیا کو معلوم ہے کہ خاص موسمِ حج میں تو لاکھوں انسان اطرافِ عالم سے جمع ہوتے ہیں جن کی مردم شماری اہل مکہ سے چار گنا یا پانچ گنا ہو جاتی ہے۔ یہ ہجوم عظیم وہاں صرف دو چار روز

Marfat.com

نہیں بلکہ مہینوں ٹھہرتا ہے۔ موسمِ حج کے علاوہ بھی کوئی وقت ایسا نہیں آتا جس میں باہر سے ہزاروں اِنسان نہ آتے جاتے رہتے ہوں۔ پھر خاص موسمِ حج جب کہ وہاں لاکھوں سے زائد انسانوں کا مجمع ہوتا ہے کبھی نہیں سنا گیا کہ بازار میں کسی وقت بھی اشیاءِ ضرورت ختم ہو گئیں، ملتی نہیں یا کمیاب ہیں۔ یہاں تک کہ قربانی کے بکرے جو وہاں پہنچ کر ایک ایک انسان بعض اوقات سو سو بھی کرتا ہے اور اوسطاً فی کس ایک کا تو یقینی ہے، یہ لاکھوں بکرے وہاں ہمیشہ ملتے ہیں۔ بکروں کے علاوہ اونٹوں اور گائیوں کی بھی بہتات ہوتی ہے۔

یہ ظاہری برکات کا حال ہے جو مقصود کی حیثیت نہیں رکھتیں لیکن معنوی، باطنی اور روحانی برکات تو اتنی ہیں کہ اُن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ بعض عبادات تو بیت اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں، ان میں جو اجرِ عظیم اور برکات روحانی ہوتی ہیں اُن سب کا مدار بیت اللہ پر ہے۔ مثلاً حج وعمرہ، اور بعض دوسری عبادات کا بھی مسجد حرام میں ثواب بدرجہا بڑھ جاتا ہے، رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی اِنسان گھر میں نماز پڑھے اُس کو ایک نماز کا ثواب ملے گا، اور اگر اپنے محلے کی مسجد میں نماز ادا کرے تو اس کو پچیس نمازوں کا ثواب حاصل ہو گا اور جو جامع مسجد میں نماز ادا کرے تو پانچ سو نمازوں کا ثواب پائے گا۔ اگر مسجدِ اقصیٰ میں نماز ادا کی تو ایک ہزار نمازوں کا اور میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد حرام (بیت اللہ) میں ایک لاکھ نمازوں کا (یہ روایت ابن ماجہ و طحاوی وغیرہ نے نقل کی ہے) یہ حدیث عام مسلمان جانتے ہیں کہ حج کو صحیح طور پر ادا کرنے والا مسلمان پچھلے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ماں کے پیٹ سے پاک وصاف پیدا ہوا ہے۔ ظاہر ہے یہ سب بیت اللہ کی معنوی اور روحانی برکات ہیں۔ حج ادا کرنے سے پہلے اور بعد بھی میں حتی القدور کوشش کرتا ہوں کہ نماز مسجد ہی میں با جماعت ادا کروں اور اپنے آپ کو اُن روحانی برکات سے فیض یاب کروں جن کا میرے

Marfat.com

آقائے نامدار سردار الانبیاء حضرت محمد ﷺ نے ذکر فرمایا۔

بیت اللہ شریف کی مکمل تاریخ سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد میں نے بالاستیعاب مناسک حج کی تربیت حاصل کی۔ جن لوگوں نے مجھ سے پہلے حج کیا اُن سے معلومات حاصل کیں۔ وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان کی فراہم کردہ کتاب سے بھرپور استفادہ کیا۔ چونکہ ہم نے حج تمتع کرنا تھا جس سے پہلے عمرہ ادا کیا جاتا ہے اور پھر عمرہ ادا کرنے کے بعد حج کے ایام میں حج کیا جاتا ہے اِسے ہم عام زبان میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک ٹکٹ میں دو مزے لوٹتے ہیں یا فائدہ اٹھاتے ہیں پاکستان سے جتنے بھی حضرات حج کے لیے جاتے ہیں وہ زیادہ حج تمتع ہی کرتے ہیں۔ اِس میں آسانی بھی ہوتی ہے کہ عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول دیا جاتا ہے۔ پھر عام لباس میں جی بھر کر بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں، نمازیں ادا کرتے ہیں اور بیت اللہ شریف کا کسی گوشہ میں بیٹھ کر جی بھر کر دیدار کرتے ہیں۔ بعد ازاں حج کے ایام میں احرام باندھ کر حج کرتے ہیں جس کا تذکرہ میں آئندہ بالتفصیل اپنے ذاتی تجربات و مشاہدات کی روشنی میں کروں گا۔

............☆☆............

Marfat.com

عظیم سفر کے لئے روانگی

عام زندگی میں جب ہم کسی سفر کے لئے روانہ ہوتے ہیں تو بالعموم بڑی تیاری کرتے ہیں اور یہ تو حج کے لیے روانہ ہونے کا سفر تھا۔ علی الصبح ہی سے زور و شور سے دونوں میاں بیوی سفر کی تیاری میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ خورشید نے بڑے مضبوط کپڑوں کے دو بڑے تھیلے (BAGS) خود ہی تیار کر رکھے تھے۔ ایک نیلے رنگ کا پھولدار تھیلا تھا اور دوسرا خاکی رنگ کا دھاری دار تھیلہ تھا ان میں مضبوط کپڑے کے دہرے ہیں ڈلز اور زپیں لگائی گئی تھیں تاکہ انہیں پکڑنے اور کھولنے میں آسانی ہو۔ خاکی رنگ والے تھیلے میں میرے کپڑے وغیرہ تھے اور نیلے رنگ والے تھیلے میں خورشید بیگم کے کپڑے اور ضروری چیزیں تھیں۔ میں نے حتی الوسع کوشش کی تھی کہ غیر ضروری سامان ہمارے پاس نہ ہو۔ میں نے احرام کے دو جوڑے اور عام لباس کے بھی دو جوڑے جو شلوار قمیض، بنیان اور ایک جوڑا جوتوں کا تھا اپنے تھیلے میں رکھا۔ خواتین کے لئے کوئی مخصوص احرام کی چادر وغیرہ نہیں ہوتی بس انہیں اپنے سر پر ایک سکارف لینا ہوتا ہے جس سے اُن کے سر کے بال ڈھک جائیں۔ انہیں عام لباس جو خواتین پسند کرتی ہیں، پہننے کی اجازت ہے تاہم انہیں اتنا باریک لباس نہیں پہننا چاہئے جس سے بدن نظر آئے اور نہ ہی زرد اور سرخ رنگ کا بھڑکیلا لباس زیب تن کرنا چاہئے البتہ عام سفید رنگ یا کسی اور رنگ کا لباس پہن سکتی ہیں۔ کُرتہ، پاجامہ، شلوار، دوپٹہ خواہ ریشمی ہوں، انگیا، جرابیں، موزے، ہر قسم کی زنانہ جوتی اور زیور وغیرہ زیب تن کر سکتی ہیں۔ میری اہلیہ خورشید تو ویسے بھی سادہ لباس ہی پسند کرتی ہے۔ میں ایک روز پہلے ہی ہاتھ اور پاؤں کے بڑھے ہوئے

Marfat.com

ناخن کٹوا چکا تھا اور بار بر سے اپنے بال بھی بنوا لئے تھے کیونکہ احرام باندھتے اور عمرے کی نیت کرنے کے بعد ناخن کٹوانا یا بال ترشوانا منع ہے۔ اِن کے علاوہ بھی متعدد پابندیاں عائد ہوتی ہیں جن کے توڑنے سے ہدیہ دینا پڑتا ہے۔ میں نے مسنون طریقہ سے وضو اور غسل کیا۔ احرام کی دو سفید چادریں زیب تن کیں۔ ایک چادر بطور تہبند اور دوسری چادر بدن کے اوپر بدن پر لپیٹنے کے لیے ہوتی ہے۔ پاؤں میں ہوائی چپل پہنئے کیونکہ پاؤں کی اوپر والی ہڈی کو کھلا رکھنا ہوتا ہے۔ ہر حاجی کا یہی درویشانہ لباس ہوتا ہے۔ اِس میں بنیان اور موزے وغیرہ کچھ نہیں ہوتے۔ یہ ایک فقیرانہ لباس ہے جس میں بندہ پورے عجز و انکسار کے ساتھ اپنے خالقِ حقیقی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہوا اس کے رحم و کرم کی بھیک مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی یہ ادا پسند ہے۔ یہ دو سفید چادریں سائز میں اڑھائی گز لمبائی اور سوا گز چوڑائی پر مشتمل ہوتی ہیں۔ یہ گویا کفن کی علامت بھی ہیں کہ بالآخر انہی دو سفید چادروں میں مرنے کے بعد اُسے لپیٹ کر سپردِ خاک کر دیا جائے گا۔ یہی وہ لمحہ فکریہ ہے جسے ہر صاحبِ ایمان کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ ہم نے اپنے دونوں تھیلوں پر اپنا نام، پتہ، معلم اور مکتب کا نام اور پاسپورٹ نمبر اور ٹیلیفون وغیرہ سیاہ مارکر سے جلی حروف میں لکھ دیئے تھے۔ میں نے سن رکھا تھا کہ حاجیوں کے سامان ایئر پورٹ پر اکثر گم ہو جاتے ہیں۔ سامان پر نام و پتہ سے سامان کے ملنے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ احرام باندھنے سے پہلے نہانے کے بعد میں نے جسم پر خوشبودار صابن بھی استعمال کیا اور بدن خشک کرنے کے بعد ہلکی سی خوشبو بھی لگائی کیونکہ احرام باندھنے کے بعد خوشبویات کا استعمال کرنے کی ممانعت ہے اور اِس پر فدیہ واجب ہو جاتا ہے۔

اس روز میرے دونوں بیٹے ظفر مقبول اور ارشد مقبول میری بیٹی شہنیلا سمیت پورے گھر میں ایک عجیب سا خوشی و مسرت کا عالم تھا۔ یہ لوگ ہمیں حاجی کیمپ تک چھوڑنے اور الوداع کرنے آئے تھے۔ کچھ دوست اور احباب بھی تشریف لائے تھے اور ہمارے لیے شیرینی کے ڈبے بھی اپنے ساتھ لائے تھے۔ یہ اُن کی اس عقیدت کا اظہار

Marfat.com

تھا جو انہیں بیت اللہ اور روضہ حضور ﷺ سے تھی۔ اِن سب نے لِکھ لِکھ کر اپنی حاجات کی دعاؤں کے لیے خصوصی طور پر کہا تھا۔ ہم نے اِن تمام احباب کی دعاؤں کو جو کاغذ پر لکھی ہوئی تھیں نہایت احتیاط سے اپنے پاس رکھا۔ میں نے تہبند کے ساتھ ایک چمڑے کی پیٹی بھی باندھی ہوئی تھی جس میں دو تین بڑی بڑی پاکٹیں تھیں۔ اِن میں ضروری کاغذات، ریال اور ڈالر رکھ لئے تھے۔ خورشید کے پاس ایک دستی چمڑے کا لیڈیز پرس تھا۔ اس نے اپنی قیمتی چیزیں اس میں رکھ لی تھیں۔ اسی روز بعض احباب کے بار بار ٹیلیفون بھی آتے رہے اور نہ صرف ان کی مبارک باد وصول کرتے رہے بلکہ اُن کی دعاؤں کو نوٹ بھی کرتے رہے۔ یہ دِن بڑا ہی مصروف اور ہیجان انگیز تھا۔ ایک دوست نے مجھے دس ریال دیئے اور تاکیداً کہا کہ اِن ریال سے دانے خرید کر وہاں کبوتروں کے لیے ڈال دیں۔ مسجدِ حرام کے باہر بیسیوں کبوتر غڑغوں غڑغوں کرتے نظر آتے ہیں۔ اُن کی یہ ادا مجھے بہت پسند آئی۔ میر خلیل احمد میرے پرانے دوستوں میں سے ہیں، وہ بھی الوداعی ملاقات کا شرف بخشنے آئے۔ انہوں نے ایک بڑی اہم بات بتائی۔ کہنے لگے ملک صاحب آپ کو جو وہاں حاصل ہو اُسے ضائع نہ کیجئے۔ میں نے اُن سے وضاحت طلب نہیں کی۔ البتہ جب میں مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا تو مجھے اُن کے یہ الفاظ سنائی دیتے رہے، ملک صاحب! ''آپ کو جو وہاں حاصل ہو اُسے ضائع نہ کیجئے''۔ ان کے رخصت ہونے کے بعد ذوالفقار صاحب تشریف لائے۔ علیک سلیک اور مبارک باد دینے کے بعد انہوں نے بھی ایک بڑی اہم بات کی، ملک صاحب اُمید ہے آپ کے اندر متوقع تبدیلی آئے گی، پھر جب وہ چلے گئے تو میں تا دیر اُن کے الفاظ پر غور کرتا رہا۔ ہم لوگوں نے گردن توڑ بخار کے ٹیکے پہلے ہی سے لگوا لئے تھے۔

اب سہ پہر کا وقت ہو چکا تھا اور ہمیں ہر صورت تین چار بجے تک حاجی کیمپ پہنچنا تھا۔ میرے تمام بچے مجھے اور میری اہلیہ کو حاجی کیمپ چھوڑ کر واپس چلے گئے تھے۔ حاجی کیمپ میں مذہبی امور کا محکمہ نہایت مستعدی سے کام کر رہا تھا۔ ہم نے یہاں سے اپنا

Marfat.com

پاسپورٹ، کچھ نقد ریال اور کچھ ٹریولرز چیک وصول کئے۔ علاوہ ازیں ہمیں مکتب نمبر اور معلم کا کارڈ وغیرہ بھی دیا گیا۔ بائیں بازو پر باندھنے کا ایک بینڈ بھی دیا گیا تھا جس پر مکتب نمبر اور معلم کا نام وغیرہ درج تھا یہ زرد رنگ کا بینڈ تھا۔ عصر کی نماز کے بعد حاجی کیمپ سے بسیں ہمیں لاہور ائیر پورٹ لے گئیں۔ حجاج کرام کے لیے علیحدہ لاؤنج مختص تھا۔ کوئی تین چار سو کے لگ بھگ حاجی ہوں گے جو احرام میں ملبوس تھے۔ ہمارے ہوائی جہاز نے غالباً رات دس بجے کے قریب جدہ ائیر پورٹ کے لئے روانہ ہونا تھا۔ میں نے ائیر پورٹ پر نماز کے لیے علیحدہ مختص جگہ پر وضو کیا۔ پھر احرام باندھا۔ پہلے نماز عشاء ادا کی اور پھر احرام کے دو نفل سر کو اوپر والی چادر سے ڈھانپ کر ادا کی تھی۔ احرام کے دو نفل میں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۃ الکافرون پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پوری سورۃ اخلاص یعنی قل ھو اللہ ھو احد...... پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد اپنا سر ننگا کر لیا اور اب مجھے عمرے کے ادا کرنے تک تمام نمازیں ننگے سر ہی پڑھنا تھیں۔ البتہ عورت اپنا سر ننگا نہیں کریگی۔ مرد حضرات اگر اب اپنا سر ڈھانپیں گے تو ان پر دم واجب ہو جائے گا۔ اب میں نے جائے نماز پر ہی بیٹھے ہوئے عمرہ کی اِس طرح نیت کی۔

یا اللہ! میں خالص تیری رضا کے لئے عمرہ کی نیت کرتا ہوں، تو میرے لئے اسے آسان فرما اور اسے قبول فرما۔

اس کے بعد درمیانی آواز سے تین بار اس طرح تلبیہ پڑھی:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ۔ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ۔
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ۔ لَا شَرِيْكَ لَكَ ۔

''میں حاضر ہوں، یا اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بیشک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور ملک بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔''

Marfat.com

ادھر خورشید بیگم نے بھی خواتین کے لئے مختص مسجد کی جگہ پر نمازِ عشاء ادا کی اور پھر احرام کے دو نفل پڑھنے کے بعد ہدایت کے مطابق عمرے کی خشوع وخضوع کے ساتھ نیت کی اور دھیمی آواز میں تلبیہ پڑھا۔ تلبیہ پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھ کر میں نے دعائیں مانگیں۔ خورشید نے بھی ایسے ہی عمل کیا۔ میں جب اِس حالت میں دعا مانگ رہا تھا تو مجھ پر رقت طاری ہوگئی ''یا الٰہی! میں اِس قابل تو نہیں تھا لیکن تیری بے پناہ رحمت کے طفیل اِس عاجز گنہگار کو تو نے طلب کر لیا۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں، یہ تیرا غلام حاضر ہے تو اِس گنہگار کو بخش دے، تیری عفو و درگزر کی رحمت بے پایاں ہے۔ ہم انسان ہیں خطا کار ہیں تو ہمیں بخش دے، میں سوالی بن کر تیرے در پر حاضر ہو رہا ہوں۔ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر نادم ہوں۔ اے اللہ! تو مجھے بخش دے، میں تجھ سے بخشش کی بھیک مانگ رہا ہوں۔ آنسوؤں سے میرے رخسار تر ہوگئے۔ میں آج کچھ بھی نہیں تھا۔ صرف دو سفید ان سلی چادروں میں لپٹا حقیر و فقیر بندہ تھا۔ میری ذات کی نفی ہو چکی تھی۔ آج میں مقبول احمد نہیں ہوں۔ ایک بے نام تیرا بندہ ہوں۔ تیرا غلام ہوں، تو میرا آقا و خالق ہے میں تیری مخلوق ہوں۔ تو مالک کون و مکاں ہے۔ تو اپنے لطف و کرم سے اور اپنے پیارے نبی محمد ﷺ کے طفیل سے مجھے بخش دے اور میرے دامن کو پاک کر دے اور اپنے نور سے میرے قلب کو منور کر دے''۔ میں تادیر اسی عالم استغراق میں گم بیٹھا رہا کہ بٹ صاحب نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر لاؤنج میں چلنے کے لئے کہا۔ میں عالم حیرت میں گم خاموشی کے ساتھ ان کے ہمراہ لاؤنج میں چلا گیا۔ اب میری نگاہیں خورشید کو تلاش کر رہی تھیں۔ وہ بھی ہاتھ میں تسبیح لئے مسز بٹ کے ساتھ والی کرسی پر خواتین کے حصے والی جگہ پر بیٹھی تھی۔ میں اور مسٹر بٹ بھی اپنی اپنی خالی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اب میں وقفہ وقفہ کے بعد تلبیہ پڑھتا رہا، درود شریف اور مسنونہ دعاؤں کا ورد بھی زبان پر جاری رہا۔ میں نے محسوس کیا کہ اب میرا تعلق دنیاوی امور سے کٹ گیا ہے اور میرا رشتہ اللہ رب العزت

Marfat.com

سے منسلک ہو گیا ہے۔ میں نے چاروں طرف نگاہ ڈالی۔ ہر حاجی کا ایک ہی لباس تھا۔ تن پر دو ان سلی چادریں، پاؤں میں چپل، یہاں نہ کوئی کہتر تھا اور نہ بہتر، نہ اعلیٰ تھا نہ ادنیٰ، یہاں بڑے چھوٹے کی تمیز ختم ہو گئی تھی۔ سب عجز و انکسار کا نمونہ نظر آ رہے تھے۔ سب کے سب کفن پوشی کے عالم میں تھے۔ یہ منظر بذات خود حیرت انگیز تھا۔ یہ سب اللہ رب العزت کی رضا جوئی کے لئے مکہ شریف جا رہے تھے۔ اپنے گناہ بخشوانے کے لئے اس سے دین و دنیا اور آخرت میں عفو و عافیت کا سوال کرنے کے لئے۔ ''اے اللہ! ہمیں اعمال صالح کی توفیق عطا کر اور ہمارے اعمال میں اخلاص پیدا کر دے، اے اللہ! ہماری دعاؤں کو قبول فرما!''

وقفے وقفے کے بعد محکمہ مذہبی امور کی طرف سے مامور کردہ کوئی اہلکار حاجیوں کو مائیک کے سامنے کھڑے ہو کر سعودی عرب کے سخت قوانین کے بارے میں معلومات بہم پہنچاتا اور محتاط رویہ اختیار کرنے کی تلقین کرتا۔ میں نے اُسے یہ کہتے سنا کہ حاجی صاحبان اس بات کا خیال رکھیں کہ کوئی صاحب اگر انہیں کوئی چیز دے تو وہ نہ لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اسے کسی تھیلہ وغیرہ میں ہیروئن تھما دے کیونکہ وہاں سخت چیکنگ ہوتی ہے اور جس کے قبضہ سے ہیروئن برآمد ہو جاتی ہے اسے سزائے موت ملتی ہے۔ مسجد الحرام میں کسی کی گری پڑی چیز بھی نہیں اٹھانا خواہ روپیہ پیسہ، یا سونا چاندی ہی کیوں نہ ہو۔ یہ بھی جرم میں شمار کیا جاتا ہے اور اس کی سزا بھی بہت سخت ہے۔ وہاں پر کسی پودے، درخت اور جھاڑی سے بھی کوئی پتا تک نہیں توڑنا۔ اِدھر اُدھر سگریٹ کے ٹوٹے یا خالی پیکٹ اور بسکٹ وغیرہ کے استعمال شدہ ڈبے بھی نہیں پھینکنا۔ رہائش گاہوں کے کمروں میں سگرٹ نوشی سے پرہیز کرنا کیونکہ اس کی بھی سخت ممانعت ہے۔ احرام کی حالت میں اپنے جسم کے بال نہیں توڑنا، جوں، مچھر، کیڑے مکوڑے اور چیونٹیوں وغیرہ کو بھی نہیں مارنا۔ علاوہ ازیں احرام کی تمام پابندیوں کو ملحوظِ خاطر رکھنا۔ ایک صاحب جو بڑے پرجوش تھے وقفے

Marfat.com

وقفے کے بعد بہ آواز بلند تلبیہ کہتے اور سب سے گزارش کرتے تا کہ وہ بھی بلند آواز میں تلبیہ پڑھیں کیونکہ یہ حاجیوں کا روحانی ترانہ ہے۔اس سے واقعی روحانی جوش وجذبہ پیدا ہوتا ہے۔خواتین کو تلقین کرتا ہوں کہ وہ صرف دھیمی آواز میں تلبیہ پڑھیں۔تاہم اس شخص کی تمام باتیں نہایت اہم تھیں۔ ہمارے ملک سے جانے والے زیادہ تر حاجی نہ صرف بوڑھے ہوتے ہیں بلکہ ان پڑھ بھی ہوتے ہیں لہٰذا ان کیلئے ان کی معلومات کا جاننا از حد ضروری تھا۔ ہمارے لوگ اکثر اوقات بات بات پر غصہ کرنے لگتے ہیں اور زبان سے ایسے کلمات ادا کر دیتے ہیں جس سے شکر رنجی اور دل شکنی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔محرم کے لئے لازمی ہے کہ وہ غصہ اور بد کلامی اور فضول باتوں سے پرہیز کرے۔''محرم'' اسے کہتے ہیں جو شخص احرام باندھ کر عمرے یا حج کی نیت کر لیتا ہے۔محرم کے لئے چند ایک پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں۔مثلاً اب وہ خوشبو نہیں لگا سکتا، کنگھی بھی نہیں کر سکتا، مبادا کوئی بال وغیرہ ٹوٹ جائے۔ ناخن نہیں کاٹ سکتا۔اپنی بیوی سے اب شرعی ازدواجی تعلقات بھی قائم نہیں کر سکتا۔اب اگر وہ ان میں سے کسی پابندی کو توڑتا ہے تو اسے فدیہ یا دم وغیرہ دینا پڑتا ہے۔ مجامعت سے تو حج فاسد ہو جاتا ہے۔فدیہ کا مطلب یہ ہے کہ بکرا دیں یا چھ مساکین کو کھانا کھلائیں یا تین دن کے روزے رکھیں۔بہر حال ان پابندیوں کا خاص طور پر خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔اسلام کے ارا کین میں سے عبادت کا یہ واحد رکن ہے جس میں اللہ رب العزت سے آسانی اور سہولت کی دعا مانگی جاتی ہے۔اس رکن عبادت میں نہ صرف بہت ساری پابندیاں محرم پر عائد ہوتی ہیں بلکہ سفر کی صعوبتیں بھی اٹھانی پڑتی ہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت شامل حال نہ ہو یہ فریضہ آسانی سے ادا نہیں ہو سکتا۔

وقت بڑی تیزی سے گزر گیا۔اب اعلان ہوا کہ حجاج کرام جدہ جانے والی فلائٹ کے لئے لاؤنج میں گیٹ نمبر 5 سے باہر ٹرمینل کی طرف روانہ ہوں۔رات کے

Marfat.com

سوا دس بجے کا وقت تھا۔ ہمارا سامان پہلے ہی بک ہو کر جا چکا تھا۔ اور ہمارا سامان ہی کیا تھا صرف کپڑے کے دو بڑے تھیلے میرے گلے میں اور ایک چمڑے کا چھوٹا سا بیگ تھا۔ یہی ایک پرس خورشید کے پاس تھا۔ نقدی اور ٹریولرز چیک کچھ میں نے اپنے پاس رکھے ہوئے تھے اور کچھ اپنی اہلیہ کے سپرد کر دیئے تھے ہم نے مزید کچھ ڈالرز اور ریال بھی اپنے ساتھ لے لئے تھے کیونکہ وہ رقم جو سرکاری طور پر لے جانے کے لئے دی گئی تھی ہمارے لئے ناکافی تھی۔ ہم نے واپسی پر اپنے بچوں اور عزیزوں کے لئے تحفے بھی تو لانے تھے اور جو اعزہ و اقارب کا حق بھی ہے۔ بورڈنگ کارڈز ہمارے ہاتھوں میں تھے۔ پی آئی اے کا انتظام بہت عمدہ تھا۔ گیٹ سے نکل کر ہم ایک بڑی سی ایئر کنڈیشنڈ کوچ میں سوار ہو گئے جو ہمیں رن وے پر کھڑے ایک بہت بڑے پروقار طیارے کے قریب لے گئی۔ باہر موسم ابر آلود تھا بوندا باندی ہو چکی تھی اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ہم قطار میں کھڑے ہو کر ہوائی جہاز کی سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے طیارے میں داخل ہوئے۔ پی۔ آئی۔ اے کے عملہ نے نہایت خندہ پیشانی اور احترام کے ساتھ ہمارے بورڈنگ کارڈز کو دیکھتے ہوئے ہماری نشستوں کی طرف اشارہ کیا۔ ہم دونوں میاں بیوی اتفاق سے اگلی سیٹوں پر کھڑکی کے ساتھ بیٹھ گئے۔ باہر اندھیرے میں دور سے بجلی کے روشن قمقمے بڑے دلکش منظر پیش کر رہے تھے۔ بعض زائرین باآواز بلند تلبیہ بھی پڑھتے رہے۔ میں اور میری اہلیہ بھی تلبیہ اور درود شریف کا ورد کرتے رہے۔ سب حاجیوں کے چہرے خوش خوش نظر آ رہے تھے اور تقریباً سب ہی حاجیوں کے ہاتھوں میں تسبیحیں تھیں جو اپنے اپنے وظیفے کر رہے تھے۔ طیارہ کا تمام ماحول تقدس اور عقیدت سے معمور تھا۔ پی۔ آئی۔ اے کی ایئر ہوسٹسز بڑی عقیدت اور احترام کے ساتھ زائرین کا استقبال کر رہی تھیں۔ ٹھیک ساڑھے دس بجے کے قریب اعلان ہوا کہ تمام مسافر اپنی اپنی نشستوں پر لگی پیٹیاں باندھ لیں۔ جدہ کے لئے پرواز تیار ہے۔ ایک ایئر ہوسٹس نے سامنے کھڑے ہو کر ایمرجنسی کی صورت میں

Marfat.com

احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے متعلق ضروری ہدایات بھی دیں جو یقیناً بہت اہم تھیں۔ تھوڑی دیر بعد ہماری فلائیٹ جدہ کے لئے روانہ ہوگئی۔ زائرین نے باآواز اللہ اکبر اور تلبیہ کا ورد کیا۔ یہ منظر تقدس سے بھرپور اور سحر انگیز تھا۔ میں اپنے خیالات میں حج کے بارے میں غور و فکر کرتا رہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حاجیوں کو اپنا مہمان کہتے ہیں اور خود میزبانی کا انہیں شرف بخشتے ہیں۔ حجاج کرام چونکہ اللہ کے مہمان ہوتے ہیں اس سے آسمان کے فرشتے ان کی بیت اللہ کی طرف روانگی کو پسند کرتے ہیں۔ حکومت وقت کا وزارت مذہبی امور کا محکمہ دن رات ان کے لئے کام کرتا ہے۔ گویا آسمان سے لے کر زمین تک غیر ارادی طور پر ان مہمانوں کے استقبال کی تیاریاں کرتے ہیں۔ اب ان مہمانوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے میزبان کی خوشنودی حاصل کریں اور کوئی ایسا فعل اُن سے سرزد نہ ہو جو میزبان کی رضا اور خوشنودی کے خلاف ہو۔ اس کے ہر حکم کی دل وجاں سے تعمیل کریں۔ اس کی عظمت و کبریائی کا ذکر کریں۔ اس سے عفوو عافیت کا سوال کریں۔ یہ اُن دنوں کا ذکر ہے جب محکمہ مذہبی امور کے انتظامات ایسے ناقص نہیں ہوتے تھے جیسے آج کل سننے میں آرہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد پی۔ آئی۔ اے کے عملہ نے وہیں کھانا سرو کرنا شروع کر دیا۔ کھانا عمدہ اور لذیز تھا۔ کھانا کھانے کے بعد نیند کا آنا فطری امر ہے لہٰذا بیشتر زائرین عالم غنودگی میں چلے گئے۔ طیارے کے اندر کی بتیاں بھی تقریباً گل کر دی گئی تھیں۔ بس چند ایک مدھم بلب روشن تھے جن کی ہلکی ہلکی روشنی میں آپ ٹوائیلٹ تک جا سکتے تھے۔ ائیر ہوسٹس بھی اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھی ستا رہی تھیں۔ جہاز کے اندر مکمل خاموشی تھی۔ اس خاموشی کا ایک اپنا طلسماتی حسن تھا۔ باہر مکمل تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس سحر زدہ ماحول اور سکوت میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وقت ٹھہر گیا ہے، ساکت ہوگیا ہے۔ مگر وقت کہاں ٹھہرتا ہے؟ یہ تو سدا چلتا رہتا ہے۔ پانچ ساڑھے پانچ گھنٹے گزر گئے مائیک سے آواز گونجی جو کہہ رہی تھی ہم دس منٹ میں جدہ ائیر پورٹ پر اترنے والے ہیں۔ میرے دل کی

Marfat.com

دھڑکنیں تیز ہوگئیں۔لب پر لبیک اللھم لبیک کا ورد جاری ہوگیا۔ایک پر جوش حاجی نے باآواز بلند تلبیہ کی صدا بلند کی۔دیگر حجاج کرام نے بھی اس کے ساتھ آواز ملائی۔ سب نے ہدایات کے مطابق اپنی اپنی سیٹوں پر لگی پیٹیاں کس لیں۔یہ حفاظتی پیٹیاں باندھنا بہت ضروری ہوتا ہے حتیٰ کہ اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھیں ایئر ہوسٹسز نے بھی اپنی پیٹیاں باندھ لیں۔جدہ ایئر پورٹ پر ہمارا طیارہ لینڈ کر چکا تھا۔میری گھڑی میں صبح چار کا وقت تھا لیکن یہاں پر غالباً دو اڑھائی کا وقت تھا۔میں نے اپنی گھڑی کو یہاں کے وقت کے مطابق کرلیا۔

..........☆☆..........

Marfat.com

جدہ ائرپورٹ پرآمد

جدہ حج ایئر پورٹ ٹرمینل پر طیارہ سے اتر کر زائرین کرام لاؤنج میں جمع ہو گئے۔ یہ لاؤنج بہت کشادہ تھا۔ مردوں کے لئے علیحدہ ٹوائیلٹس تھے اور خواتین کے لئے علیحدہ۔ ٹوائیلٹ سے فارغ ہو کر وضو کیا اور نماز تہجد ادا کی۔ شکرانہ کے نفل پڑھے۔ تھوڑی دیر بعد فجر کا وقت ہو گیا۔ میں نے نماز فجر بھی ادا کی۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ یہاں سے باہر نکلنے میں کم از کم دو سے اڑھائی گھنٹے لگ جائیں گے۔ مرد حضرات کے علیحدہ کاؤنٹرز تھے اور خواتین کے لئے علیحدہ کاؤنٹرز پر بیٹھے عربی اہلکار اپنے مخصوص عربی لباس میں ملبوس تھے۔ پہلے تو ہم نے اپنا سامان سنبھالا۔ پھر اپنے اپنے ہاتھوں میں پاسپورٹ لے کر قطار میں کھڑے ہو گئے۔ یہاں کا قانون اور نظم وضبط بہت عمدہ ہے لیکن سخت بھی۔ تین سو سے زائد زائرین کرام کے پاسپورٹ چیک کرنا اور سامان کی جانچ پڑتال کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ یہاں بڑے صبر وضبط کی ضرورت ہوتی ہے۔ امیگریشن کے مراحل بڑے جان لیوا ہوتے ہیں۔ ہم نے ایک چیز کا بہت خیال رکھا کہ یہاں جلدی نہیں کرنی اور اپنے ہوش وحواس میں رہنا ہے۔ کسی کو تکلیف دے کر آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرنی۔ دوسرے کا ہر صورت میں خیال رکھنا ہے۔ غصہ اور ناراضگی کو قریب تک نہیں لانا۔ تلبیہ اور درود شریف زبان پر جاری رکھنا ہے۔ خورشید کا دوپٹہ سیاہ اور زرد بڑے پھولوں والا تھا جو کسی اور خاتون کا ایسا نہیں تھا لہٰذا اُسے پہچاننے میں مجھے کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا۔ ہم نے کوشش کی ہر صورت ساتھ ساتھ رہیں۔ اتنے بڑے جم غفیر میں ہوش وحواس کا قائم رکھنا از حد ضروری ہے۔ ہمارے پاسپورٹوں پر دخول کی مہر لگی اور سامان کی

Marfat.com

جانچ پڑتال ہونے کے بعد ہم لوگ لاؤنج اور کاؤنٹروں کی قطاروں سے نکل کر باہر ائیر پورٹ کے دالان میں آ گئے۔ اتنا بڑا کشادہ صاف ستھرا ائیر پورٹ کا بیرونی حصہ دیکھ کر میں تو حیرت زدہ ہو گیا۔ یہاں طویل وعریض صحن میں تمام اسلامی ممالک کے اپنے اپنے دفاتر کے سامنے جھنڈے لہرا رہے تھے جو ایک دلفریب منظر پیش کر رہے تھے۔ اپنے سبز ہلالی پرچم کو دیکھ کر تو جی خوش ہو گیا۔ احتراماً میں بہت دیر تک اسے تکتا رہا۔ اس کی سدا بلندی کی دعا کرتا رہا۔ خاکروب فرش صاف کرنے والی گاڑیوں میں بیٹھے، چمکتے سفید فرش کو ہمہ وقت صاف رکھنے کے لئے گاڑیوں کو ادھر ادھر بھگاتے دیکھا، سورج طلوع ہو چکا تھا۔ لیکن اوپر سفید رنگ کے فائبر گلاس سے بنا ہوا خیمہ نما سائبان تھا جس میں سے سورج کی کرنیں تو نہیں آ رہی تھیں البتہ سورج کی روشنی اونچے شامیانہ سے چھن چھن کر آ رہی تھی۔ نیون لائٹس سے بھی اندر کا تمام ماحول روشن تھا۔ بجلی کے پنکھوں کے علاوہ سمندر سے آتی ہوا بھی چل رہی تھی۔ جس سے گرمی کا احساس بالکل نہیں ہو رہا تھا۔ میں نے ادھر ادھر پاکستانی خدام کو اپنے لباس پر پاکستان کے سبز جھنڈے کے بیجز لگائے مستعدی کے ساتھ کام کرتے ہوئے دیکھا۔ ہمارا مکتب نمبر 13 اور معلم کا نام غالباً ناصر الدین تھا۔ ایک خادم نے ہماری رہنمائی کرتے ہوئے ان بسوں کی طرف چلنے کی ہدایت کی جو ہمیں مکہ مکرمہ لے جانے کے لئے تیار کھڑی تھیں۔ ہم اپنے اپنے سامان کے ساتھ ان بسوں کی طرف روانہ ہوئے جو ہمیں مکہ مکرمہ لے جانے کے لئے منتظر تھیں۔ ایک پاکستانی خادم نے ہمارا مکتب نمبر اور معلم کا نام پڑھ کر اس بس میں سوار کرایا جو ہمیں اس بلڈنگ تک لے جائے گی جو ہمارے لئے مکہ مکرمہ میں مخصوص تھی۔ بسیں مکتب اور معلم کے نام سے علیحدہ علیحدہ تھیں۔ خادم نے ہمارا سامان بس کے نچلے حصہ میں رکھوایا اور ہم بس میں اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ پھر ڈرائیور نے زائرین سے کہا کہ وہ اپنے پاس پورٹ اس کے پاس جمع کرا دیں ہم نے بھی اپنا پاسپورٹ اس کے پاس جمع کرا دیا۔ ہم نے ہدایت کے

Marfat.com

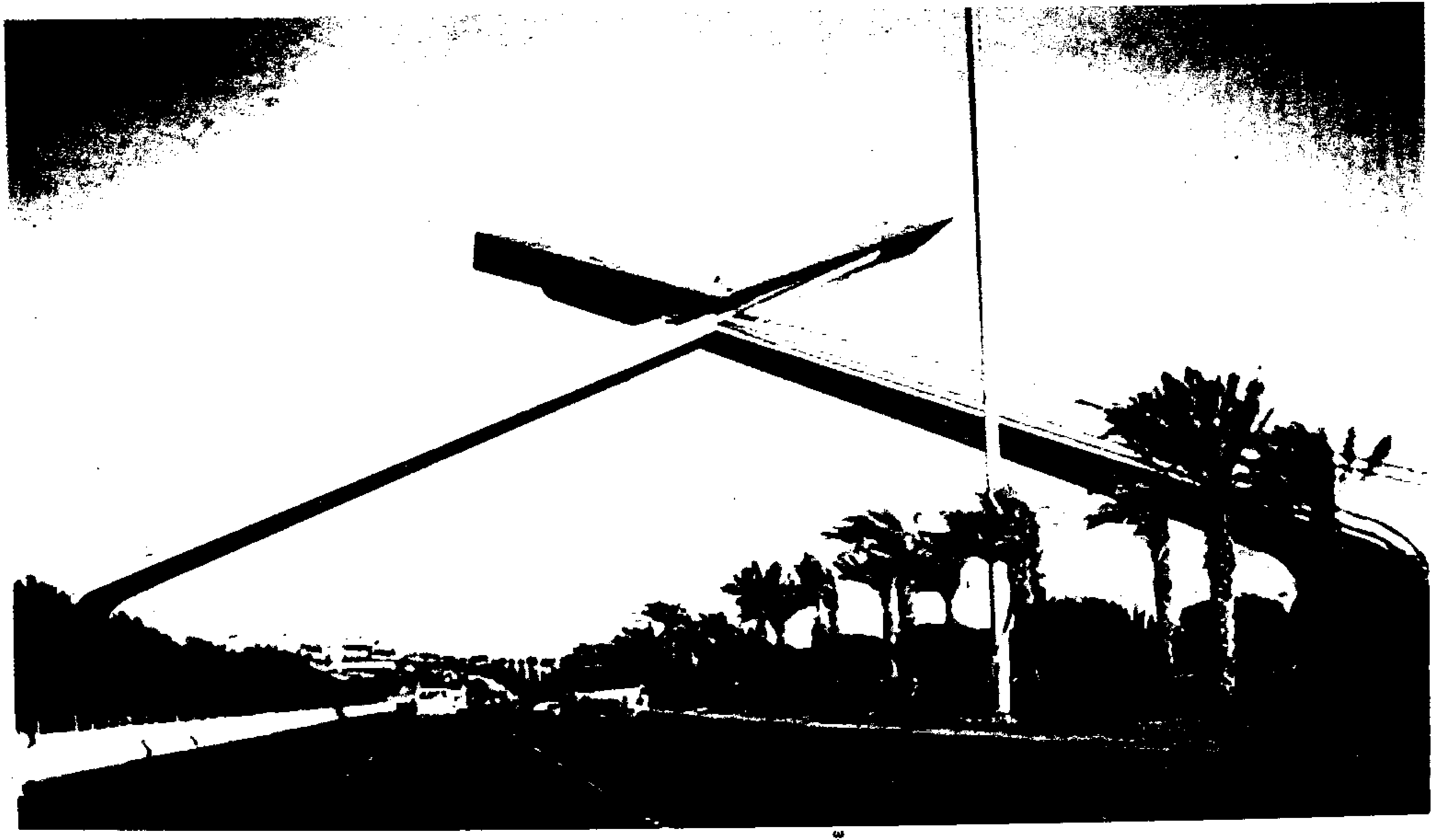

مکہ معظّمہ کے راستے میں حدودِ حرم

Marfat.com

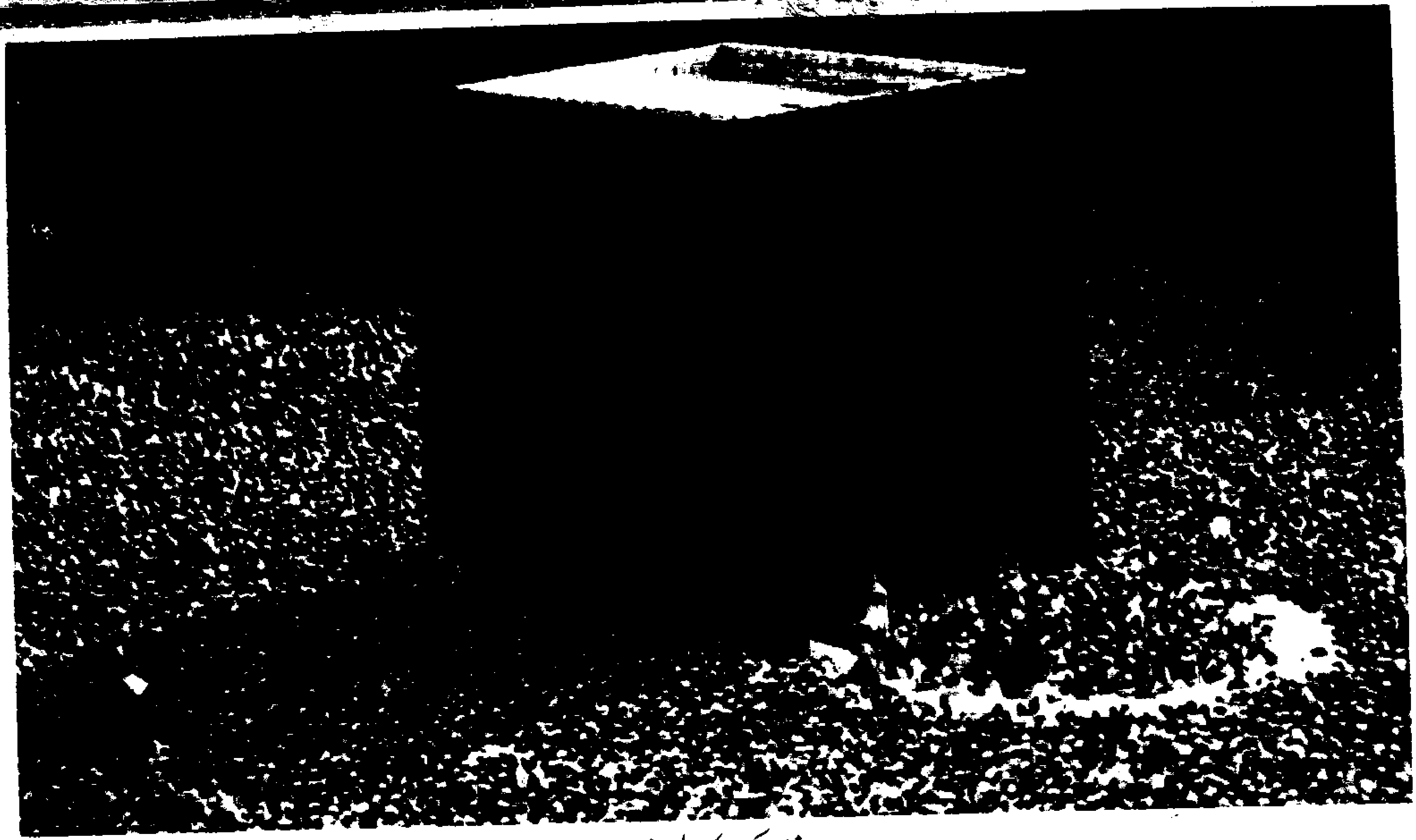

خانہ کعبہ کا طواف

Marfat.com

مطابق اپنے پاسپورٹ کے مخصوص صفحات کی فوٹوسٹیٹ کاپیاں پہلے ہی سے کرا کرا پنے پاس محفوظ کر لی تھیں۔ اب ان مخصوص صفحات ہی نے ہمارے لئے پاسپورٹ کا کام کرنا تھا۔ تھوڑی دیر بعد محکمہ وزارتِ حج کی طرف سے کھانے کے ڈبے ملے جن میں کیک، پیسٹریاں، بسکٹ، چند کھجوریں اور جوس کے ڈبے تھے۔ یہ گویا ہمارا ناشتہ تھا۔ مگر انہیں پا کر اور کھا کر ایک نامعلوم سی مسرت محسوس ہوئی۔ یہ مہمانوں کی پہلی ضیافت تھی میرے لبوں پر بے اختیار تلبیہ جاری ہو گیا۔ اس میزبان عظیم کے اس تحفہ سے میرا رواں رواں شکر گزار ہو گیا۔ میری آنکھیں تشکر و شادمانی سے بھر آئیں۔ خورشید نے کہا ''ملک صاحب کیا بات ہے آپ خاموش کیوں ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ ''میں اس رب العزت کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے اس مقدس سرزمین پر آنے کی توفیق دی اور یہ کتنا عمدہ ناشتہ ہے جو میں کھا رہا ہوں ایسا ناشتہ تو میں نے پہلے کبھی نہیں کھایا تھا۔ اس میں ایک عجیب لذت ہے اور ایک عجیب سرور ہے''۔ تھوڑی دیر بعد ہماری بسیں مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہو گئیں۔ کوئی نصف گھنٹہ سفر طے کرنے کے بعد ہماری بسیں ایک مقام پر ٹھہر گئیں۔ مجھے اس وقت اس جگہ کا نام یاد نہیں رہا۔ ہمارا ڈرائیور پاسپورٹس لے کر ایک آفس میں چلا گیا۔ یہ ایک قسم کی چیک پوسٹ تھی۔ اتنے میں ایک شخص ایک صراحی لئے جو غالباً چاندی کی بنی ہوئی تھی، ہماری بس میں داخل ہوا اور ایک چاندی کے چھوٹے سے کٹورے میں صراحی سے آب زمزم بھر بھر کر زائرین کو پیش کرنے لگا۔ یہ روح پرور منظر مجھے بہت اچھا لگا اور زمزم کو اشتیاق بھری نظروں سے دیکھا اور بسم اللہ کر کے نوش جان کیا۔ طبیعت میں فرحت سی محسوس ہونے لگی کوئی اندازاً گھنٹہ بعد ہمارا ڈرائیور واپس لوٹا اور بس سٹارٹ کی اور بڑی سڑک پر آکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا۔ زائرین نے باآوازِ بلند تلبیہ پڑھا جسے وہ ہر دم وردِ زبان کئے ہوئے تھے۔ بہر حال کبھی انفرادی طور پر اور کبھی اجتماعی طور پر یہ ترانہ تسلیم و رضا ادا کرتے رہے۔ بس چلانے سے پہلے ڈرائیور اس بات کی تسلی کر لیتا تھا کہ تمام

Marfat.com

زائرین اصل تعداد کے مطابق بس میں موجود ہیں اگر کوئی کم ہوتا تو وہ پوچھ لیتا اور اس کا انتظار کرتا۔ یہ کام بڑی ذمہ داری کا تھا کیونکہ اس نے پاسپورٹوں کی تعداد کے مطابق حاضری کی تسلی کرنا ہوتی تھی۔ بسیں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑ رہی تھیں اور سوئے حرم جلد از جلد پہنچنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ ہماری بس کا ڈرائیور پاکستانی تھا لیکن وہ عربی زبان بھی فرفر بولتا تھا۔ بڑا منجھا ہوا ڈرائیور تھا۔ کوئی چالیس کے لگ بھگ ہوگا۔ کلین شیو تھا مگر اس کی سیاہ مونچھیں بڑی بارعب تھیں۔ جدہ سے مکہ مکرمہ تقریباً 60 میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ہماری بس دوپہر کے اڑھائی بجے مکہ معظمہ کی حدود میں داخل ہوگئی اور چکر کاٹتی ہوئی مکتب نمبر 13 کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ یہاں معلم کے ایک کارندہ نے ڈرائیور سے تمام پاسپورٹس وصول کر لئے اور مزید تسلی کرنے کے لئے ہر ایک حاجی سے اس کا نام اور اس کی اہلیہ کا نام وغیرہ پوچھ رہا تھا۔ ایک حاجی صاحب سے پوچھا کہ تمہاری بیوی کا کیا نام ہے اس نے جواب دیا ''بیوی''۔ کارندے نے دو تین مرتبہ اس سے پھر پوچھا اس نے پھر وہی جواب دیا کہ ''بیوی''۔ تنگ آ کر اس نے اس کے پاسپورٹ کو غور سے پڑھا تو اس پر بھی اس کی بیوی کا نام ''بیوی'' ہی لکھا ہوا تھا۔ وہ مسکرا کر چپ ہو گیا۔ یہاں سے فارغ ہو کر ہماری بس اس بلڈنگ تک پہنچ گئی جو ہمارے لئے مختص تھی۔

رہائش کے لئے جو کمرہ ہمیں الاٹ ہوا تھا، اس میں آٹھ دس فوم کے گدے بچھے ہوئے تھے، ہر حاجی کے لئے ایک گدہ تھا اور تمام گدے ساتھ ساتھ رکھے ہوئے تھے، کہیں کہیں تقریباً ڈیڑھ فٹ جگہ سامان رکھنے کے لئے بھی تھی۔ غسل خانہ دو تین کمروں کا مشترکہ تھا، اس تمام ماحول کو دیکھ کر میرے تو اعصاب شکستہ ہونے لگے، اس کمرے کے ساتھی ہمارے لئے اجنبی تھے۔ مسز بٹ صاحبہ سے مشورہ کے بعد ہم نے رہائش کے لئے اپنا الگ انتظام کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس وقت لاہور کے ایک بزرگ چودھری عبدالغنی عاجز اپنی اہلیہ کے ساتھ اسی کمرے میں موجود تھے، وہ بھی ہماری طرح پریشان تھے۔

Marfat.com

ہمارے اس فیصلہ پر کہ ہم رہائش کا اپنا انتظام خود کر رہے ہیں، وہ بھی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے۔ ہم کمرے سے نکل کر نیچے بازار میں آئے اور کچھ لوگوں سے کرائے کی رہائش کے بارے میں پوچھا تو ہمیں بتایا گیا کہ محلّہ مسفلہ میں مناسب رہائش گاہ مل سکتی ہے، ہم نے محلّہ مفسلہ میں ایک عمارت کی پہلی منزل میں ایک کمرہ دیکھا جو کافی کشادہ تھا اس کا غسل خانہ صاف ستھرا اور جدید تھا۔ ساتھ ہی چھوٹا سا صحن بھی تھا، جہاں ہمیں گھر جیسا ماحول نظر آیا۔ لہٰذا سرکاری کمرے سے سامان اٹھا کر ہم کرائے کے اس مکان میں منتقل ہو گئے۔ اس مکان کی بڑی خوبی یہ تھی کہ حرم شریف کے قریب تھا۔ ہم اذان کی آواز سن کر حرم شریف میں پہنچ جاتے اور جماعت نماز ادا کرنے کے بعد روزانہ بہت سے طواف بھی کر لیتے۔ دراصل حرم شریف کا ماحول اتنا مقدس، دلفریب اور روح پرور ہے کہ خواہ مخواہ آدمی کا دل چاہتا ہے کہ "میں طواف کرتا رہوں اور بیٹھ کر بیت اللہ کو دیکھتا رہوں۔ اب ہمارا سب سے پہلا کام عمرہ ادا کرنا تھا کیونکہ ہم احرام باندھے ہوئے اور حالت احرام میں تھے۔ یہاں میں میقات کا ذکر کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ میقات ان جگہوں کا نام ہے جہاں پر حج یا عمرہ کی نیت سے جانے والے زائرین احرام باندھتے ہیں اور عمرہ یا حج کی نیت کرتے ہیں۔ پاکستان سے جانے والے زائرین جب ہوائی جہاز کے ذریعے سوئے حرم جاتے ہیں تو جہاز حدودِ حرم کے اوپر سے گذرتا ہے۔ لہٰذا پاکستان سے جانے والے عازمین حج اسلام آباد یا لاہور یا کراچی ایئر پورٹ پر یا حاجی کیمپ سے یا اپنے گھروں سے احرام باندھ کر اور نیت عمرہ کر کے طیارہ میں سوار ہوتے ہیں۔ بحری جہاز سے سفر کرنے والے عازمین حج جدہ سے تقریباً 45 میل پہلے یلملم کے مقام پر بحری جہاز میں ہی احرام باندھتے اور نیت کرتے ہیں۔ یہ مقام ان زائرین کے لئے ہے جو پاکستان، ہندوستان اور یمن سے بحری سفر کرتے ہیں۔

Marfat.com

وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ
شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

اگر تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری اختیار کرلو تو وہ تمہارے اعمال کے اجر میں کوئی کمی نہ کرے گا، یقیناً اللہ بڑا درگزر کرنے والا اور رحیم ہے، حقیقت میں تو مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے پھر انہوں نے کوئی شک نہ کیا اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہی سچے لوگ ہیں۔ (الحجرات ۱۵۔۱۴)

Marfat.com

باب دوم

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى
لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٦﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ
كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ
اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٧﴾

ترجمہ: ''لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو، وہ اس کا حج کرے اور کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔'' (سورۃ آل عمران: ۹۷)

Marfat.com

بخاری اور مسلم شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔

(۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ (۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۴) رمضان کے روزے رکھنا۔ (۵) بیت اللہ کا حج کرنا۔

Marfat.com

عمرے کی ادائیگی

حج تمتع پر آئے ہوئے زائرین سب سے پہلے عمرہ ادا کرتے ہیں تا کہ اس فریضہ سے فارغ ہو کر وہ اُن تمام پابندیوں سے آزاد ہو کر عام روزمرہ کی زندگی میں آجائیں تا کہ اُن پر وہ چیزیں جو حالت احرام میں حرام تھیں، اب حلال ہو جائیں۔ ہم اپنے سامان کو اپنے کمرے میں چھوڑ کر مسجد الحرام کی طرف مؤدبانہ انداز میں روانہ ہوئے چودھری عبدالغنی عاجز جو پہلے حج کر چکے تھے، اب ہمارے رہنما تھے۔ چودھری عبدالغنی عاجز نہایت پرخلوص آدمی تھے مگر ذرا غصے کے تیز تھے لیکن تھوڑے سے غصے کے بعد بڑے نرم اور شفیق ہو جاتے تھے اور بڑھ چڑھ کر ہماری دیکھ بھال کرنے لگتے تھے۔ ہم تلبیہ پڑھتے ہوئے عجز و انکسار کے ساتھ مسفلہ سے جہاں ہماری رہائش گاہ تھی مسجد الحرام میں بیت اللہ کی طرف جا رہے تھے۔ میری زبان پر یہ الفاظ جاری تھے ''میں حاضر ہوں، یا اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بیشک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور ملک بھی تیرا، تیرا کوئی شریک نہیں۔'' مسجد الحرام ہماری رہائش گاہ سے بہت قریب تھی۔ حاجیوں کی ریل پیل تھی۔ عبدالرحمٰن السدیس کے کیسٹوں کی تلاوتِ قرآن پاک کی آواز اپنے مقدس الفاظ سے ہماری روح میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ باب عبدالعزیز میں داخل ہونے سے پہلے ہم نے اپنے چپل مخصوص خانوں میں رکھ دیئے۔ میرے جسم میں ڈر اور خوف سے کپکپی پیدا ہو رہی تھی۔ اس ڈر اور خوف میں تعظیم و تکریم کا پہلو بھی تھا۔ آج میں رب کائنات کے اس گھر کی طرف جا رہا تھا

Marfat.com

جو بچپن سے لے کر اس عمر تک میرے خوابوں، خیالوں اور روح میں بسا ہوا تھا جس کی طرف رخ کر کے میں پنجگانہ نماز ادا کرتا رہا ہوں، جس کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تک استوار ہوئی جس کی تکمیل میں میرے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بٹایا، جس کے گرد ہر وقت شب و روز فرشتے طواف کرتے ہیں، جو عرش معلیٰ کے نیچے اپنے جلال و جمال کے ساتھ ایستادہ ہے، جو اللہ رب العزت کے حکم سے تیار ہوا۔ جس کی بنا اٹھانے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کی رہنمائی کی، جس کے چاروں طرف انبیاء کرام، اولیاء کرام، بڑے بڑے بادشاہ اور عامۃ الناس چہار دانگِ عالم سے آ کر نیچی نگاہوں کے ساتھ احترام اور عجز و انکسار کے ساتھ طواف کرتے ہیں اور اللہ رب العزت سے گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں ''یا اللہ! ہم کو رکھ اپنی بارگاہ میں اور اپنے ساتھ اور عطا فرما ہم کو دنیا میں بھی خوبی اور آخرت میں بھی خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

مسجد الحرام میں داخل ہو کر یہ کلمات ادا کرتا ہوں

''اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے'' باب عبدالعزیز کے بڑے اور کشادہ ہال میں سے گزرتا ہوں۔ میرے تمام ساتھی میرے ساتھ ساتھ نہایت ادب و احترام سے آہستہ آہستہ اب دل میں اور زبان پر تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔ اِدھر اُدھر دیکھنے سے گریز کر رہے ہیں کہ کہیں مقدس آداب میں فرق نہ پڑ جائے۔ ہال کے فرش پر نظریں جمی ہوئی ہیں۔ خوبصورت سنگ مرمر کا صاف و شفاف فرش۔ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے، نگاہیں نیچی کئے ہوئے، حدِ ادب کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے۔ لرزہ براندام، ہم اُن سیڑھیوں تک پہنچ جاتے ہیں جن سے اتر کر ہم مسجد الحرام کے وسیع و کشادہ صحن پر اترتے ہیں۔ تلبیہ پڑھنا بند کر دیتے ہیں۔ نگاہیں اٹھاتے ہیں تو سامنے بیت اللہ پر نظر پڑتی ہے۔ مکعب نما عمارت سیاہ غلاف میں مستور خاموش و پر جلال

Marfat.com

ایستادہ کھڑی ہے۔ خانہ کعبہ پر پہلی نظر پڑتے ہی جسم پر کپکپی طاری ہوگئی۔ کعبے کی ہیبت جسم و جان پر طاری تھی پھر مجھے یاد آیا کہ خانہ کعبہ کو دیکھتے ہی جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے، بے اختیار میرے ہاتھ دعا کے لئے اٹھ جاتے ہیں اس وقت میرے ہاتھ کانپ رہے تھے اور زبان بھی ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ لیکن یہ بھی احساس تھا کہ میں اپنے اللہ کے حضور پیش ہوں اور اپنی زندگی کے اعمال نامے پر شرمسار بھی ہوں اسی کیفیت میں زبان پر یہ کلمات جاری ہو جاتے ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

میری آنکھیں کھلی اور اشکبار تھیں، زبان لڑکھڑا رہی تھی تاہم میں نے کوشش کی کہ پلکیں نہ جھپکوں۔ دعا کے لئے ٹوٹے پھوٹے الفاظ زبان پر اترنے لگتے ہیں ’’یا اللہ میں تیرے در پر سوالی بن کر آیا ہوں، تو مجھے معاف کر دے اور مجھ سے راضی ہو جا! تیرا یہ عاجز بندہ تجھ سے سوال کرتا ہے کہ تو مجھے مستجاب الدعواۃ بنا دے‘‘ اس کے بعد اپنے وطن پاکستان کے تحفظ اور ترقی کے لئے دعا کی، پھر اپنے اہل وطن کی سلامتی کی دعا کی اور سب سے آخر میں اپنے والدین اور خاندان کے علاوہ اپنے ادارہ مقبول اکیڈمی کے ساتھ تعاون کرنے والے مصنفین کی زندگی اور صحت کی دعا کی۔ دعا کرتے کرتے میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور لب پر صرف یہ الفاظ تھے کہ ’’میرے اللہ میری دعا قبول فرما‘‘۔ اس سے زیادہ دیر تک میں آنکھیں کھلی بلا جھپکے نہ رکھ سکا۔ بزرگان دین کہتے ہیں کہ بلا جھپکے آنکھوں سے جو دعا مانگی جاتی ہے، اللہ رب العزت اسے شرف قبولیت بخشتا ہے اور بیت اللہ کا مقدس نقش روح میں پیوست ہو جاتا ہے بعد ازاں میں چند ساعت مزید ٹھہر کر دیگر دعائیں مانگتا رہا۔

دعا سے فارغ ہو کر تلبیہ پڑھتے ہوئے آرزوؤں اور اُمیدوں کے مرکز خانہ کی طرف آئے، بیت اللہ پہنچ کر تلبیہ بند کر دیا۔ احرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال

Marfat.com

کر بائیں کندھے پر ڈال لیا، گویا دایاں کندھا ننگا ہو گیا، یوں اضطباع کی حالت میں حجر اسود کے سامنے سیاہ لکیر پر پاؤں رکھے اور طواف کی نیت کی۔ ''اے اللہ میں تیرے مقدس گھر کے طواف کی نیت کرتا ہوں، میرے لئے اسے آسان فرما دے اور قبول فرما لے''۔

اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہہ کر حجر اسود کو بوسہ دیا۔ میں نے سن رکھا تھا کہ حج کے دنوں میں حرم شریف میں طواف کرنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دینا ممکن ہی نہیں ہوتا اور صرف دور سے اشاروں پر ہی اکتفا کرنا پڑتا ہے، یہ میری خوش قسمتی تھی کہ جب میں معینہ مقام پر پہنچا تو پیچھے سے ہجوم کے ریلے نے مجھے دھکا دیا اور حجر اسود کے ساتھ جا ٹکرایا اور مجھے بوسہ کا موقع خود بخود مل گیا۔ اس کے ساتھ ہی یہاں میں عرض کرتا چلوں کہ مرد ہونے کی حیثیت سے میں نے کہا تھا ''نیت کرتا ہوں'' لیکن میں نے خورشید سے کہا تھا کہ خاتون ہونے کی وجہ سے وہ کہے گی ''نیت کرتی ہوں'' چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا۔ یہ اضطباع والا معاملہ بھی صرف مردوں کے لئے ہے، خواتین کے لئے نہیں ہے۔ حاجیوں کے جم غفیر کی وجہ سے میرے دوسرے ساتھی حجر اسود کو بوسہ نہ دے سکے اور انہوں نے استلام کیا یعنی اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے، ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف رکھیں اور منہ سے بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کے مقدس الفاظ ادا کئے اور ہاتھ نیچے گرا دیئے۔ پھر دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر حجر اسود کی طرف ہتھیلیوں کو کرنے کے بعد انہیں چوم لیا۔ علامتی طور پر ہتھیلیوں کو چومنا ہی حجر اسود کو چومنے کے مماثل ہے۔ اس عمل کو استلام کہا جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے تو اپنی اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے ہی ایک چھڑی سے اس طرف اشارہ کر کے اسے ایک مرتبہ چوما تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ لبوں سے حجر اسود کو چومنے سے جو کیفیت پیدا ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ رحمتِ عالم ﷺ کے عمل سے یہ سب صورتیں ثابت ہیں۔ میں یہاں صرف دو حدیثیں بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں، وہ یہ ہیں:۔

Marfat.com

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کی طرف منہ کر کے اپنے لب مبارک اس پر رکھ دیئے اور دیر تک روتے رہے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ اٹھا کر دیکھا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے رو رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمر رضی اللہ عنہ! اس مقام پر آنسو بہانے چاہئیں'' (ابن ماجہ)

''حضرت ابی طفیل عامر ابن واثلہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حجر اسود کے طواف میں دیکھا کہ (لوگوں کے ہجوم کے سبب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لکڑی سے اس کو چھو کر لکڑی کو بوسہ دیتے جاتے تھے۔ ابن ماجہ)''

یہاں مجھے بے اختیار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہنگام استلام حجر اسود کو بوسہ دینے کے وہ الفاظ یاد آ گئے جو انہوں نے حجر اسود کو مخاطب ہو کر کہے تھے۔ اسلام کے تصورِ عبادت میں اللہ تعالیٰ کی بلاشرکت غیر واحدانیت پر دل و زبان سے یقین کامل ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو قرآن سنایا اور سمجھایا تھا اس سے اُن کے دلوں میں توحید کوٹ کوٹ کر بھر چکی تھی۔ اللہ کی واحدانیت کو جو لبریز جام شمع نبوت کے پروانوں نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے نوش جان کئے تھے، ان کا کیف و سروران کے ایمان میں پیوست ہو رہا۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے تو انہوں نے جو الفاظ اس وقت فرمائے۔ وہ رہتی دنیا تک شکوک واوہام کی ظلمتوں میں روشنی کا مینار بن کر درخشندہ رہیں گے۔ انہوں نے فرمایا'' اے حجر اسود! بے شک میں جانتا ہوں کہ تحقیق تو ایک پتھر کا ٹکڑا ہے، نہ نفع پہنچا سکتا ہے، نہ ضرر، اور اگر میں نے دیکھا ہوتا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے، تو نہ میں دیتا میں تجھ کو''۔ (بخاری، مسلم)

اب میں داہنی طرف گھوم کر طواف کا آغاز کرتا ہوں۔ بھیڑ کی وجہ سے میں نے خورشید کو اپنے سامنے رکھا اور اُسے دونوں کھلے بازوؤں سے اپنے حصار میں لئے رکھا تاکہ غیر محرموں کے ساتھ اس کا ٹکراؤ نہ ہو۔ محرم کا مطلب ہی یہ ہے کہ عورت اپنے محرم

Marfat.com

کے ساتھ بحفاظت طواف کر سکے۔ طواف کے وقت میرا بایاں کندھا بیت اللہ کی طرف تھا۔ طواف کرتے وقت میرے لب پر یہ دعا تھی۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

اس دعا کی بڑی فضیلت ہے لیکن طواف میں کسی خاص دعا کا پڑھنا ضروری نہیں آپ جو بھی دعا پڑھنا چاہیں یا ورد کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ حجر اسود کے کونے سے طواف شروع کر کے جب میں ''رکن یمانی'' پر پہنچا تو دونوں ہاتھوں سے میں نے اس کے کونے کو چھوا۔ میں دائیں ہاتھ سے بھی اس کو مس کر سکتا تھا کیونکہ دنوں ہاتھوں یا دائیں ہاتھ سے چھونا یا مس کرنا سنت ہے۔ البتہ بوسہ نہیں دینا چاہئے۔ بوسہ صرف حجر اسود کے لئے مخصوص ہے۔ اگر ہجوم کی وجہ سے رکن یمانی کو ہاتھ لگانے کا موقع نہیں ملتا تو ایسے ہی گزر جائیں کوئی حرج نہیں۔ رکن یمانی سے حجر اسود تک چکر پورا کرتے ہوئے اب میں نے یہ دعا پڑھنا شروع کر دی۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

یہ دعا پڑھتا ہوا نگاہیں نیچے کئے ہوئے، میں حجر اسود تک اسی قرمزی رنگ کی لکیر کے کنارے پر پہنچ جاتا ہوں جہاں سے طواف شروع کیا تھا۔ لکیر پر ذرا ٹھہر کر حجر اسود کی طرف گردن گھما کر دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہتے ہوئے چوم کر نیچے کر دیتا ہوں۔ سینہ کعبہ کی طرف نہیں کیا اور اگلا چکر شروع کر دیا۔ یہاں پر ''رمل'' کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ''رمل'' ہے کیا؟

رمل: پہلے تین چکروں میں مرد حضرات چونکہ رمل کرتے ہیں لہٰذا میں نے بھی رمل کیا۔ رمل کا مطلب یہ ہے کہ پہلوانوں کی طرح اکڑ اکڑ کر ذرا تیزی سے کندھے ہلا ہلا کر چلنا جس سے وجاہت و شجاعت کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن اگر بھیڑ ہو تو پھر باوقار

Marfat.com

طریقہ سے آرام کے ساتھ چلنا مناسب ہے تا کہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو۔ باقی چار چکر سکون، اطمینان اور نگاہیں مؤدبانہ طور پر نیچے کر کے کریں۔ رمل کا پس منظر یہ ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کی غرض سے مدینہ سے مکہ تشریف لائے تو یہ خبر پھیلائی گئی کہ مسلمان مدینہ سے کمزور ہو کر آئے ہیں۔ یہ خبر دشمنان اسلام نے پھیلائی تھی۔ چنانچہ اُن پر رعب اور دبدبہ قائم رکھنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ پہلے تین چکروں میں دائیں کندھے کو ننگا کر کے پہلوانوں کی طرح اکڑ اکڑ کر ذرا تیز چلو تا کہ دشمن پر تمہاری ہیبت طاری ہو اور وہ تمہیں کمزور نہ سمجھیں''۔ خواتین اس رمل کے عمل سے مبرا ہیں۔

میرے پاس سات (7) دانوں والی ایک تسبیح بھی تھی جب ایک چکر پورا ہو جاتا تھا تو میں ایک دانہ اوپر سے نیچے کھسکا دیتا تھا۔ دانے دھاگے کے ساتھ کسے ہوئے تھے خود بخود نیچے نہیں آتے تھے۔ انہیں کھسکا کر نیچے لانا پڑتا تھا۔ اس طرح چکر کی گنتی میں غلطی نہیں ہوتی تھی۔ یہ طریقہ میں سیکھ کر آیا تھا اور تمام حج و عمرہ کے مناسک کو بھی بخوبی یاد کر کے اور سمجھ کر آیا تھا۔ لہٰذا میں نے تمام مناسک پورے طریقہ اور ترتیب وار ادا کرنے کی حتی الوسع کوشش کی۔ یہاں میں اپنی ایک آرزو کی تکمیل کا بیان ضروری سمجھتا ہوں۔ جب چھٹا چکر لگانے کے لئے میں حجر اسود کے سامنے آیا تو پیچھے سے ایک زبردست ریلہ آیا اور میں ایک نامعلوم دھکے کے ساتھ حجر اسود کے ساتھ ایک دفعہ پھر ٹکرایا اور مجھے خود بخود اس مقدس ترین سیاہ پتھر کو چومنا نصیب ہو گیا۔ ایک جان فزا خوشبو بھی میری روح میں اتر گئی۔ اللہ اللہ! میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ سات چکر پورے ہونے پر حجر اسود کی لکیر پر پہنچ کر استلام کیا۔ یہ گویا میرا آٹھواں استلام تھا جب کہ چکر جسے عام اصطلاح میں شوط کہتے ہیں، سات ہوئے تھے۔ استلام کا مطلب حجر اسود کو بوسہ دینے کو کہتے ہیں۔ استلام کے بعد میں مقام ملتزم پر آ گیا۔ مقام ملتزم بیت اللہ کے دروازے اور حجر اسود کے

Marfat.com

کونہ کے درمیان کا حصہ ہے لیکن وہاں حجاج کا بہت رش تھا۔اس لئے کوشش کے باوجود وہاں کھڑے ہو کر دعا نہ مانگ سکا لہٰذا دور کھڑے ہو کر اس کے سامنے نہایت عجز وانکسار اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ دعائیں مانگیں۔ ”اے اللہ تو مجھے ہدایت عطا کر اور مجھے میرے نفس کے شر سے اپنی پناہ میں رکھ۔اے اللہ! مجھے اپنی قربت ومحبت عطا کر! اے اللہ مجھے اسوۂ رسول ﷺ پر چلنے کی توفیق دے! اے اللہ میں خطا کار ہوں تو مجھے معاف کر دے۔تیری بخشش لامحدود ہے میرے دانستہ اور نادانستہ گناہ معاف کر دے۔میرے رزق میں برکت عطا کر، مجھے نفع بخش علم عطا فرما اور مجھے تمام جسمانی اور روحانی بیماریوں سے شفا عطا کر۔اے اللہ میں تیرا شکرگزار بندہ ہوں کہ تو نے اس عاجز بندے کو اپنے گھر کی زیارت کے لئے یہاں بلا لیا۔“ تشکر وشادمانی سے میری آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔اپنی گہنگاری کا اعتراف اور ندامت کا احساس بھی تھا۔لیکن یہ گنہگار بندہ رب کعبہ کے حضور پہنچ چکا تھا اور اپنی قسمت پر فخر کر رہا تھا۔ دعا سے فارغ ہو کر میں مقام ابراہیم پر آجاتا ہوں اور دائیں کندھے کو دوبارہ چادر سے ڈھانپ لیتا ہوں۔ مقام ابراہیم پر ایک سبز رنگ کی چمنی سی کھڑی ہے۔اس کے چاروں طرف شیشہ لگا ہوا ہے۔ اس چمنی کے اندر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشان کو چاندی سے مستور کیا ہوا ہے اور نقوش پا صاف نظر آتے ہیں۔اس کے آس پاس جہاں کہیں جگہ ملی میں نے وہاں پر دو رکعت نفل واجب الطواف ادا کئے اور اس کے بعد وہ کاغذ نکالا جو میرے گلے میں لٹکے ہوئے چھوٹے سے تھیلے میں تھا جس پر دعائیں درج تھیں اور جن جن لوگوں نے اپنی اپنی دعاؤں کے لئے کہا تھا وہ دعائیں کیں اور اللہ رب العزت سے اُن کی قبولیت کا سوال کیا۔اپنے لئے اپنے اعزہ واقرباء کے لئے اپنے ملک کی سلامتی کے لئے دعائیں مانگیں۔عورتوں کے لئے مقام ملتزم کے سامنے بائیں طرف علیحدہ جگہ مختص کی ہوئی تھی۔ خورشید نے دو نفل واجب الطواف وہاں ہی مسز چودھری اور مسز بٹ کے ہمراہ ادا کئے۔

Marfat.com

دو نفل پڑھنے اور دعائیں مانگنے کے بعد ہم آبِ زمزم کے تہ خانے کی طرف گئے۔ یہاں مردوں کے لئے اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ دو حصے کئے ہوئے تھے۔ پہلا حصہ مردوں کے لئے تھا اور دوسرا حصہ خواتین کے لئے۔ خورشید خواتین والے حصہ میں چلی گئی۔ میں مردوں والے تہ خانہ میں داخل ہو گیا۔ یہاں ایسی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں کہ لوگوں کے پاؤں اس پر سے نہ پھسلیں۔ سنگ مرمر کو چھوٹے چھوٹے مربع نما شکل میں ایک دوسرے سے الگ کیا ہوا تھا۔ نیچے فرش بھی ایسا ہی تھا۔ یہاں متعدد حصے تھے اور سنک اور ٹوٹیاں لگی ہوئی تھیں۔ ہر ٹوٹی کے ساتھ ایک لمبی مضبوط ڈور کے ساتھ سٹین لیس سٹیل کے گلاس بندھے ہوئے تھے۔ کچھ آب زمزم اپنے سروں پر، اپنے سینوں پر اور اپنے بدن کے اُن جوڑوں پر ڈالتے جہاں وہ درد محسوس کرتے تھے۔ آب زمزم کے پینے کے بارے میں ہمیں یہ ہدایت کی گئی تھی کہ زم زم زیادہ سے زیادہ پیٹ بھر کر پیا جائے کہ مزید پینے کی گنجائش نہ ہو کیونکہ آب زمزم میں شفا ہی شفا ہے۔ میں نے اپنا فلاسک بھی زم زم سے بھر لیا تھا اس کے علاوہ بعد ازاں جب تک مکہ مدینہ میں رہا یہی پیتا رہا۔ زم زم پینے اور اپنے جسم پر ڈالنے کے بعد میں نے بیت اللہ کی طرف رخ کر کے یہ دعا پڑھی جو بڑی جامع اور نفع بخش ہے:

''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے نفع بخش علم عطا کر،
وسعت کے ساتھ رزق دے اور تمام بیماریوں سے شفا عطا فرما''

یہ دعا اتنی خوبصورت اور جامع ہے کہ میں اب بھی اپنی ہر نماز کے بعد اس دعا کا ورد کرتا ہوں۔ یعنی مجھے ایسا علم عطا فرما اے رب العزت! کہ میں تیرے بندوں کو بھی اس سے فائدہ پہنچاؤں۔ مثلاً علم طب کو لے لیجئے کہ جب میرے پاس یہ علم ہو تو میں اسے بنی

Marfat.com

نوع انسان کے فائدہ کے لئے استعمال کروں۔ میں یہاں بڑے دکھ سے کہوں گا کہ آج کل بڑی بڑی جگہوں پر ڈاکٹروں کا جمعہ بازار لگا ہوا ہے۔ بڑی بڑی بھاری فیسیں لیتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ دولت کمانے کی ہوس میں مبتلا ہیں۔ روزی کمانا ان کا حق ہے لیکن بنی نوع انسان کی مجبوری اور تکلیف سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا نہایت غیر اخلاقی عمل ہے۔ (میں تو اپنے دوستوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ کسی بھی بیماری سے شفا حاصل کرنے کے لئے ڈاکٹر لوئی کوہنی کے پانی کے قدرتی علاج سے استفادہ کریں) رزق کی وسعت سے مراد یہ ہے کہ میرا دستر خوان کشادہ ہو خود بھی کھاؤں اور دوسروں کو بھی کھلاؤں۔ مہمان نوازی کا حق ادا کروں۔ میرے در سے کوئی سوالی خالی ہاتھ نہ جائے۔ اور یہاں شفا سے مراد ہے کہ میری بدنی اور روحانی دونوں بیماریوں سے مجھے محفوظ رکھ۔ بدنی بیماری سے زیادہ خطرناک روحانی اور نفسیاتی بیماری بھی ہے۔ آج کے سرمایہ دارانہ دور میں لوگ ذہنی، روحانی اور نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ اللہ ہمیں ان بیماریوں سے محفوظ رکھے۔ نماز، حج، روزہ، زکوٰۃ ہمیں ان بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ ہم جتنا زیادہ سے زیادہ اللہ رب العزت کی طرف رجوع کریں گے اور اس سے دعا کرتے رہیں گے ہم آفتوں سے محفوظ رہیں گے، بیماریوں سے محفوظ رہیں گے اور ڈاکٹروں سے دور رہیں گے۔ کلمہ طیبہ کا اور درود شریف کا ورد ہمیں قربِ الٰہی اور حبِ رسول ﷺ سے ہم آہنگ رکھتا ہے۔ اگر ہم ہر کام اللہ کی رضا جوئی کے لئے کرتے رہیں تو ہم اطمینان قلب و جاں کی دولت سے مالا مال رہیں گے۔ یہاں مجھے وہ دعا یاد آ رہی ہے جو مجھے سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے خطبات سے ملی: ''اے میرے اللہ! تباہ نہ کیجیو!، ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں تیرے قرب کا اور تیرے دیدار کا کہ دنیا میں تجھ کو اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھیں اور آخرت میں سر کی آنکھوں سے)

............☆☆............

Marfat.com

حجر اسود کا ایک منظر

Marfat.com

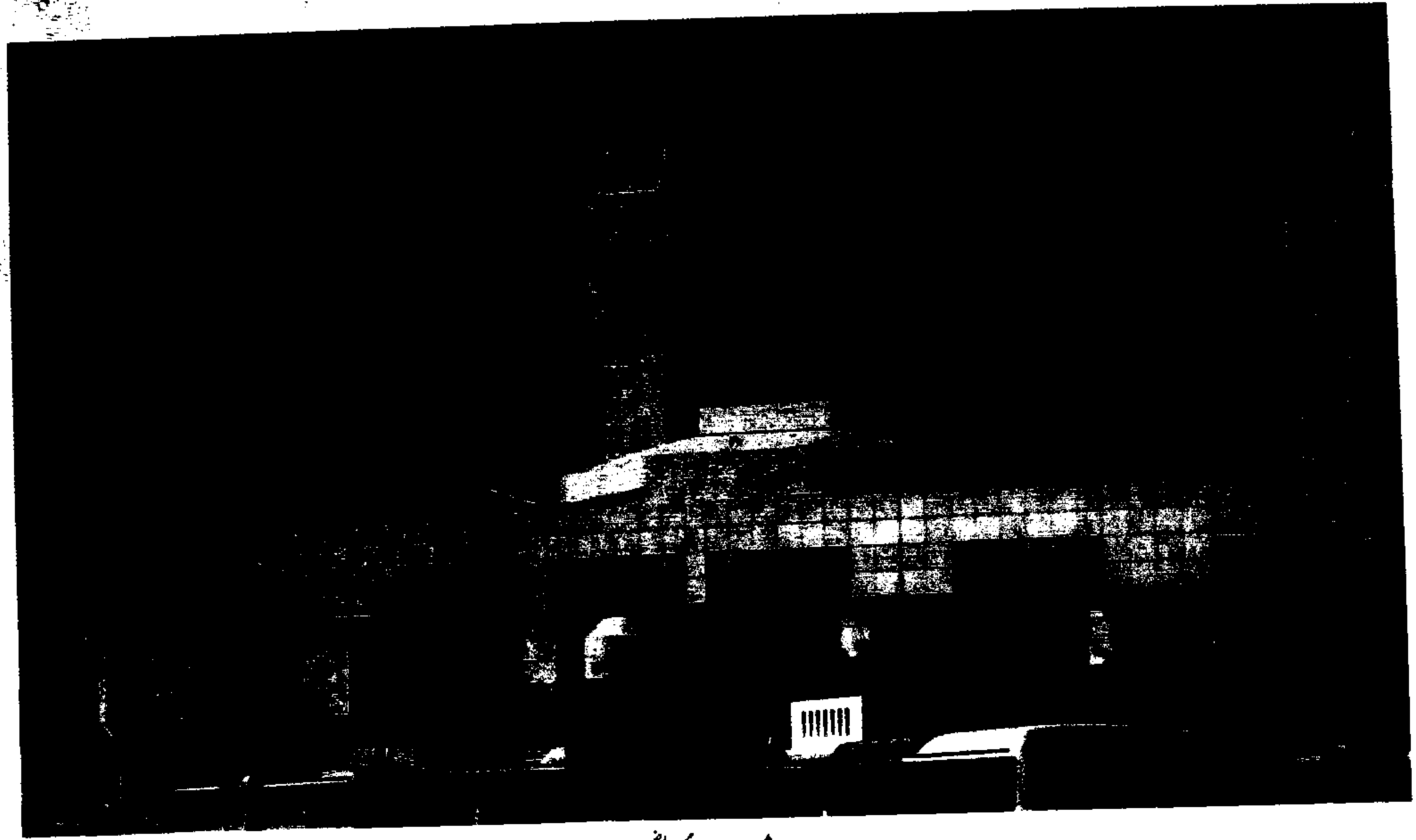

مسجد عائشہ رض

Marfat.com

زم زم کے کولر

Marfat.com

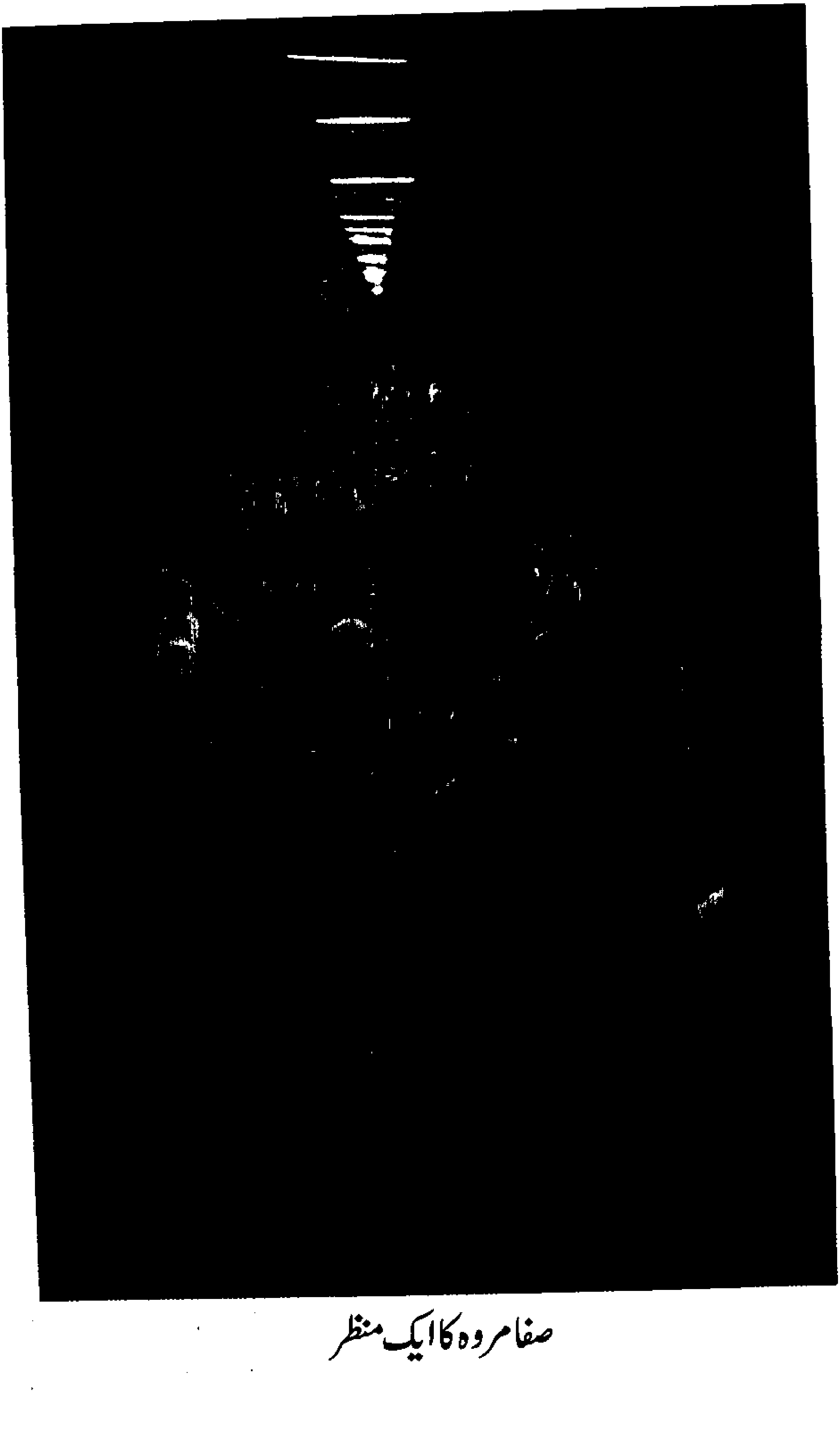

صفامروہ کا ایک منظر

Marfat.com

چاہِ زمزم کی مختصر تاریخ

چاہِ زم زم کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ جب اللہ رب العزت کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے شیر خوار بچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ہاجرہ علیہا السلام کو مکہ کی اس بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ کر چلے گئے تھے تو اس جگہ پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ پانی کی تلاش میں بی بی ہاجرہ علیہا السلام صفا اور مروہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان چکر لگاتی رہیں۔ مایوس ہو کر لوٹیں تو پانی دیکھ کر حیران رہ گئیں لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ مارے پیاس کے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی حالت بہت نازک ہو گئی تھی۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے آکر یہاں اپنی ایڑی ماری تو پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ یہی چاہ زمزم ہے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پانی کو پیتے تھے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح بخاری میں موجود ہے کہ ''یہ پانی ان کو پانی کا کام بھی دیتا تھا اور غذا کا بھی''۔

پھر مرور زمانہ کے ساتھ چاہ زمزم کو جو چار ہزار سال قبل عالم وجود میں آیا تھا، بت پرستوں نے اس کی اہمیت کو نہ سمجھا اور شرک کے مرتکب ہونے کی وجہ سے یہ کنواں غفلت کی نذر ہو گیا۔ مگر وہ لوگ جو اس کی اہمیت اور تقدس کے دل سے قائل تھے انہیں وہاں تک رسائی نہ مل سکی۔ وہ بخوبی واقف تھے کہ یہ مشرک لوگ راہ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ یمن کے جرہم قبیلہ کے لوگ اس بات کے ذمہ دار تھے کیونکہ وہ لوگ یہاں مکہ پر قابض تھے لیکن ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے اسے اس لئے برداشت کیا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دوسری بیوی جرہم کے رشتہ داروں میں سے تھی۔ لیکن ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جرہمیوں نے ناانصافیوں کا ایسا بازار گرم کیا جو ناقابل

Marfat.com

برداشت ہو گیا بالآخر انہیں اہل مکہ نے نکال باہر کیا۔ جرہمیوں نے جاتے ہوئے انتقام کے طور پر چاہ زمزم کو دفنا دیا۔ اگر چہ انہوں نے ایسا غیر شائستہ فعل انتقاماً کیا تھا مگر یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے یہ قدم اس غرض سے اٹھایا ہو کہ انہیں امید تھی کہ وہ دوبارہ یہاں آئیں گے اور کنوئیں کو کھول لیں گے کیونکہ انہوں نے اس کنوئیں کے اندر مقدس کعبہ کے کچھ حصہ اور زائرین سے ملے ہوئے قیمتی نذرانے جو سالہا سال سے اکٹھے ہوئے تھے وہ بھی اس میں دفن کر دیئے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جب وہ واپس آئیں گے تو امیر بن جائیں گے۔ انہوں نے پھر اسے ریت سے بھر دیا تھا۔ مکہ اب دیوی دیوتاؤں کے پجاریوں کی جگہ بن گیا تھا۔ بیت اللہ میں کئی بت رکھ دیئے گئے تھے جنہیں وہ اللہ اور بندے کے درمیان روابط کا ذریعہ سمجھتے تھے آخر کار ان کی پرستش ہونے لگی۔ بعد ازاں قبیلہ خزاعہ نے مکہ پر قبضہ کر لیا۔ مکہ اب دیوتاؤں کا گڑھ بن گیا تھا۔ خزاعہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اس نسل سے تعلق رکھتے تھے جو یمن میں آباد ہو گئی تھی قبیلہ خزاعہ دوبارہ پھر شمال کی طرف واپس چلا گیا۔ مگر خزاعوں نے اس کنویں کے پانی کی تلاش میں کوئی دلچسپی نہ لی جو معجزانہ طور پر ان کے آباؤ اجداد کو ملا تھا۔ اس کے زمانے میں سے مکہ میں اور بھی کنوئیں کھودے گئے۔ اللہ کا دیا ہوا تحفہ ان کے لئے اب ضروری نہیں تھا۔ اور چاہ زمزم اب نصف بھلایا ہوا قصہ پارینہ بن گیا تھا۔ اس طرح خزاعہ بھی جرہم کے اس قصور میں برابر کے شریک تھے۔ خزاعہ کے قبیلے کے لوگ ایک اور گناہ کے بھی مرتکب ہوئے۔ ان کے قبیلے کے ایک سردار نے جب وہ شام سے واپس آیا تو اپنے ساتھ جہاں اور بت لایا تو ایک بڑا بت ہبل بھی لایا جسے خانہ کعبہ میں نصب کر دیا گیا۔ مشرکین مکہ کے لئے یہ بت بڑے بت کا درجہ حاصل کر گیا جس کی وہ پوجا کرنے لگے۔

............☆☆............

Marfat.com

چاہ زمزم کی بازیافت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چار ہزار سال بعد قبیلہ قریش کا مکہ میں غلبہ ہو گیا۔ قریش بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ اہل قریش حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا ان کی فیاضی، ایمانداری اور دانشمندی کی وجہ سے بڑا احترام کرتے تھے۔ وہ خوبصورت بھی تھے اور مقتدر ہستی کے مالک تھے۔ وہ ثروت مند بھی تھے، کعبہ کے شمال مغرب کے ساتھ ایک چھوٹا سا احاطہ تھا جو نصف دائرہ نما چھوٹی سی دیوار کے اندر تھا خانہ کعبہ کے شمالی اور مغربی کناروں پر دیوار کے کونے چھوٹے تھے۔ زائرین جب خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے تو اس دیوار کو بھی اپنے طواف کے دائرہ میں لے آتے تھے۔ اس طرح ان کے چکر کا دائرہ وسیع ہو جاتا تھا۔ اس احاطہ کے اندر کی ایک جگہ کو حجر اسمٰعیل بھی کہتے ہیں اور حطیم بھی کیونکہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کے مقبرے یہاں پتھروں تلے دب گئے تھے۔

عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو کعبہ کے قرب میں رہنے کی بڑی محبت تھی۔ لہٰذا کبھی کبھار وہ اپنی چارپائی حجر اسمٰعیل میں بچھواتے اور وہیں سوتے۔ ایک شب سوتے ہوئے خواب میں ایک ایک شکل نظر آئی جس نے ان سے کہا ''خوبصورت نیکی کھودو''۔ انہوں نے اس سے پوچھا ''خوبصورت نیکی کیا ہے؟'' لیکن مخاطب غائب ہو گیا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنے دل میں سکون اور مسرت محسوس کی۔ انہوں نے اگلی شب کو بھی وہیں سونے کا ارادہ کر لیا۔ خواب میں پھر وہی شکل نظر آئی اور اُن سے کہا بہتری کو کھودو۔ لیکن پھر بھی انہیں اُن کے سوال کا جواب نہ ملا۔ تیسری شب انہیں بتایا گیا ''چھپے ہوئے خزانے کو کھو دو، لیکن اُن کے سوال کرنے پر مخاطب پھر غائب ہو گیا۔ لیکن چوتھی شب انہیں حکم دیا گیا

Marfat.com

زمزم کو کھودو" اور اس مرتبہ جب انہوں نے سوال کیا کہ زمزم کیا ہے؟ تو مخاطب نے کہا:

"اس جگہ کو کھودو تمہیں کوئی افسوس نہ ہوگا کیونکہ یہ تمہاری وراثت ہے جو تمہیں سب سے بڑے جدّ امجد سے ملا ہے یہ کبھی خشک نہ ہوگا، اور نہ تمہیں مایوس کرے گا ان تمام زائرین کو پانی پلانے میں جو یہاں جوق در جوق آتے ہیں۔"

پھر مخاطب نے انہیں بتایا کہ تم اس جگہ پر جاؤ جہاں خون اور گوبر پڑا ہوتا ہے، جہاں چیونٹیوں کے بسیرے ہیں اور جہاں کوے ٹھونگے مارتے ہیں۔ بالآخر انہیں کہا گیا کہ وہ دعا کریں "اے اللہ! مجھے صاف ستھرا بہتا ہوا پانی عطا کر جو تیرے گھر کا طواف کرنے والے حاجی پیا کریں"۔

جب صبح ہوئی تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اٹھے اور شمالی گوشہ پر واقعہ حجر سے جسے رکن عراقی بھی کہتے ہیں بیت اللہ کے مغربی کونہ پر واقعہ حجر اسود کی طرف چلے اور حجر اسود کو بڑی عقیدت اور احترام کے ساتھ چوما اور بیت اللہ کا طواف کیا جو سات چکروں پر مشتمل تھا۔ پھر انہوں نے بیت اللہ کے باہر لوہے کی لٹکی ہوئی کنجی سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر وہ دعا مانگی جو انہیں خواب میں بتلائی گئی تھی۔ دُعا مانگنے کے بعد جب وہ دروازے سے باہر نکلے تو انہوں نے دروازے کے بالمقابل تقریباً سو گز کے فاصلے پر ایک، دو کوؤں کو بتوں کی طرف پھڑ پھڑاتے پروں کے ساتھ اترتے اور اپنے پنجوں پر چلتے دیکھا۔ ان بت نما چٹانوں کو بطور پرستش کے اختیار کیا ہوا تھا۔ اِن چٹانوں کے درمیان قریش اپنے شکار کی قربانی دیا کرتے تھے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اِس بات سے بخوبی آگاہ تھے۔ جس طرف کوے بیٹھے ہوئے تھے، اس جگہ پر ریت میں ہمیشہ خون جما رہتا تھا۔ وہاں پر گوبر بھی پڑا تھا۔ آگے چل کر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے چیونٹیوں کے سوراخ بھی دیکھے جہاں اُن کا بسیرا تھا۔ انہیں اپنے خواب پر پختہ یقین ہو گیا۔ اب وہ سیدھا گھر گئے۔ اور دو کدال اٹھائے ایک کدال اپنے لیے اور دوسرا کدال اپنے بیٹے

Marfat.com

حارث کے لیے۔ اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لے کر اس مقام پر پہنچے جہاں انہوں نے اپنے بیٹے کے ساتھ مل کر کھدائی کرنا شروع کر دی۔ کدالوں کی دھمک اور اس غیر معمولی منظر کو دیکھ کر لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے۔ اگرچہ وہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ کا بے حد احترام کرتے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا یہ تو ہمارے بتوں کی توہین کر رہے ہیں اور اس جگہ کی کھدائی کر رہے ہیں جہاں وہ قربانی پیش کرتے تھے تو انہوں نے احتجاج کیا اور انہیں کھدائی کرنے سے منع کیا۔ اِس پر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ نے کہا کہ وہ کھدائی بند نہیں کریں گے۔ انہوں نے اپنے بیٹے حارث کو کہا کہ وہ اس کے پاس کھڑا ہو جائے اور کسی کو بھی مداخلت کی اجازت نہ دے۔ بڑے کشیدہ لمحات تھے اور اس کے نتائج خطرناک ہو سکتے تھے۔ یہ دونوں ہاشمی یقین محکم کے ساتھ متحد تھے اور انہیں دیکھنے والے حیرت زدہ تھے۔ مکہ کے بتوں میں نائلہ کا بڑا مقام تھا لیکن بعض کے نزدیک یہ جرہمی مرد اور عورت تھے جنہوں نے کعبہ کی بے حرمتی کی اور اس کے نتیجہ میں انہیں پتھروں میں منقلب کر دیا گیا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ نے لوگوں کے احتجاج کی پرواہ کیے بغیر کھدائی جاری رکھی بالآخر اُن کا کدال اس پتھر کے ڈھکنے پر پڑا جس سے کنوئیں کے منہ کو بند کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے رب العزت کا شکر ادا کیا۔ وہ لوگ جو انہیں اُن کے حال پر چھوڑ کر چلے گئے تھے، واپس آ گئے اور جب انہوں نے وہاں سے وہ خزانہ نکالا جو جرہمی وہاں سے نکلتے ہوئے، دفنا گئے تھے تو ہر ایک اپنا حصہ مانگنے لگا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ نے اُن سے اتفاق کرتے ہوئے کہا اِس خزانے کے لئے قرعہ اندازی کی جائے گی کہ آیا یہ خزانہ اسی مقدس جگہ پر رکھا جائے یا یہ میرے پاس آئے یا یہ قبیلہ کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔ یہ کسی شک وشبہ کے دور کرنے کا وہاں عام رواج تھا اس امر کا فیصلہ ہبل دیوتا کے معبد کے سامنے الوہی تیروں کو پھینکنے کے ذریعہ سے کیا جاتا تھا۔

اِس طریقہ کار سے کچھ خزانہ کعبہ کے لئے اور کچھ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ کے

Marfat.com

حصے میں آیا لیکن قریش کے حِصہ میں کچھ نہ آیا۔ اس پر بھی اتفاق رائے ہو گیا کہ ہاشم کا قبیلہ ہی زمزم کا نگران ہو گا اور وہی حاجیوں کو آب زمزم پلانے کے حق دار ہوں گے۔ اس وقت سے لے کر آج تک حاجیوں کو آبِ زمزم پلانے کا انتظام وانصرام ہاشمیوں ہی کی ذمہ داری ہے۔ زمزم کا کنواں اُن ہی کی تحویل وتولیت میں ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

صفا مروہ کے درمیان سعی

آب زمزم نوش جاں کرنے کے بعد اب صفا اور مروہ کی طرف سعی کے لیے دوبارہ پھر حجر اسود کے سامنے آئے اور قرمزی رنگ والی لکیر پر کھڑے ہو کر حجر اسود کا استلام کیا اِسطرح یہ حجر اسود کا ہمارا نواں استلام یعنی حجر اسود کا نواں بوسہ تھا۔ استلام ویسے ہی کیا جس طرح بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے کیا تھا یعنی دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر اور ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف کر کے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہتے ہوئے چوم کر کیا۔ (جب ہم نے بیت اللہ کے سات چکر کاٹے تھے تو ہمارے استلام آٹھ ہوئے تھے۔ اِختتام پر بھی ہم نے استلام کیا۔ شروع بھی استلام ہی سے کیا اور ہر چکر مکمل کرنے پر بھی استلام کرتے ہوئے آگے بڑھے تھے۔ صفا اور مروہ کی طرف روانہ ہونے سے پہلے استلام کرنے کے بعد ہم صفا کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم صفا کی طرف جا رہے تھے تو زبان پر یہ ورد جاری تھا:۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

(بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں)

صفا کا مقام جو چند سیاہ تھوڑے سے ابھرے ہوئے چٹانی پتھروں پر مشتمل تھا، بیت اللہ کی طرف منہ کر کے اِس طرح سعی کی نیت کی:۔

"یا اللہ میں خالص تیری رضا کے لئے سعی کے سات پھیروں کی
نیت کرتا ہوں تو اسے میرے لیے آسان فرما اور قبول فرما"

میرے برابر کھڑی ہوئی میری اہلیہ نے بھی اِسی طرح نیت کی۔ صرف اِس

Marfat.com

ترمیم کے ساتھ کہ اس نے ''نیت کرتی ہوں'' کا صیغہ مونث ادا کیا۔تمام خواتین مردوں کے برعکس صیغہ مونث ہی ادا کرتی ہیں۔ پھر ہم صفا سے مروہ کی طرف درود شریف پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے۔ حاجیوں کا کافی رش تھا لیکن میری اہلیہ میرے ساتھ ہی رہی۔ جب ہم کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد میلین اخضر یعنی سبز ٹیوب والی روشنیوں کے حصہ میں آئے تو میں نے خورشید سے کہا کہ وہ اپنی اسی میانہ رفتار سے چلتی آئے میں یہاں ذرا تیز قدموں کے ساتھ اِس حصہ کو عبور کروں گا۔عورتوں کو مرد حضرات کی طرح دوڑنے سے منع کیا گیا ہے۔ اِس تھوڑے حصے میں تیز چلتے ہوئے میرے لب پر یہ دعا تھی۔

(میرے پروردگار! میرا قصور معاف کر، مجھ پر رحم
فرما۔ بیشک تو بڑی عزت اور بزرگی والا ہے!)

پہلی سبز ٹیوب والی روشنی سے یہ دعا پڑھتے ہوئے ذرا تیز چلتے ہوئے جب دوسری سبز ٹیوب والی روشنی تک پہنچا تو مذکورہ دعا موقوف کر دی، اور دُرود شریف، توحید و تکبیر اور دعائیں پڑھتا ہوا میں مروہ تک جا پہنچا۔ یہ گویا ایک پھیرا تھا۔ یہاں پہنچ کر بیت اللہ کی طرف رخ کر کے ذرا توقف کیا اور دعا مانگتے ہوئے مروہ کی طرف لوٹا۔ صفا اور مروہ کا لمبا فاصلہ دو حصوں میں تقسیم ہے۔ درمیان کا حصہ معذوروں کے لیے ہے جو کرسی پر بیٹھ کر طواف کرتے ہیں اِس کرسی کو جو پہیوں والی ہوتی ہے۔ اِسے یا تو خاوند، بیٹا یا بھائی چلاتا ہے یا پھر وہاں کے مقرر کردہ خادم یہ خدمت سر انجام دیتے ہیں۔ مروہ سے واپسی دوسرے حصے سے ہوتا اس حصہ میں بھی وہی سبز روشنیوں والا حصہ آتا ہے۔ یہاں بھی مرد حضرات ذرا تیز چلتے ہیں یا دوڑتے ہیں (بشرطیکہ زیادہ بھیڑ نہ ہو)۔ مروہ سے ہم پھر صفا پہنچ جاتے ہیں پھر ذرا سا توقف اور دعا کے بعد مروہ کی طرف تو آخری ساتواں پھیرا مروہ پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ بس اِن سات پھیروں کو صفا مروہ کی سعی کہتے ہیں۔ صفا اور مروہ کے درمیان ایک دو جگہیں اطراف پر زم زم پینے کی جگہ بھی بالخصوص جب مروہ سے صفا کی طرف آتے ہیں بنی ہوئی ہیں۔ لہٰذا وہاں پر دم لے کر پانی پی کر سعی جاری رکھی جا

Marfat.com

سکتی ہے۔ سعی میں وہ پابندی نہیں جو بیت اللہ کے طواف کے وقت ہوتی ہے۔ بیت اللہ کے طواف کے دوران آپ نہ بات کر سکتے ہیں نہ اِدھر اُدھر دیکھنے کی اجازت ہے حتیٰ کہ آپ بیت اللہ کو بھی نہ دیکھیں بس نگاہیں نیچی کر کے نہایت باادب چکر کاٹیں اور لب پر ذکر الٰہی ہو، حتی الوسع احترام ملحوظِ خاطر رکھنا پڑتا ہے۔ لیکن سعی کے دوران آپ بات بھی کر سکتے ہیں، دم بھی لے سکتے ہیں اور ادھر اُدھر دیکھنے کی بھی کوئی پابندی نہیں تاہم اگر ادب و احترام ملحوظِ خاطر رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہے اور غیر ضروری باتوں یا ادھر ادھر دیکھنے سے گریز کرنا زیادہ افضل ہے۔ یہاں آپ توحید و تکبیر، درود شریف اور دعائیں جو بھی یاد ہوں، پڑھتے رہیں۔

جب ہمارا ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہوا تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے خوب جی بھر کر دعائیں کیں میں اپنے سر کے بال کتروانے باہر کی طرف نکل گیا۔ صفا اور مروہ کی راہداری کے باہر مروہ کے بائیں جانب نہایت خوبصورت جدید طرز کی بار برز شاپس ہیں جو تین سے پانچ ریال تک لیتے ہیں۔ اب نرخ زیادہ ہیں اور وہاں پر ایک نائی سے تین ریال پر اپنے بال کتروائے۔ بعض حضرات سر پر مکمل استرے سے پورے بال صاف کروا رہے تھے۔ تھوڑے بال کتروانے کو مقر کہتے ہیں اور چٹیا کے بال ایک پور کے برابر اپنی قینچی سے خود کاٹے۔ یوں ہمارا عمرہ مکمل ہو گیا۔ میں نے شکرانے کے دو نفل بار بر کی دکان سے واپس آ کر مروہ ہی میں بیت اللہ کی طرف منہ کر کے ادا کیے۔ مجھ سے پہلے خورشید شکرانے کے دو نفل ادا کر چکی تھی۔ ہم واپس اپنی رہائش گاہ میں آئے۔ میں نے غسل کیا اور احرام کھول دیا۔ اب مجھ پر احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو چکی تھیں۔ میں نے عام لباس زیبِ تن کر لیا۔

Marfat.com

صفا مروہ کی سعی کا تاریخی پس منظر

حاجیوں کے لیے صفا اور مروہ کے پھیرے لگانے کے بعد ہی حج یا عمرہ پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ اس کا تاریخی طور پر پس منظر یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو حکم الٰہی کی بجا آوری کرتے ہوئے اُن کے نوزائیدہ بچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہمراہ مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ کر چلے گئے تو ان کا بچہ پیاس سے بلبلانے لگا۔ بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی تک جاتیں کہ شاید کہیں کوئی پانی کا چشمہ مل جائے جس پہاڑی سے روانہ ہوتی تھیں اس کا نام صفا تھا اور دوسری پہاڑی کا نام جہاں وہ پہنچتی تھیں مروہ تھا۔ صفا پہاڑی سے ذرا چل کر ایک اوٹ سی آتی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنے پیارے بچے کو جو ریت پر پڑا رو رہا تھا، دیکھ نہیں سکتی تھی، اس جگہ کو وہ ذرا بھاگ کر طے کرتیں۔ یہی وہ تھوڑا سا حصہ ہے جہاں حاجی صاحبان تیز رفتاری سے چلتے ہیں۔ اِس طرح صفا سے مروہ اور جب مروہ سے واپس آئیں تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئیں کہ بچے کی ایڑی کی رگڑ کے نشان پر پانی کا چشمہ ابل رہا تھا۔ یہی وہ آب زمزم ہے جو آج تک جاری و ساری ہے اور یہی وہ ہاجرہ کے صفا اور مروہ کے درمیان کے چکر میں جس کے تتبع میں حاجی صاحبان پھیرے لگاتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے!

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾

(یقیناً صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لہٰذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا

Marfat.com

عمرہ کرے اس کے لیے کوئی گناہ کی بات نہیں کہ وہ اِن دونوں پہاڑوں کے درمیان سعی کرے اور جو بہ رضا ورغبت کوئی بھلائی کا کام کرے گا اللہ کو اِس کا علم ہے اور اِس کی قدر کرنے والا ہے۔“

حج، عمرہ اور سعی کا طریقہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے اور یہ سعی امام احمد کے نزدیک سنت مستحبہ ہے جبکہ اور امام مالک و امام شافعی کے نزدیک فرض ہے لیکن امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے کیونکہ اِس کے ترک کرنے سے ایک بکری یا بکرا ذبح کرنا پڑتا ہے جسے ہم دم بھی کہتے ہیں۔ اِس آیت کریمہ کا ایک خوبصورت تاریخی پس منظر ہے جس کا جاننا قارئین کرام کے لیے دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ صفا اور مروہ مسجد حرام کے قریب دو پہاڑیاں ہیں، جن کے درمیان دوڑنا منجملہ اُن مناسک کے تھا جو اللہ تعالیٰ نے حج کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سکھائے تھے۔ پھر جب مکے اور آس پاس کے تمام علاقوں میں مشرکانہ جاہلیت پھیل گئی تو صفا پر ”اساف“ اور مروہ پر ”نائلہ“ کے اِستھان بنا لیے گئے اور ان کے گرد طواف ہونے لگا پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اسلام کی روشنی اہل عرب تک پہنچی تو مسلمانوں کے دلوں میں یہ سوال کھٹکنے لگا کہ آیا صفا اور مروہ کی سعی حج کے اصلی مناسک میں سے ہے یا محض زمانہ شرک کی ایجاد ہے اور یہ سعی سے کہیں ہم ایک مشرکانہ فعل کے مرتکب تو نہیں ہو جائیں گے۔ نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مدینہ کے دلوں میں پہلے ہی سے سعی بین الصفا و المروہ کے بارے میں کراہت موجود تھی کیونکہ وہ مناۃ کے معتقد تھے اور اساف و نائلہ کو نہیں مانتے تھے۔ انہی وجوہ سے ضروری ہوا کہ مسجد حرام کو قبلہ مقرر کرنے کے موقع پر ان غلط فہمیوں کو دور کرایا جائے اور لوگوں کو بتا دیا جائے کہ ان دونوں مقامات کے درمیان سعی کرنا حج کے اصلی مناسک میں سے ہے اور یہ کہ ان مقامات کا تقدس خدا کی جانب سے

Marfat.com

ہے نہ کہ اہل جاہلیت کا من گھڑت رواج یا رسم ہے۔ اِسی لئے مذکورہ آیت میں یہ واضح اشارہ ہے کہ بہتر تو یہ ہے کہ یہ کام دلی رغبت کے ساتھ کرو ورنہ حکم بجالانے کے لیے تو کرنا ہی ہوگا۔ یہی وجہ ہے عمرہ اور حج میں حجاج کرام سعی کرتے ہیں اور حکم خداوندی پورا کر کے اپنے رب کے شکر گزار ہوتے ہیں۔ دو نفل شکرانے کے بھی ادا کرتے ہیں اور سرخرو ہوتے ہیں۔

............☆☆............

Marfat.com

کچھ ذکر عمرہ کرنے کے بعد کا

عمرہ ادا کرنے ، شکرانے کے دو نفل پڑھنے اور احرام کھولنے کے بعد ہم واپس اپنی رہائش گاہ میں آ گئے ۔ یہاں آنے سے پہلے ہم عصر کی نماز بھی بیت اللہ ہی میں ادا کر چکے تھے ۔ یہاں آ کر ہم نہائے اور عام لباس پہنا۔ چائے اور بسکٹ وغیرہ کھائے ۔ دوپہر کا کھانا کھانے کی نہ ہوش تھی نہ فرصت ۔ بیت اللہ کا طواف ، واجب الطّواف کے دو نفل زم زم کا نوش جاں کرنا ، دعائیں مانگنا ، پھر سعی کرنا ، مقر کروانا اور شکرانے کے دو نفل ادا کرنے ظہر اور عصر کی نماز پڑھنے میں ہی اتنا وقت لگ گیا تھا کہ دوپہر کے کھانے کی کوئی فکر ہی نہ تھی ۔ ویسے بھی میری یہ عادت ہے کہ میں صبح کا ناشتہ کرتا ہوں اور پھر رات کا کھانا مغرب کی نماز کے فوراً بعد کھالیتا ہوں اور نمازِ عشاء کے بعد سو جاتا ہوں اِس طرح مجھے نماز تہجد میں اٹھنے کی سہولت رہتی ہے۔ تھوڑا سا ستانے کے بعد مغرب کی نماز کے لیے ہم دوبارہ مسجد الحرام چلے گئے ۔ نمازِ مغرب باجماعت ادا کی اور عشاء کی نماز تک وہیں قیام کیا۔ ہمارے معلّم کے ایک کارندے نے ہمیں مطلع کر دیا تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد کا کھانا وہ دیں گے ۔ لہٰذا جب ہم حرم شریف سے واپس آئے تو ڈسپوزایبل پلیٹوں میں گرم گرم پلاؤ اور آدھا آدھا گرم روسٹ چکن ، اور ایک علیحدہ پیکٹ میں سیون اپ کا ٹن اور کیلا اور سیب شامل تھے ۔ میں ان کی اِس مہمان نوازی اور پہلے کھانے کو کبھی نہیں بھول سکتا اتنے بڑے گروپ کے حاجیوں کو سرو (Serve) کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے ۔ یہاں دن رات کی تمیز ختم ہو جاتی ہے ۔ حجاز کرام کے قافلے آتے رہتے ہیں ۔ دِن رات طواف بیت اللہ اور صفا و مروہ کی سعی جاری رہتی ہے ۔ تمام رات خورونوش کی دکانیں اور

Marfat.com

ریسٹورینٹس کھلے رہتے ہیں۔ باربرشاپس بھی کھلی رہتی ہیں۔ ہمارے کمرے کے اندر بستر صرف پتلے سے فوم کے فرشی میٹرس پر مبنی تھے۔

ہم رات کا کھانا کھانے کے بعد سو گئے۔ مسجد الحرام سے تہجد کی اذان کی صدا بلند ہوتی ہے۔ ہم صرف بمشکل دو تین گھنٹے سوئے ہوں گے کہ فوراً تہجد کی نماز کے لیے آنکھ کھل گئی۔ جلدی جلدی غسل کیا اور باوضو سوئے حرم چل پڑے۔ میری یہ عادت ہے کہ ہر روز سو مرتبہ درود شریف پھر سو مرتبہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا اور اِس کے بعد سو مرتبہ پھر درود شریف پڑھتا ہوں۔ علاوہ ازیں کلمہ طیبہ کا ورد بھی کرتا ہوں۔ گرمیوں کی راتیں چھوٹی ہوتی ہیں اور دن لمبے۔ جب ہم سُوئے حرم جا رہے تھے تو ایک دلکش منظر نے میری توجہ اپنی طرف مبذول کر لی۔ انڈونیشی نوعمر لڑکیاں سفید سکارف اوڑھے اور سفید لباس میں ملبوس گروہ در گروہ سفید کونجوں کی طرح نہایت منظم طور پر مسجد الحرام کی طرف ندیوں کی طرح رواں دواں چلی جا رہی ہیں۔ ان کے سفید سر پر سکارف جہاں اُن کے بالوں کو ڈھانپا ہوا ہے وہاں ہر گروپ کی شناخت کے لیے سکارف کے ساتھ نیلے، سرخ یا پیلے رنگ کی ریشمی دوشاخی پٹیاں بھی لگی ہوئی ہیں۔ ہر گروپ کا ایک شخص لیڈر کے طور پر آگے ہوتا ہے۔ یہ دوشیزائیں زیادہ تر انڈونیشیا اور ملائیشیا سے تعلق رکھتی ہیں۔ خواتین کے علاوہ کم عمر مرد بھی اِن کے ساتھ ہوتے ہیں جو غالباً محرم کا کام کرتے ہیں۔ مرد حضرات زیادہ تر دھوتی، قمیض اور سر پر سیاہ رنگ کی کشتی نما ٹوپی پہنے ہوتے ہیں۔ اِن کا لباس نہایت سادہ ہوتا ہے۔ یہ اپنی قمیضوں کے اگلے پچھلے پلوؤں کو دھوتی کے اندر رکھتے ہیں اور دھوتیاں ٹخنوں سے اوپر ہی رہتی ہیں اِن کے پاؤں میں چپل ہوتے ہیں۔ اِن حضرات کے برعکس پاکستانی مرد زیادہ تر بزرگ ہوتے ہیں اور خواتین لون کا رنگدار ہلکا پھلکا لباس پہنے ہوتی ہیں اور دوپٹہ اوڑھے ہوتی ہیں اور شلوار میں ملبوس ہوتی ہیں جب کہ انڈونیشیا اور ملائیشیا کی خواتین تنگ پاجامہ جسے عرف عام میں ٹراؤزر کہتے ہیں، پہنے ہوتی ہیں یہ

Marfat.com

وہاں کے کلچر کا حصہ ہے۔ پاکستانی عورتیں اور مرد اپنے لباس سے فوراً پہچانے جاتے ہیں یہ رات کے پچھلے پہر کا عجیب منظر ناقابل فراموش تھا۔

تہجد کی نماز باجماعت نہیں ہوتی ہر فرد اپنی اپنی نماز پڑھتا ہے میں بمشکل تمام آٹھ نوافل ادا کر پایا تھا کہ صبح صادق کی اذان ہر چہار طرف لاؤڈ سپیکروں سے بلند ہوئی۔ اِس اذان نے ہماری روحوں کو گرما دیا۔ یہ فجر کی اذان تھی۔ ہر طرف سے حرم شریف بُقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ روشنی کا انتظام اتنا عمدہ تھا کہ ہر چیز صاف اور شفاف دکھائی دے رہی تھی۔ ابھی چونکہ حجاج کرام کا زیادہ رش نہیں تھا۔ بیت اللہ سے ذرا فاصلے پر چاروں طرف سرخ رنگ کے نہایت عمدہ دبیز قالین مصلے کے طور پر بچھے ہوئے تھے۔ بعض زائرین طواف کر رہے تھے۔ یہ احرام میں تھے اور عمرہ کی ادائیگی کے مناسک ادا کر رہے تھے۔ بعض زائرین عام لباس میں طواف کر رہے تھے۔ شب و روز بیت اللہ پر رحمتوں کا نزول جاری رہتا ہے۔ طواف کرنے پر ساٹھ (60)، نماز پڑھنے پر چالیس (40) اور صرف بیت اللہ کا بیٹھے بیٹھے زیارت کرتے رہنے پر بیس (20) رحمتوں کا نزول زائرین پر اُترتا ہے۔ یہاں ہر لمحہ بارانِ رحمت برس رہی ہے۔ طواف کے دوران دعاؤں کے ورد کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ بیت اللہ سیاہ طلسمی لباس میں مستور خاموش و پروقار اپنے پورے جلال و جمال کے ساتھ عرش بریں کے نیچے ایستادہ ہے۔ زائرین نہایت ادب واحترام کے ساتھ نگاہیں نیچی کئے ہوئے اِس کے اِردگرد دیوانہ وار طواف کر رہے ہیں۔ بعض حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے لئے عالم اشتیاق و بے قراری میں گوشہ حجر اسود پر جھمگٹا کئے ہوئے ہیں۔ بعض مقام ملتزم سے چمٹے ہوئے ہیں۔ مقام ملتزم بیت اللہ کے طلائی دروازے اور حجر اسود کے درمیان کا حصہ ہے۔ وہ اِس طرح سے چمٹے ہوئے ہیں جس طرح بچہ اپنی ماں کی چھاتیوں سے چمٹا ہوتا ہے۔ وہ کبھی اپنا بایاں سینہ اور کبھی اپنا دایاں سینہ اِس سے مس کرتے ہیں۔ رو رو کر، گڑگڑا کر آہ وزاری کرتے ہوئے اپنے

Marfat.com

گناہوں کے لئے بخشش کی اللہ رب العزت سے دعائیں کر رہے ہیں۔ بعض زائرین مقام ابراہیم پر شکرانے کے نفل ادا کر رہے ہیں۔ بعض حطیم میں نوافل پڑھ رہے ہیں۔ غرضیکہ ایک سلسلہ ہے کہ دن رات جاری وساری رہتا ہے۔ کسی لمحے بھی یہ سلسلہ نہیں رُکتا۔

حطیم شمال کی جانب بیت اللہ کا ایک کھلا حصہ ہے جو دائرہ نما تین چار فٹ اونچی سفید سنگ مرمر سے محصور ہے اِس کے آمنے سامنے بیت اللہ کے ساتھ ہی دو دروازے ہیں۔ حطیم بیت اللہ کا ہی حصہ ہے اِس کے اندر نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے آپ نے بیت اللہ کے اندر نماز پڑھ لی۔ یہاں زائرین جلد از جلد دو نفل پڑھ کر فارغ ہو کر باہر نکل آتے ہیں تا کہ دوسروں کو بھی نوافل ادا کرنے کا موقع دیا جائے۔ بعض رکن یمانی کو جو جنوب کی طرف ہے، دائیں ہاتھ سے مس کرتے ہوئے گذر رہے ہیں۔ صفوں کے درمیان بیت اللہ کی طرف جانے کے راستے ہیں۔ اِن رستوں کے کناروں پر قدم قدم پر آب زم زم کے سُرخ رنگ کے کولر رکھے ہوئے ہیں۔ اِن کولروں کے دائیں طرف خالی کورے ڈسپوزایبل گلاس اوپر نیچے عمودی طور پر رکھے ہوئے ہیں اور بائیں جانب میں استعمال شدہ گلاس رکھے جاتے ہیں۔ بعض کولروں میں نارمل آب زم زم ہے۔ وہ لوگ جو خنک پانی سے الرجک ہیں انہیں نارمل آب زم زم ہی پینا چاہئے کیونکہ یہاں نزلہ زکام کی شکایت عام ہو جاتی ہے۔ ابھی میں فجر کی دو سنتیں پڑھ کر فارغ ہوا ہی تھا کہ صبح کی نماز کی جماعت کے لئے جماعت کی صف بندی شروع ہو گئی۔ مسجد الحرام کا امام امامت کے لیے ایسے آتا ہے کہ جیسے ہمارے ہاں کوئی بڑا آدمی آتا ہے۔ اس کے دونوں جانب سمارٹ یونیفارم میں سپاہی ہوتے ہیں۔ وہ عربی لباس میں ملبوس بڑے پُر وقار طریقے سے امامت کے لئے مصلے پر آتا ہے۔ تکبیر کی صدا بلند ہوتی ہے۔ تکبیر کے اختتام پر امام صاحب عربی زبان میں مقتدین کو کہتے ہیں کہ اپنی صفیں درست کر لیں۔ اِس موقع پر طواف کرنے والے زائرین اپنا طواف موقوف کر لیتے ہیں اور نماز کے لیے صف میں

Marfat.com

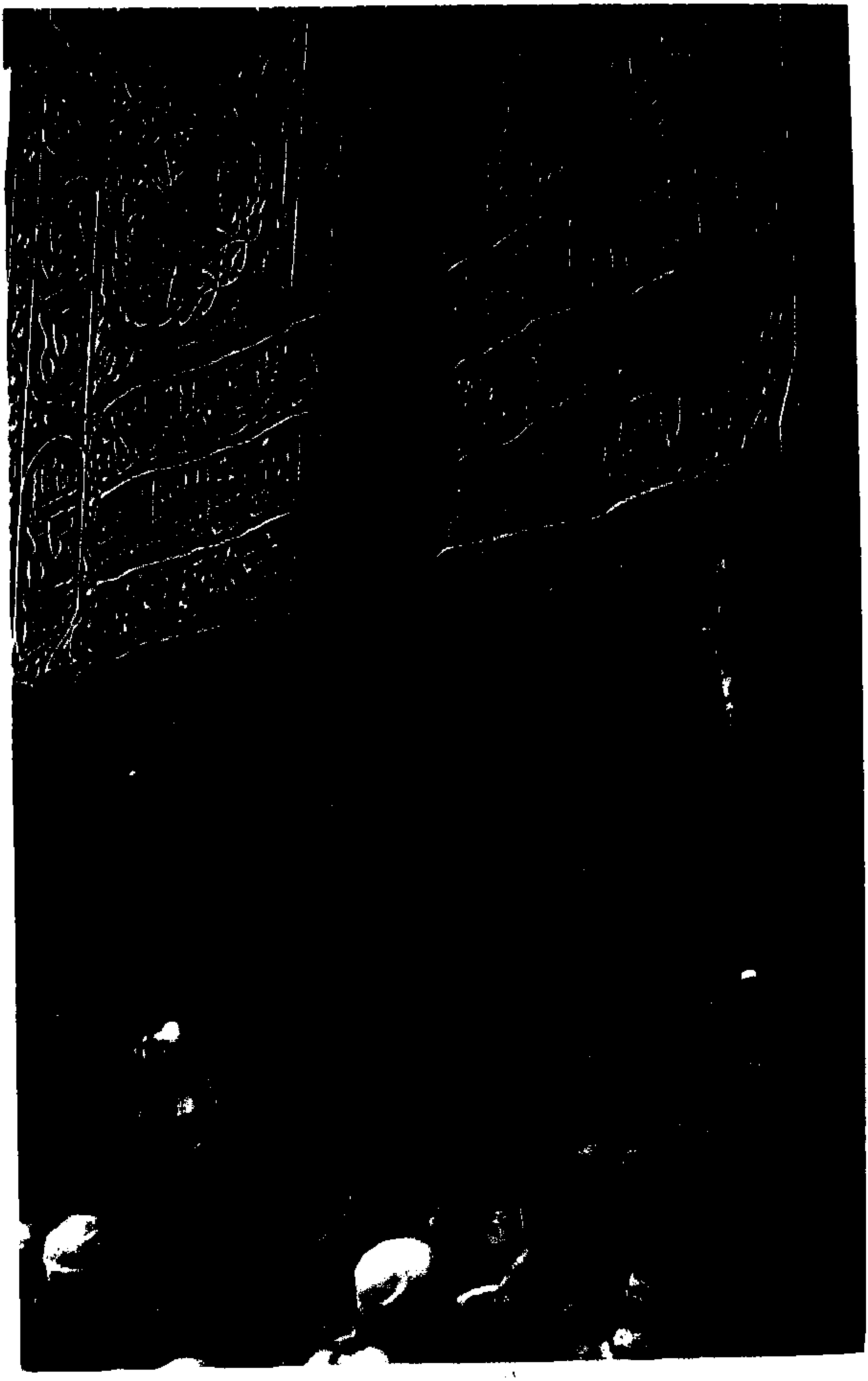

حرم شریف میں مقام ملتزم کا ایک منظر

Marfat.com

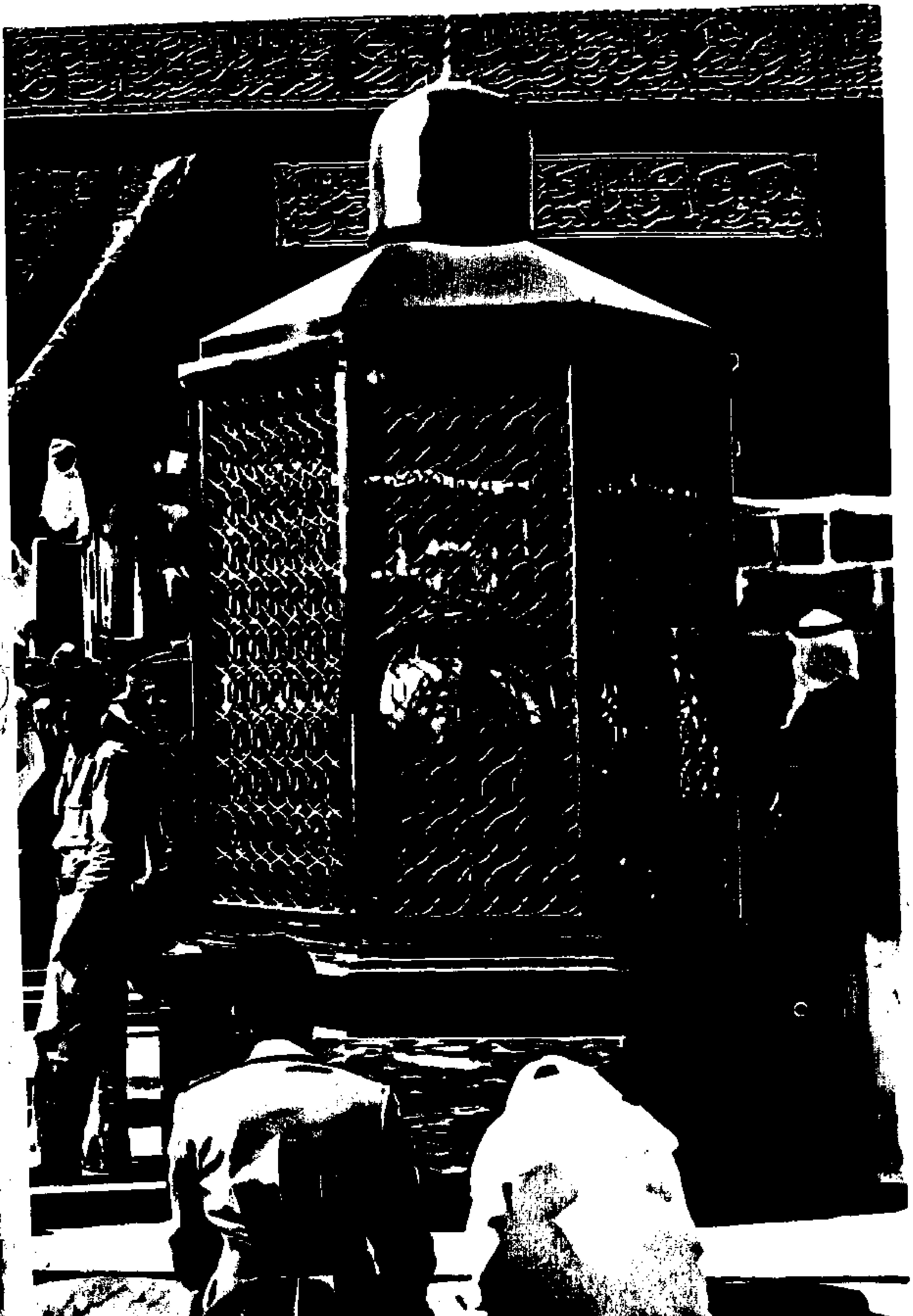

حرم شریف میں مقام ابراہیمؑ

Marfat.com

شامل ہو جاتے ہیں۔ مکمل خاموشی اور سکوت طاری ہو جاتا ہے۔ یہ خاموشی اور یہ سکوت بیت اللہ کے ساتھ ہم آہنگ ہو جاتا ہے۔ بیت اللہ کے اوپر پرواز کرتی ہوئی ابابیلیں بھی نظر آتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی نماز میں شریک ہو رہی ہیں۔ امام صاحب اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھتے ہیں۔ مقتدین بھی نیت باندھ کر دست بستہ بازوؤں کے ساتھ مؤدب کھڑے ہو جاتے ہیں۔ عبدالرحمٰن السدیس کی سحر انگیز آواز میں قرآن پاک کی تلاوت نے ایک رقت آمیز سماں پیدا کر دیا۔ میری آنکھیں اشکبار تھیں۔ اللہ اللہ! یہ کیا تقدس سے بھرا ہوا ماحول ہے۔ یہ ادنیٰ سا بندہ آج کس جگہ پر نماز پڑھ رہا ہے۔ یہ نبیوں، پیغمبروں، صحابہ کرام، اولیاء کرام اور تبع اور تابعین کے مقدس سجدوں کی جگہ ہے۔ آج میری جبین نیاز بھی یہاں پر سربسجود ہے۔ میں کتنا خوش نصیب ہوں۔ یہاں سلام پھیرنے کے بعد ہماری طرح دعا نہیں مانگی جاتی۔ امام اور اس کے بعد پیچھے مقتدی بھی بلند آواز سے آمین پڑھتے ہیں۔ یہاں بلند آواز سے آمین کہنے کا اپنا ایک خوبصورت آہنگ ہے جو مجھے بہت اچھا لگا۔ ہم لوگ آمین بہت دھیمی آواز میں بولتے ہیں جو صرف دل اور زبان تک ہی رہتی ہے۔ کسی زمانے میں یہاں چار مصلے تھے اپنے اپنے مسلک کے مطابق لیکن اللہ تعالیٰ سلطان عبدالعزیز آل سعود کی قبر کو نور سے بھر دے کہ اس نے 1943ھ میں مسجد الحرام سے اس بدعت کو مٹا دیا اور مسلمانوں کو ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ اب تمام مسلمان ایک ہی امام کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں اور مسجد الحرام میں چار مصلوں کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ یہ چار مصلے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسالک سے وابستہ لوگوں نے الگ الگ بنا لئے تھے جو اسلام کی حقیقی روح کے خلاف تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں صحابہ، تابعین، اور تبع تابعین کے پاک زمانوں میں مسجد الحرام میں نماز کے لیے صرف ایک ہی مصلےٰ تھا جہاں صرف ایک ہی امام کے پیچھے سب نماز پڑھتے تھے۔ یہ بات اسلام کس طرح گوارا کر سکتا ہے کہ نماز کے لیے

Marfat.com

مسجد میں چار مصلے ہوں اور چار امام اپنے اپنے مصلے میں کھڑے ہوکر پانچوں وقت کی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھائیں۔ تاہم اب ایسا نہیں ہوتا اور یہ مسلمانوں کی امت واحدہ ہونے کی یہ بہت بڑی مثال ہے۔ یہاں مجھے علامہ اقبال کا یہ شعر بے اختیار یاد آرہا ہے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

نماز فجر کے بعد ہم اشراق کی نماز تک مسجد الحرام ہی میں ٹھہرے رہے۔ پھر اشراق پڑھ کر واپس اپنی رہائش گاہ میں آئے، ناشتہ کیا اور کچھ آرام کیا۔ مکہ میں ہمارا قیام صرف تین دن کا تھا کیونکہ ہماری فلائٹ ابتدائی دنوں میں آ گئی تھی، اس لیے اب یہاں تین دن کے قیام کے بعد ہم نے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہونا تھا۔ ادھر وہاں پر ہم نے آٹھ روز قیام کرنا تھا اور سنت رسول مقبول ﷺ کے مطابق چالیس نمازیں ادا کرنے کے بعد واپس مکہ معظمہ آنا تھا اور پھر مکہ ہی سے حج کے لیے تیاری کرنا تھی۔ چونکہ ہم لوگ حج تمتع کرتے ہیں جس میں پہلے عمرہ کرنا ہوتا ہے جو ہم کر چکے تھے اور پھر مدینہ منورہ سے واپس آ کر بھی عمرہ ادا کرتے ہیں اور احرام کھول دیتے ہیں۔ اس کے بعد حج کے ایام میں حج کی تیاری کی جاتی ہے۔ لہٰذا ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ دو تین دن مکہ معظمہ ہی میں مسجد الحرام میں نمازیں اور بیت اللہ کا کثرت سے طواف کرنے میں صرف کریں۔ اب یہاں ہم نے بیت اللہ کے طواف اور مسجد الحرام میں نمازیں باجماعت ادا کیں اور بیت اللہ کا جی بھر کر دیدار کرتے رہے۔ اِس تمام عمل میں ایسا روحانی کیف و سرور تھا جو بیان و تحریر سے بڑھ کر ہے۔ البتہ یہاں پر تھوڑے سے قیام میں ہم نے مسجد جن، مسجد الرایہ مسجد عمر رضی اللہ عنہ اور مسجد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ مکہ مکرمہ کے نزدیک ہی جبل ابی قبیس ہے جہاں مسجد بلال رضی اللہ عنہ اور مسجد انشقاق القمر ہیں۔ ان کی بھی زیارت کی۔ پہلے جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکان تھا، وہاں مسجد عمر رضی اللہ عنہ بن گئی ہے اور جہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا

Marfat.com

مکان تھا وہاں مسجد ابو بکر رضی اللہ عنہ تعمیر ہو گئی ہے۔ مسجد جن وہ جگہ ہے جہاں حضرت رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ تو جنوں کی ایک جماعت قرآن شریف سن کر مسلمان ہو گئی تھی۔ اِن جنوں کے مسلمان ہونے کا ذکر قرآن مجید میں سورۃ جن میں آیا ہے۔ اب اِس جگہ مسجد بنی ہوئی ہے۔ یہ برلب سڑک ہی ہے۔ ہم مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ بھی گئے۔ جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ کے مشرق کی طرف پہاڑی اور ریتلی زمین میں واقع ہے۔ اِس جگہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور صلحاء کی قبریں بھی ہیں۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف بھی یہاں ہی ہے۔ ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی قبر بھی اِسی قبرستان میں ہے۔ اِس قبرستان میں میں نے بڑی عقیدت سے فاتحہ خوانی کی اور عجیب روحانی کیفیت سے سرشار ہوا۔ اس وقت جنت المعلیٰ میں مزارات قائم تھے حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے مزار کے نقوش تو آج بھی میرے ذہن پر نقش ہیں۔ اب میری خواہش تھی کہ ہم غار ثور، غار حرا کی بھی زیارت کریں لیکن طے یہ پایا کہ اِن دو مقدس جگہوں کی زیارت مدینہ منورہ سے واپس آنے پر کریں گے۔ فی الوقت مکہ مکرمہ اور اِس کے آس پاس کے بازاروں، گلیوں اور دیگر جگہوں سے اپنے قلب ونظر کو منور کر لیں۔ صفا اور مروہ کی طویل گیلری کے پرلی طرف ایک لائبریری ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تھی اس جگہ سے بھی اپنے قلب ونظر کو سرشار کیا۔ ایک خاص بات جو میں نے نوٹ کی وہ وہاں پر صحن کے باہر جہاں لائبریری بھی تھی، گولے کبوتروں کے غول درغول پرواز کرنے اور نیچے اتر کر دانہ دنکا چگنے کا منظر تھا جس صاحب نے مجھے ریال دیئے تھے اُن سے حبشی عورتوں سے باجرہ کے دانے خرید کر میں نے کبوتروں کے آگے پھینک دیئے اور یوں ان کا وعدہ پورا کر دیا۔ مسجد الحرام میں بیت اللہ کی طرف منہ کر کے میں نے اُن لوگوں کے لیے بھی دعائیں مانگیں جنہوں نے مجھے کاغذ پر لکھ کر دعا مانگنے کے لئے کہا تھا۔ ویسے بھی میں نے اپنے

Marfat.com

دوستوں، اعزہ واقارب اور اپنے وطن عزیز کے لیے جی بھر کر دعائیں مانگیں۔ اللہ دعا مانگنے والوں سے خوش ہوتا ہے اور وہ خوش کیوں نہ ہو۔ ہم اس کی تخلیق ہیں اور بہترین تخلیق ہیں۔ اُس نے انسان کو خلافت کا مرتبہ عطا کیا ہے۔ ہم جتنا زیادہ سے زیادہ اللہ رب العزت کے احکام کے مطابق اپنی زندگیوں کو بسر کریں گے وہ اتنا ہی ہم سے خوش اور راضی ہوگا:۔

قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿١٠٨﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾

اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے، ہمیں معاف کر دے، ہم پر رحم کر، تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے۔ (المومنون۔109)

............☆☆............

Marfat.com

ناقابلِ فراموش واقعہ

جب میں حضرت عمرؓ کی مسجد کی زیارت کررہا تھا تو اس وقت مجھے ان کے دورِ خلافت کا ایک ناقابلِ فراموش تاریخی واقعہ یاد آ گیا۔ حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے دورِ خلافت میں حضرت عمروؓ بن عاص مصر کے گورنر تھے، ایک دن مصر کے بہت سے قبطی جو غیر مسلم تھے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اِس سال دریائے نیل میں پانی بہت کم ہو گیا ہے اور ہماری فصلیں تباہ و برباد ہو رہی ہیں۔ پرانے زمانے سے ہم میں یہ رسم چلی آ رہی ہے کہ جب دریا میں پانی کم ہو جائے تو ہم ایک مقررہ تاریخ کو ایک کنواری لڑکی چن لیتے ہیں اور اُس کے والدین کی مرضی سے اس کو نہایت قیمتی زیور اور کپڑے پہنا دیتے ہیں اور دلہن کی طرح سجا دیتے ہیں۔ اس کے بعد اس کنواری دلہن کو دریائے نیل کے سپرد کر دیتے ہیں اِس رسم کو ادا کرنے کے بعد دریا کا پانی چڑھ جاتا ہے اور اِرد گرد کے تمام علاقے سیراب ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم یہ رسم ادا کر لیں۔ حضرت عمرؓ بن عاص نے فرمایا ''یعنی یہ تو بڑی ظالمانہ رسم ہے، مصریوں نے کہا ''جناب! اگر آپ نے ہمیں یہ رسم ادا کرنے کی اجازت نہ دی تو ملک میں قحط پڑ جائے گا اور ہم تباہ ہو جائیں گے''۔ حضرت عمرؓ بن عاص نے انہیں مخاطب ہو کر کہا۔ ''تم لوگ بہت نادان ہو۔ اللہ کے حکم کے بغیر دریا میں پانی ہرگز کم یا زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اسلام ایسی فضول رسموں کو مٹانے کے لیے آیا ہے۔ میں تمہیں ایک بے گناہ لڑکی پر اِس طرح ظلم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتا۔ مصری مایوس ہو کر چلے گے۔ اتفاق سے دریا میں پانی اور بھی کم ہو گیا اور بہت سے لوگ قحط کے خوف سے ترک وطن کرنے

Marfat.com

لگے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص نے یہ سارا واقعہ لکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے خط کا یہ جواب دیا جو جریدہ عالم پر نقش دوام چھوڑ گیا:۔
الحمد للہ! تم نے مصریوں کو بالکل صحیح جواب دیا۔ اسلام واقعی ایسی فضول اور ظالمانہ رسموں کو مٹانے آیا ہے۔ اِس خط کے ساتھ میں ایک اور خط بھیج رہا ہوں، اِسے دریائے نیل میں ڈال دو۔" حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو جب یہ خط ملا تو انہوں نے دوسرے خط کو دریائے نیل میں ڈالنے سے پہلے پڑھا۔ اِس خط کی عبارت یہ تھی:۔

"اللہ کے بندے اور مسلمانوں کے امیر، عمر کی طرف سے مصر کے دریائے نیل کے نام"

"اے نیل! اگر تو اپنے اختیار سے بہہ رہا ہے تو مت بہہ اور اگر تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہہ رہا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے پہلے کی طرح، زیادہ پانی کے ساتھ، جاری کر دے۔"

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص اور اُن کے ساتھی یہ خط دریا میں ڈال کر واپس آگئے۔ اگلی صبح کو جب مصر کے لوگ نیند سے بیدار ہوئے تو انہوں نے اللہ کی قدرت کا عجیب نظارہ دیکھا دریا کا پانی کئی گنا چڑھ گیا تھا اور کناروں سے اچھل کر باہر بہہ رہا تھا اور اِردگرد کے علاقوں کو سیراب کر رہا تھا اِس سے پہلے اتنا زیادہ پانی کبھی نہیں آیا تھا۔ یہ حیرت انگیز نظارہ دیکھ کر مصر کے ہزاروں غیر مسلم قبطی مشرف بہ اسلام ہو گئے اور کسی بے گناہ لڑکی کو دریا میں ڈالنے کی ظالمانہ رسم ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔

مکہ مکرمہ میں آس پاس کے مقدس مقامات کی زیارت کے ساتھ ہمارے اگلے دو روز زیادہ تر مسجد الحرام میں تہجد، نمازِ فجر با جماعت، نمازِ اشراق، نمازِ عصر اور نمازِ مغرب با جماعت اور نمازِ عشاء با جماعت کے علاوہ بیت اللہ کے طواف میں گذرے۔ یہ سارا وقت گویا مسجد الحرام ہی میں گذرا۔ اِسی دوران میں نے مسجد الحرام کی شان و شوکت اور

Marfat.com

بیت اللہ کے جلال و جمال کو اپنی آنکھوں اپنے دل اور اپنی روح میں اترتے محسوس کیا۔ بیت اللہ حرم شریف کے وسط میں پروقار خاموش جلال و جمال کے ساتھ سیاہ طلسمی غلاف اوڑھے اپنے مقفل طلائی دروازہ، حجر اسود کے نور اور حطیم کو اپنے آغوش میں لئے نقطہ پر کارِ حق بنا ایستادہ ہے۔ اللہ کا یہ گھر جیومیٹریکلی، نہایت متناسب خوبصورت مکعب نما صورت میں بنا ہوا ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ اوپر چھت پر ایک طلائی پرنالہ نظر آتا ہے جسے میزاب رحمت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جب بارش ہوتی ہے تو باران رحمت کا پانی اُسی پرنالہ سے نیچے حطیم میں گرتا ہے۔ بیت اللہ کی چھت ننگی ہے سیاہ طلسمی غلاف صرف چاروں طرف سے بیت اللہ کی دیواروں کو مستور کرتا ہے، غلاف کے اندر استر سفید کپڑے کا ہے۔ غلاف کو دروازے سے ہٹا دیا جاتا ہے تاکہ طلائی دروازہ نظر آئے۔ زائرین جو خوش نصیب ہوتے ہیں اِس بارانِ رحمت سے فیض یاب ہوتے ہیں اور اپنے قلب و روح کو مطہر کرتے ہیں۔ مسجد الحرام کی عمارت ایک پیالہ کی صورت مکہ مکرمہ کی نچلی سطح پر واقع ہے اِس کے اِردگرد سیاہ چٹیل چٹانیں ہیں اب اِن چٹانوں پر بڑی بڑی عمارتیں بنی ہوئی ہیں بیت اللہ یا خانہ کعبہ اللہ کا گھر ہے اور اسکے اِردگرد کے تمام احاطہ کو مسجد الحرام کہتے ہیں۔

لہٰذا بیت اللہ اور مسجد الحرام کا فرق واضح ہے۔ تمام نمازی بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ یوں یہاں صفیں دائرے کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور یہ خوبصورت صفیں اپنے اندر بلا کا حسن رکھتی ہیں۔ امام صاحب کا مصلےٰ کبھی حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان اور کبھی بیت اللہ کے طلائی دروازے کے سامنے ہوتا ہے۔ مسجد الحرام کا صحن بہت کشادہ ہے اوپر آسمان دن میں کبھی کبھی صاف نیلا نظر آتا ہے اور کبھی چند ایک بدلیوں کے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔ مسجد الحرام کا فرش سفید سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے جو دوپہر کی شدید گرمی میں بھی گرم نہیں ہوتا اور زائرین نہایت سکون کے ساتھ ننگے پاؤں طواف

Marfat.com

کرتے ہیں۔ طواف کرنے کی جگہ کو مطاف کہتے ہیں۔ مسجد الحرام کے چاروں طرف گیلری جسے ہم راہداری کہتے ہیں، بنی ہوئی ہے یہ مسقف ہے یعنی چھتی ہوئی ہے اور تین منزلہ ہے۔ زائرین کی سہولت کے لیے اسکیلٹر ز بنے ہوئے ہیں جو حضرات سیڑھیوں سے اوپر کی منزل تک نہیں جا سکتے وہ ان اسکیلٹر ز کے ذریعہ اوپر کی منزلوں تک بہ آسانی جا سکتے ہیں۔ اوپر راہداریوں میں سیلنگ فینز (پنکھے) لگے ہوئے ہیں۔ زمینی راہداریوں میں بعض جگہیں ائیر کنڈیشنڈ ہیں اور بعض جگہوں پر سیلنگ فینز لگے ہوئے ہیں ان راہداریوں کے باہر کا علاقہ یہ احاطہ بھی سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ جب نمازیوں کا جمعے کے دن ہجوم زیادہ ہو جاتا ہے تو مسجد الحرام کے اندر، راہداریوں میں اور باہر کے تمام علاقے میں نماز ادا کی جاتی ہے۔ یہاں لاؤڈ سپیکرز کا نظام نہایت عمدہ ہے۔ امام صاحب کی تلاوت کی آواز صاف سنائی دیتی ہے۔ بجلی کا نظام کبھی درہم برہم نہیں ہوتا۔ جمعہ کے دن تو مسجد الحرام کے باہر کے احاطہ میں بھی جگہ نہیں ہوتی اور نمازی سڑکوں تک اپنے مصلے بچھا کر جماعت میں شریک ہو جاتے ہیں۔ مسجد الحرام کے باہر غسل خانوں کا بہت عمدہ نظام ہے۔ سینکڑوں نمازی بیک وقت انہیں استعمال کرتے ہیں۔ بیت الخلا وضو کرنے کی جگہ اور غسل کرنے کے لئے جدید طرز کے بنے ہوئے ہیں۔ صفائی کرنے والے کارندے ہمہ وقت صفائی کرنے میں مصروف رہتے ہیں اس لئے یہاں گندگی نظر نہیں آتی۔ ہر سال ضرورت کے تحت یہاں بھی تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔

مسجد الحرام کے کسی گوشہ میں بیٹھ کر بیت اللہ کے گرد طواف کرتے ہوئے زائرین کو دیکھتا ہوں تو عجیب اور حیران کن منظر میرے سامنے ہوتا ہے۔ اینٹی کلاک وائز چکر لگانے کا منظر آسمان کی کہکشاؤں کا منظر پیش کرتا ہے۔ آسمانی کہکشائیں بھی گردش میں ہیں وہ بھی اینٹی کلاک وائز گھوم رہی ہیں۔ حطیم میں لوگوں کا نوافل پڑھنے کا ذوق و شوق بھی دیدنی ہوتا ہے۔ ہر زائر کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ جلد از جلد حطیم میں داخل ہو اور

Marfat.com

دونفل ادا کرے۔ یہاں زیادہ دیر تک آپ بیٹھ نہیں سکتے کیونکہ نمازیوں کا تانتا بندھا ہوتا ہے۔ اپنے ہاتھوں، بازوؤں اور سینوں کو لگائے دعائیں کرتے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور بیضوی شکل میں مستور کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ ان زائرین کو نظم وضبط میں لانے کے لیے ایک شُرطہ یعنی سپاہی بھی ایک مضبوط رسے کو مقام حجر اسود کے دائیں جانب مقاملتزم کی طرف کھڑا ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود عشق ومستی میں سرشار یہ زائرین تمام نظم ونسق کو توڑ دیتے ہیں۔ ویسے بھی حجر اسود کے سامنے والی لکیر پر استلام کرنے کی وجہ سے زائرین کو یہاں کچھ توقف کرنا پڑتا ہے۔ یہاں مجھے رسول اکرم ﷺ کا حجر اسود کو ایک مرتبہ بوسہ دینے کا واقعہ یاد آ گیا۔

''حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کی طرف منہ کر کے اپنے لب مبارک اس پر رکھ دیئے اور دیر تک روتے رہے۔ پھر جب آپ نے منہ اٹھا کر دیکھا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی وہاں کھڑے رو رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ عمر رضی اللہ عنہ! اس مقام پر آنسو بہانے چاہئیں''۔ (ابن ماجہ)

حضور ﷺ کا حجر اسود پر اپنے دونوں ہونٹوں کو رکھ کر بوسہ دینا، یا ہاتھ کو اس پر رکھ کر ہاتھ کو چومنا یا ہاتھ کو دور سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اسے چومنا یا ہجوم کے وقت چھڑی سے چھو کر چھڑی کو چوم لینا سب ہی صورتیں احادیث سے ثابت ہوتی ہیں۔ یہ سب اسلام کی صورتیں ہیں۔ معذور زائرین کو چار حبشی پالکی میں بٹھا کر بیت اللہ کا طواف کراتے ہیں یہ حبشی بڑے تیز چلتے ہیں اور دیگر طواف کرنے والوں کے لئے بڑی تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ بعض لوگ اپنے معذور اعزہ واقارب کو وہیل چیرز (wheel chairs) پر بٹھا کر طواف کراتے ہیں۔ رات کا منظر نہایت دلکش اور پرنور رہوتا ہے۔ تمام مسجد الحرام بجلی کی روشنیوں سے جگمگا اٹھتی ہے اوپر کھلے آسمان پر تاروں اور چاند کا منظر اپنا حسن بکھیرتا ہے اور ان سب سے بڑھ کر بیت اللہ کے نور کی کرنیں قلب وروح میں اترتی

Marfat.com

معلوم ہوتی ہیں۔ میرا ذہن کچھ دیر کے لئے ماضی کے ہزاروں برس پہلے کے زمانے میں چلا جاتا ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسمعیل علیہ السلام کی وصیت میں بیت اللہ کی تعمیر اللہ کے حکم سے کی تھی تو انہوں نے حیرت و تجسس سے کہا تھا اے میرے اللہ! اِس ویران وادی میں جو چٹیل پہاڑوں میں گھری ہے اِس گھر کی طرف کون آئے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''کہ تمہارا کام صرف لوگوں کو اِس گھر کی طرف آنے کے لیے بُلانا ہے، انہیں اِس گھر کے طواف کرنے کے لئے بھیجنا ہمارا کام ہے''۔ اللہ اللہ! کیا شان ہے اللہ رب العزت کی کہ ہزاروں سال سے اکنافِ عالم سے لوگ کشاں کشاں اِسی اُلوہی گھر کے طواف کے لیے پیادہ اور سواریوں میں چلے آتے ہیں۔ اُس مقناطیسی اُلوہی گھر میں بلا کی روحانی کشش ہے کہ لوگ لبیک لبیک کی صدائیں بلند کرتے اِس طرف چلے آتے ہیں اپنے تڑپتے دل، بے چین روح اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ۔ دنیا کا کون سا پھل یا کون سی خوراک ہے جو یہاں میسر نہیں۔ یہاں کھانے پینے کی ہر چیز بہ افراط موجود ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی جگہ نہیں جو اِس کی نظیر پیش کر سکے۔ دنیا میں کوئی ایسا اور کوئی مقام نہیں جہاں ہر سال اتنی تعداد میں، جو لاکھوں لوگوں پر مشتمل ہو جو ایک ہی لباس میں ملبوس ہوں جو ایک ہی طرح کے مذہبی مناسک ادا کر رہے ہوں جو ایک ہی امام کے پیچھے نماز ادا کر رہے ہوں جہاں رنگ و نسل، زبان و لباس کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ یہ روح پرور بے مثال منظر اسلام کی حقانیت، اللہ کی وحدانیت اور آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حتمی مرتبت نبی ہونے کا سچا اور روشن ثبوت ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ حج کے عالمی اجتماع کے علی الرغم سارا سال ہی لوگوں کے کارواں در کارواں اِس الوہی گھر کے طواف کے لیے چلے آتے ہیں اور یہاں لوگ کیوں نہ آئیں یہی تو روئے زمین پر ایسا مقدس ترین گھر ہے جہاں امن ہی امن ہے، جہاں تحفظ ہی تحفظ ہے، جہاں سکون ہی سکون ہے، جہاں عافیت ہی عافیت ہے، اور جہاں سلامتی ہی سلامتی ہے۔

Marfat.com

مکہ مکرمہ کے شرعی مقدس مقامات میں سب سے بڑھ کر اہمیت مسجد الحرام کو حاصل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''مسجد الحرام میں ایک نماز پڑھنا ایک لاکھ نماز کا ثواب رکھتا ہے، (مشکوۃ) اِس سے ظاہر ہے کہ روئے زمین پر کوئی اور مسجد اِس سے زیادہ فضیلت اور مرتبت والی نہیں ہے۔ سب سے پہلا گھر جو اللہ رب العزت کی عبادت گاہ بنایا گیا ہے، وہ یہی مسجد ہے۔ اِسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

''جو کوئی اِس گھر میں الحاد اور ظلم کا اِرادہ کرے گا، ہم اس کو دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔''

بیت اللہ شریف مسجد الحرام کے اندر وسط میں واقع ہے۔ یہ روئے زمین کے مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ اُسکی سطح زمین سے کافی اونچی ہے۔ کعبہ شریف کے مشرق کی طرف طلائی دروازہ جسے عام طور پر ایام تشریق میں کھولا جاتا ہے۔ کعبہ شریف کے چار رکن ہیں، پہلا عراقی ہے جو شمال کی طرف ہے، دوسرا رکن شامی ہے جو مغرب کی طرف ہے تیسرا رکن یمانی ہے جو جنوب کی طرف ہوتا ہے اور چوتھا رکن اسود ہے جو مشرق کی طرف ہے۔ بیت اللہ شریف کا غلاف سیاہ رنگ کا ریشمی ہوتا ہے۔ جس پر ''اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ'' اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سنہری مصری رسم الخط میں کڑھا ہوا ہوتا ہے کئی اور آیات حج کے بارے بھی درج ہوتی ہیں۔ یہ غلاف ہر سال عید الاضحیٰ کو صبح کے وقت تبدیل کیا جاتا ہے۔

میں طبعاً سیلانی مزاج ہوں۔ جی چاہا کہ مکہ مکرمہ کے مشہور محلوں کا جائزہ بھی لے لوں۔ مکہ کے تمام محلے پہاڑیوں پر ہی ہیں۔ حیرت تو مجھے اِس بات پر ہوئی کہ شامی محل جو مسجد الحرام کے جنوب مشرق کی طرف بنا کھڑا ہے اسکی بلندی مسجد الحرام سے کہیں زیادہ ہے۔ لیکن اِس کا کیا کیجئے یہاں تو بڑے بڑے ہوٹل جہاں حجاج کرام ٹھہرتے ہیں،

Marfat.com

کئی کئی منزلہ ہیں۔ یوں مسجد الحرام تمام آس پاس کی ان بلڈنگوں سے بہت نیچے سطح زمین پر واقع ہے اور بیت اللہ چاروں طرف سے گھری راہداریوں کی وجہ سے باہر سے نظر نہیں آتا۔ جن محلوں سے تھوڑی بہت واقفیت ہوتی اُن میں اشامیہ، شعبِ بنی عامر، مِسفلہ (یہاں تو ہم نے قیام ہی کیا تھا)، الجیاد، القرارہ، جرول وغیرہ شامل ہیں۔ سب پرانے محلے ہیں۔ عزیزیہ بالکل نیا محلہ ہے اور نہایت خوبصورت ہے۔ جن بازاروں کا جائزہ لیا اُن میں باب السلام، شارع الجیاد، شارع امیر فیصل وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں کا ایک چھوٹا بازار تو بہت ہی مشہور ہے جہاں ہر چیز دستیاب ہے غیر ملکی سامان یہاں کثرت سے فروخت ہوتا ہے۔ بجلی کا جدید سامان، اعلیٰ انگلش، جاپانی اور چینی سامان مناسب قیمت پر یہاں سے خریدا جا سکتا ہے۔ کراکری کا سامان اور کورین کمبل زائرین کرام یہاں کثرت سے خریدتے ہیں۔

تین روز کے بعد معلم کی طرف سے ہمیں مطلع کیا گیا کہ فلاں دِن شام کو مدینہ کے لئے جانا ہے لہٰذا ہم تیار رہیں۔ یہ خبر سنتے ہی میں کوئی سرشار ہو گیا۔ دل گنبد خضرا کی زیارت کے لئے بیتاب ہو گیا۔ وہیں پر درود شریف کا ورد جاری ہو گیا۔ ''میرے مولا بلا لو مدینے مجھے'' کی صدا میرے کانوں میں گونجنے لگی۔

............☆☆............

Marfat.com

باب سوم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

(الانبیاء ـ ۱۰۷)

Marfat.com

سوئے مدینہ منورہ

معلم کی ہدایت کے مطابق اگلے روز مغرب سے ذرا پہلے ہماری بلڈنگ کے باہر مدینہ منورہ جانے کے لئے بس تیار کھڑی تھی۔ ہم نے اپنا اپنا بیگ اٹھایا اور بس کے نیچے بنے ہوئے حصہ میں رکھوادیا۔ اس سامان میں ہم نے اپنے احرام کی دو چادریں بھی رکھ لی تھیں۔ کیونکہ وہاں آٹھ روز قیام کے بعد ہم نے دوبارہ پھر مکہ آنا تھا اور عمرہ ادا کرنا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہماری بس اور دیگر بسیں مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئیں۔ اس وقت مجھے شیخ سعدیؒ کے یہ نعتیہ اشعار یاد آرہے تھے جو میرے لب پر آگئے:

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

ان اشعار کے ساتھ ہی حکیم الامت علامہ اقبالؒ کے نعتیہ کلام کے مشہور زمانہ یہ اشعار میری روح کو تر وتازہ کرنے لگے:

وہ دانائے سُبل ختم الرسل مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہِ عشق مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں، وہی یٰسین وہی طٰہٰ

Marfat.com

مجھے علامہ اقبالؒ سے بچپن ہی سے عشق رہا ہے۔ اُن کے اندر عشق رسول مقبول ﷺ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اقبالؒ ہی ایسے بے مثال اشعار کہہ سکتے تھے۔

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب!
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب!
شوکت سنجر و سلیم، تیرے جلال کی نمود!
فقر جنیدؒ و بایزیدؒ، تیرا جمال بے نقاب!
شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب! میرا سجود بھی حجاب!
تیری نگاہ ناز نے دونوں مراد پا گئے
عقل، غیاب و جستجو! عشق حضور و اضطراب!

جب ہم پاکستان سے سوئے مکہ روانہ ہوئے تھے، ہماری زبان پر لبیک لبیک کا ورد تھا جسے عرف عام میں زائرین کا ترانہ بھی کہتے ہیں۔ اب زائرین کے لبوں پر درود شریف کا ورد تھا اور درود شریف کا ورد کیوں نہ ہوا نہی کے لیے تو یہ کائنات وجود میں آئی، وہی تو سردار الانبیا ہیں، وہی تو نگاہِ عشق و مستی میں اول آخر ہیں، انہی کے بارے میں تو ارشاد الٰہی ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

''اللہ تعالیٰ اور فرشتے نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں،
اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجو۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت محمد ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

''اور ہم نے آپ کو سب جہانوں کے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے''۔ میں تمام

Marfat.com

راستے حضور انور ﷺ کی ذاتِ اقدس پر درود و سلام بھیجتا رہا۔ کبھی درودِ ابراہیمی کا ورد کرتا، کبھی سعدیؒ و اقبالؒ کا نعتیہ کلام وردِ زبان ہوتا۔ کبھی اپنی کم مائیگی اور فروتنی کا احساس ہوتا تو سر ندامت سے جھک جاتا۔ میں بس میں کھڑکی والی سائیڈ کی طرف بیٹھا ہوا تھا۔ میری اہلیہ خورشید بھی خاموش، تسبیح ہاتھ میں لیے درود شریف پڑھ رہی تھی۔ بس میں بیٹھے تمام زائرین بھی اپنے ہاتھوں میں تسبیحیں لیے مسلسل درود و سلام کا ورد کر رہے تھے۔ بس میں خاموشی و سکوت طاری تھا بس کی گھوں گھوں اس سکوت کو توڑ رہی تھی۔ باہر تاریکی چھائی ہوئی تھی سڑک کے دائیں بائیں ریتلی زمین تھی اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چٹیل سیاہ پہاڑیوں کا سلسلہ آ جاتا۔ کچھ لوگ اونگھ رہے تھے۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ بس میں بیٹھا کوئی بھی شخص سگریٹ نہیں پی رہا تھا۔ بس ایرکنڈیشنڈ تھی اور سیٹیں نہایت آرام دہ تھیں یہ دورویہ سڑک تھی، دوسری سڑک پر کچھ بسیں مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جا رہی تھیں اور ہماری بس اسی سڑک پر مدینہ منورہ کی طرف رواں دواں تھی۔ جب چڑھائی آتی تو بس کی رفتار کم ہو جاتی۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا فاصلہ تقریباً 472 کلومیٹر ہے جو خاصا طویل ہے۔

استنبول: کوئی ڈیڑھ گھنٹہ کی مسافت طے کرنے کے بعد بائیں جانب سڑک کے کنارے سے ہٹ کر ایک ریستوران کے سامنے ہماری بس رک گئی۔ ایک دو بسیں اور بھی کھڑی تھیں۔ سرخ نیون لائٹ میں ایک بڑے بورڈ پر جلی حروف میں ''استنبول'' لکھا ہوا تھا۔ یہ اِس ریستوران کا نام تھا اور رات کی تاریکی میں ایک طلسماتی الف لیلوی ماحول کا سماں پیش کر رہا تھا۔ یہاں ہم نے پہلے تو مغرب کی نماز جو قضا ہو گئی تھی وہ پڑھی پھر عشاء کی نماز ادا کی۔ اِس ریستوران میں ہمارے پاکستانی ڈرائیوروں کی طرح ڈرائیور حضرات کھانا بھی کھاتے ہیں۔ ہم نے نماز مغرب و عشاء پڑھنے کے بعد کھانا کھایا۔ کھانا ویسا ہی تھا جیسے عام طور پر سڑک کنارے آباد ہوٹلوں میں دستیاب ہوتا ہے تاہم یہاں چکن روسٹ، دال اور سبزی وغیرہ پر مشتمل کھانا میسر تھا۔ سفر میں بھوک تو لگتی ہے مگر کھانا

Marfat.com

کھایانہیں جاتا۔ نان اور تندوری روٹی عمدہ تھی۔ باہر کھڑی بسیں کچھ ایک جیسی ہی ہوتی ہیں لہٰذا ہم نے احتیاط کے طور پر بس نمبر نوٹ کر لیا تھا۔ کوئی پینتالیس منٹ کے بعد ڈرائیور نے بس کا ہارن بجانا شروع کر دیا کہ زائرین کرام بس میں سوار ہو جائیں۔ بس میں سواریاں بیٹھنے کے بعد بس کنڈکٹر تمام سواریوں کی گنتی کرتا ہے اور اگر کوئی سواری کم ہوتی ہے تو اس کا انتظار کرتا ہے۔ یوں تمام تعداد پوری ہونے پر بس سوئے مدینہ دوڑنے لگی۔

............☆☆............

Marfat.com

روضہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت

رات کا کھانا کھانے کے بعد نیند کا آنا فطری امر ہے اب تقریباً تمام زائرین ہی نیند کی گود میں اونگھ رہے تھے۔ کچھ دیر کے لیے میری بھی آنکھ لگ گئی۔ ساڑھے تین بجے کے قریب ہم مدینہ کی مقدس سرزمین پر پہنچ چکے تھے۔ شہر مدینہ سے ذرا پہلے چیک پوسٹ پر ہماری بس ایک موڑ کے سامنے رک گئی اور بھی بسیں وہاں کچھ دیر کیلئے ٹھہرتی ہیں۔ بس ڈرائیور ہمارے پاسپورٹ لے کر وہاں اندراج کراتے ہیں اور آدھ گھنٹے کے بعد بس شہر مدینہ میں داخل ہو رہی تھی۔ دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی اور درود شریف کا ورد زبان پر جاری تھا۔ ہم نے مدینہ منورہ میں ٹھہرنے کا انتظام پاکستان ہاؤس میں کرایا تھا۔ لہٰذا ہم تو پاکستان ہاؤس میں قیام پذیر ہو گئے۔ ایک کمرے میں، میں اور میری اہلیہ نے قیام کیا۔ دوسرے دو کمروں میں مسٹر بٹ اور مسز بٹ نے اور تیسرے میں چوہدری عبدالعزیز عاجز اور اُنکی اہلیہ نے۔ یہ کمرے نہایت عمدہ تھے اور ہر ایک کمرے کے ساتھ اٹیچڈ باتھ روم تھے اور اِن کا کرایہ بھی بڑے ہوٹلوں کی نسبت مناسب تھا۔ آسمان پر آفتاب طلوع ہو چکا تھا۔ پہلے غسل کیا اور پھر ناشتہ کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پاکستان ہاؤس کی منی بس میں ہی سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ آج میرے دل کی وہ آرزو پوری ہو رہی تھی جس کے لیے میں بچپن سے پوری ہونے کی دعا کیا کرتا تھا۔ دور سے گنبد خضریٰ پر نظر پڑی۔ لب پر درود شریف جاری اور دل و دماغ جذبات سے موجزن تھے۔ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پُرنور نبی مکرم و محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت تصور اور دل کی آنکھوں سے کیا کرتا تھا آج سر کی آنکھوں سے کروں گا۔ آج جمعۃ المبارک کا دن تھا اور غالباً 9 بجے کا وقت

Marfat.com

تھا۔ مسجد نبوی ﷺ میں خواتین کے اندر جانے اور نماز پڑھنے کے لیے علیحدہ جگہ ہے جبکہ مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام میں ایسا نہیں ہے وہاں مرد اور خواتین حرم شریف میں اندر جانے کے لیے علیحدہ راستے نہیں البتہ اُن سے علیحدہ بائیں طرف نماز پڑھنے کا حصہ ہے، طوافِ کعبہ مرد اور خواتین اکٹھے ہی کرتی ہیں۔ یہاں طواف میں ایسی کوئی پابندی نہیں۔اسی لئے خواتین کے ساتھ ہمارے مسلک میں محرم کا ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ مسجد نبوی ﷺ میں مسز بٹ، مسز چوہدری اور میری اہلیہ اکٹھی خواتین کے لئے مختص کئے ہوئے راستے اور جگہوں پر نماز کے لئے چلی گئیں اور ہم نے انہیں تاکید کر دی کہ نمازِ جمعہ سے فارغ ہو کر وہ ایک مخصوص پوائنٹ پر آجائیں جہاں سے ہم اکٹھے پاکستان ہاؤس کی منی بس میں سوار ہو کر پاکستان ہاؤس چلے جائیں گے۔ باہر مسجد نبوی ﷺ کا صحن نہایت کشادہ اور سنگِ مرمر کا بنا ہوا تھا۔ ہم باب السلام سے مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوئے اور میری زباں پر جہاں درود شریف کا ورد جاری تھا وہیں یہ اشعار بھی میرے لبوں پر آگئے:۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ ﷺ پر لاکھوں درود اور سلام کروڑوں سلام ہوں! چونکہ آج جمعۃ المبارک کا دن تھا لہٰذا میں نے باب السلام سے داخل ہوتے ہوئے پہلے تو یہ دعا پڑھی کہ ''اے اللہ! میری بخشش فرما اور مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے''۔ میں اپنے چپل ایک مخصوص خانے میں رکھ چکا تھا۔ دعا سے پہلے مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر رکھا اور پھر بایاں پاؤں درود شریف کا ورد کرتے ہوئے روضہ حضور ﷺ پر حاضری

Marfat.com

دینے کے لیے مواجہ شریف کا رخ کیا۔ مواجہ شریف روضۃ النبی ﷺ کے اس حصہ کا نام ہے جس کی سنہری جالیوں میں تین گول سوراخ ہیں جن کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پیش کیا جاتا ہے۔ بڑا گول سوراخ حضور اکرم ﷺ کی آرام گاہ کے سامنے کا ہے دوسرے دونوں سوراخ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مزارات کے سامنے ہیں۔ سب سے پہلے بعد ادب واحترام یہ کلمات ادا کئے:۔

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ

بعد ازاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام پیش کئے۔ اُن کی آرام گاہوں کو دو چھوٹے سوراخ یکے بعد دیگرے نشان زدہ کر رہے ہیں۔ بڑے سوراخ سے ذرا دائیں جانب ہٹ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مندرجہ ذیل سلام عرض کیا:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ نَا اَبَا بَکْرِ صِدِّیْق رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سلام عقیدت پیش کرنے کے بعد ذرا دائیں طرف سرک کر دوسرے چھوٹے گول سوراخ کے سامنے آ کر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس طرح سلام عرض کیا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ نَا عُمَرَ فَارُوْق رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ

حضور اکرم ﷺ پر دوبار درود شریف (درود ابراہیمی) پڑھا اور واپس آ کر

Marfat.com

دوسری صف میں نفل ادا کیے۔ یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ مواجہ شریف کے پاس دو شرطے (سپاہی) کھڑے ہوتے ہیں جو زائرین کو مواجہ شریف کی جالیوں کے قریب نہیں آنے دیتے کیونکہ اِن زائرین کی جالیوں کو چھونے اور چومنے کی خواہش ہوتی ہے اور وہ اِس سے منع کرتے ہیں وہ سامنے کھڑا ہو کر دیر تک درود وسلام پڑھنے کو بھی گوارا نہیں کرتے۔ روضہ اقدس ﷺ کے سامنے ایک دو لمبے لکڑی کے بنچ بھی رکھے ہوئے ہیں تاکہ زائرین اور روضہ اقدس کے درمیان فاصلہ برقرار رہے اور زائرین قریب آ کر جالیوں کو چھونے کی کوشش نہ کریں۔ روضہ اقدس کے سامنے زائرین کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ آگے باب جبرائیل ہے جہاں سے زائرین باہر نکلتے ہیں۔ روضہ اقدس ﷺ کے اُوپر سبز گنبد ہے جو دور سے اپنی نورانی کرنیں بکھیرتا نظر آتا ہے۔ جس جگہ رسول ﷺ کی قبر پاک ہے یہ پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ یعنی مکان ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ کے ساتھ اِسی حجرہ مبارک میں رہتے تھے۔ حضور ﷺ کی وفات بھی اِسی حجرہ میں ہوئی تھی۔ چونکہ نبی کا جس جگہ انتقال ہوتا ہے وہ وہیں دفن ہوتا ہے اِس لیے حضور ﷺ حجرہ عائشہ صدیقہ ہی میں دفن کیے گئے۔

جمعۃ المبارک کے دن کی وجہ سے نمازیوں کا اجتماع اتنا کثرت سے تھا کہ نہ صرف مسجد کا اندرونی حصہ مکمل طور پر بھر گیا تھا بلکہ باہر دور دور تک نمازی ہی نمازی نظر آ رہے تھے۔ مسجد نبوی ﷺ کا بیرونی صحن بھی سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ ریاض الجنۃ حجرہ مبارک اور منبر رسول ﷺ کے درمیان کا حصہ ہے اِس مقام کی نسبت حدیث شریف میں آیا ہے ''جو جگہ میرے گھر اور منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے''۔ اِسی ریاض الجنۃ حجرہ میں حضور سرور کونین ﷺ کا مصلیٰ بھی ہے۔ جہاں

Marfat.com

آپ ﷺ کھڑے ہو کر امامت فرمایا کرتے تھے۔ یہاں پر مختلف ستون ہیں جن میں ستونِ حنانہ، ستونِ عائشہ، ستونِ توبہ، ستونِ سریر، ستونِ حرس، ستونِ وفود، ستونِ جبرائیل شامل ہیں۔ علاوہ ازیں جن مقامات پر ریاض الجنہ ہیں زائرین خصوصیت کے ساتھ نمازیں ادا کرنے کے لیے بے چین ہوتے ہیں۔ اُن میں محراب تہجد، منبر شریف، چبوترہ اصحابِ صفہ، حجرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مقامِ وحی قابلِ ذکر ہیں۔ ویسے تو تمام حرم شریف اللہ کی رحمتوں سے معمور ہیں۔ یہاں ہر جگہ مقدس ہے اور ہر مقام پر نور ہے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد مصلیٰ رسول ﷺ جیسی متبرک جگہ کی تعظیم کو برقرار رکھنے کی غرض سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ سوائے قدم مبارک کی جگہ چھوڑ کر باقی جگہ پر دیوار بنوادی تھی تا کہ آپ ﷺ کے سجدہ کی جگہ لوگوں کے قدموں میں نہ آئے۔ یہ صورت اب بھی برقرار ہے۔

نماز جمعہ کے لیے امام صاحب محترم اسی باوقار طریقہ سے محراب کے عقبی کمرے سے دو خوبصورت خاکی وردی میں نوجوان سپاہیوں کے جلو میں مصلیٰ پر تشریف لائے جس طرح مسجد الحرام امام خانہ کعبہ تشریف لاتے ہیں۔ اذان کی صدا بلند ہوئی۔ موذن نے اذان عقبی چبوترے سے اسی جگہ پر دی جہاں حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیا کرتے تھے۔ عربی لب ولہجہ میں اذان کا لطف ہی کچھ اور ہے ہر لفظ روح میں اترتا ہوا محسوس ہوا۔ اذان کے بعد امام مسجد نبوی ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا جو عربی زبان میں تھا لیکن عربی نہ جاننے کے باوجود عربی کے الفاظِ مقدس اور اُن کا آہنگ اپنے پورے معانی کے ساتھ قلب وروح میں اتر رہا تھا۔ امام مسجد نبوی ﷺ کا رنگ سیاہی مائل تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ افریقی نسل عربی تھے۔ مگر اُن کے الفاظ کی حسنِ ادئیگی اور آواز کی کھنک بہت ہی دلآویز تھی۔ بس جی یہی چاہتا تھا کہ وہ تقریر کرتے رہیں اور ہم ہمہ تن گوش سنتے رہیں۔ خطبہ کے اختتام پر

Marfat.com

صف بندی ہوئی اور تکبیر کے بعد امام صاحب نے عربی زبان میں صف بندی کی درستی کے لیے کہا اور اللہ اکبر کے بعد نماز کا آغاز ہوا۔ امام صاحب کی قرأت نہایت روح پرور تھی جو میرے قلب وروح میں اتر رہی تھی۔ میں کتنا خوش نصیب تھا کہ آج اللہ رب العزت نے مجھے وہاں نماز ادا کرنے کی سعادت بخشی جہاں حضور اکرم ﷺ امامت فرماتے تھے اور اُن کے پیچھلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز پڑھتے میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مجھے یہ عظیم سعادت نصیب ہو گی۔ میں اپنے آپ کو دنیا کے خوش نصیب ترین لوگوں میں شمار کر رہا تھا۔ یہ میری مسجد نبوی ﷺ میں پہلی باجماعت جمعہ کی نماز تھی۔ نماز کے بعد ہم لوگ واپس اپنی رہائش گاہ میں آ گئے۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد کچھ دیر آرام کیا اور پھر غسل کرنے کے بعد نماز عصر پڑھنے کے لئے مسجد نبوی میں آئے۔ عصر کی نماز کے بعد پھر مسجد نبوی ﷺ میں گئے اور وہاں نماز مغرب ادا کرنے کے بعد مسجد ہی میں اعتکاف میں بیٹھ گئے۔ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد واپس پاکستان ہاؤس میں اپنے کمرے میں آ گئے اور وہیں کھانا منگوا کر تناول کیا۔ یہاں میں عرض کرتا چلوں عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں سے پہلے میں مواجہ شریف کے سامنے درود وسلام پیش کرتا رہا اور حضرت شیخین کو بھی ایسے ہی سلام پیش کرتا رہا جس کا تذکرہ میں گزشتہ سطور میں کر چکا ہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اللہ اللہ کیا بلند مقام ومرتبہ ان دو عظیم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اللہ ان کی تربتوں پر قیامت تک رحمتوں کی برکھا برسائے رکھے! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے یار غار اور خلیفہ اول ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ شمع رسالت کے پروانے اور حضور ﷺ کی مراد خلیفہ ثانی ہیں۔

Marfat.com

چند روزہ روح پرور قیام

مکہ مکرمہ میں ابتدائی دو تین دن کا قیام نہایت مصروفیت کے ایام تھے۔ بیت اللہ کی جلالی، شان، سیاہ اطلسی غلاف میں خانہ کعبہ کا خاموش پُر ہیبت منظر اور اِس عظیم ترین گھر کے طواف میں ڈر، خوف اور اپنی بشری کوتاہیوں اور لغزشوں پر احساس ندامت، اللہ کے حضور میں رو رو کر اپنی بخشش کی طلب، دعاؤں کی طلب، ایک عجیب ہیجانی کیفیت سے دوچار کیئے رکھتی تھی۔ وہاں پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک فقیر کفن پہنے اپنے آقا و خالق کے سامنے سراپا سوال بنے کھڑا التجائیں کر رہا ہے۔

''اے میرے اللہ! اے میرے رب! تو میرا خالق ہے، میں تیری تخلیق ہوں۔ مجھ سے جو بھول چُوک ہوگئی ہے تو مجھے معاف کر دے۔ تو مجھ سے راضی ہو جا۔ میں تیرا عاجز و کمزور بندہ ہوں۔ تیرے در پر سوالی بن کر آیا ہوں۔ میرے دامن کو اپنے لطف و کرم سے بھر دے۔

''یا اللہ! میرے دل میں ہدایت ڈال دے اور مجھے میرے نفس کے شر سے اپنی پناہ میں رکھ! اور اپنے نور سے میرے قلب و ذہن کو منور کر دے!

لیکن یہاں مدینہ منورہ میں پہنچ کر ایک عجیب آسودگی اور اطمینان کا احساس ہونے لگا۔ روضہ رسول ﷺ کے گنبد خضریٰ سے نور محمد ﷺ کی کرنیں آنکھوں اور قلب و ذہن میں اُترنے لگیں۔ امن، تحفظ عافیت اور سلامتی تو مسجد الحرام میں بھی لامحدود ملی اور کیوں نہ ملتی، بلاوا بھی تو میرے اللہ نے دیا تھا لیکن جلال ربانی کا ایک مقدس خوف اور اپنے عصیان پر احساس ندامت بھی دامن گیر تھا۔ گویا اللہ رب العزت کی بیکراں رحمت

Marfat.com

اوراس کے عفو پر یقین کامل اور اپنے عصیاں پر احساس ندامت بیک وقت آسودہ و بےچین کیے رکھتی ہے۔ لیکن یہاں سرکارِ دو عالم ﷺ کے قدموں میں تو رحمت ہی رحمت ہے، محبت ہی محبت ہی ہے، شفقت ہی شفقت ہے، آسودگی ہی آسودگی ہے۔ یہاں جو آیا نہال ہو گیا۔ حضور ﷺ کا جمال ہر سو پھیلا ہوا ہے آپ جونہی مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوتے ہیں جمالِ رحمت آپ کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ یہاں کوئی ہیجانی کیفیت نہیں، کوئی افراتفری نہیں، کوئی خوف اور ڈر نہیں، بس امن وسکون کی رِدا ہر طرف سایہ فگن ہے، ادب، احترام کا دلکشا مقدس منظر چھایا ہوا ہے، یہاں کی معطر فضا آپ کی روح میں اترتی چلی جاتی ہے۔ میں نے یہاں یہی کیفیت محسوس کی اور دل کی کلیاں کھِل اٹھیں۔

مسجدِ نبوی ﷺ میں نمازِ تہجد:

رسول اللہ ﷺ کی بنائی ہوئی مسجدِ نبوی ﷺ کی بے حد فضیلت ہے۔ مسجد الحرام کے بعد اس ہی مسجد کا بلند مرتبہ ہے۔ حضرت ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین مسجدوں کی زیارت کے سوا اور کسی جگہ کے لئے (قصداً دینی) سفر نہ کیا جائے۔ پہلی مسجد الحرام دوسری مسجد اقصیٰ اور تیسری میری یہ مسجد" آپ نے غور فرمایا کہ کتنا بڑا مرتبہ ہے مسجد نبویؐ کا۔ جس طرح مکہ مکرمہ کی مسجد الحرام اور بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ کی زیارت کیلئے دینی اور مذہبی سفر کرنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح مسجدِ نبوی ﷺ کی زیارت کے لئے سفر کی اجازت ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صَلٰوتُہٗ فِیْ مَسْجِدِیْ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ صَلٰوۃٍ و صَلٰوتُہٗ فِیْ مَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمائَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ (ابن ماجہ)

Marfat.com

(نماز پڑھنا آدمی کا میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد الحرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے" (ابن ماجہ)

مسجد نبوی ﷺ عشاء کی نماز کے بعد بند کر دی جاتی ہے لیکن اب صرف مواجہ شریف کے دروازے رات کو بند نہیں کیے جاتے اور کئی لوگ ان دروازوں سے مسجد میں داخل ہو کر ساری رات ریاض الجنہ میں عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ مواجہ شریف کے علاوہ باقی تمام دروازے بند رہتے ہیں۔ پھر تہجد کی اذان کے وقت اِس کے دروازے نمازیوں کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اِس کے برعکس مسجد الحرام کے دروازے شب و روز کھلے رہتے ہیں اور کبھی بند نہیں ہوتے جب ہم کل پہنچے تھے تو جمعہ کا مبارک دن تھا اور ہم نے اس روز چار نمازیں ادا کی تھیں۔ اگلے روز ہفتہ تھا۔ ہم تہجد کی اذان سے پہلے ہی مسجد نبوی ﷺ کے دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ اُدھر تہجد کی اذان لاؤڈ سپیکر پر بلند ہوئی اور اِدھر مسجد نبوی ﷺ کے دروازے کھلنے شروع ہو گئے۔ میں نے سب سے پہلے سیدھا مواجہ شریف کی طرف جا کر سرورِ کائنات سردار الانبیاء ﷺ کے روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر درود و سلام پیش کیا پھر حضرت شیخین کے حضور سلام عرض کیا۔ بعد ازاں نماز تہجد کے آٹھ نوافل ادا کیے۔ نمازِ تہجد کے وقت ہی سے مسجد نبوی ﷺ اور صحن مسجد کے اندر اور باہر نمازیوں کا رش بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ پھر نمازِ فجر کی اذان ہوئی اور دس پندرہ منٹ بعد نماز فجر با جماعت ادا کی۔ حضور ﷺ کی قبر مبارک (جو حجرے میں ہے) سے لے کر آپ ﷺ کے منبر تک اٹھاسی فٹ لمبی اور ساٹھ فٹ چوڑی جگہ گویا بہشت کی کیاری ہے بخاری اور مسلم کے حوالے سے ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "جو جگہ میرے گھر (حجرے) اور میرے منبر کے درمیان ہے، وہ جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے"۔ اِس لیے نماز پڑھنے والوں کا یہاں بہت ہجوم رہتا ہے۔ ہر مکتب کے معلم نے ایسا انتظام ترتیب دیا ہوتا ہے کہ ہر زائر یہاں اپنی چالیس نمازیں با جماعت پوری کر لے۔ یہاں پر چالیس نمازیں با جماعت ادا کرنے

Marfat.com

کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

''جو شخص متواتر چالیس نمازیں با جماعت میری مسجد میں پڑھتا ہے وہ دوزخ کی آگ اور عذاب آخرت، اور نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔'' (مسند احمد مجمع الزائد)

لہذا ہم نے الحمدللہ یہاں پوری چالیس نمازیں با جماعت ادا کیں بلکہ چالیس نمازیں پوری ہونے کے بعد ہمیں دو مزید نمازیں با جماعت ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوگئی۔ ہم یہاں جمعہ کو پہنچے تھے۔ اس روز ہم نے یہاں صرف چار نمازیں ادا کی تھیں۔ پھر اگلے ہفتے کی صبح کو فجر اور بعد میں ظہر کی نماز ادا کی یوں کل بیالیس نمازیں با جماعت ادا کرنے کی اللہ رب العزت نے توفیق عطا کر دی تھی کیونکہ پھر ہمارا عصر کی نماز سے ذرا پہلے مکہ کی واپسی کا سفر شروع ہو جاتا ہے جس کا تذکرہ میں بعد میں کروں گا لیکن پہلے میں مسجد نبوی ﷺ میں فرضی نمازیں ادا کرنے کے علاوہ اُن مقدس مقامات کی زیارت کرنے کا ذکر کرنا پسند کروں گا جن کے بغیر میرا یہ مقصد سفر اُدھورا رہے گا۔

☆☆

Marfat.com

مسجد قبا کی زیارت

مسجد قباء مدینہ منورہ سے کوئی تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ مسجد قبا میں ہر ہفتہ پیدل بھی، اور سوار بھی تشریف لے جاتے، پھر نماز پڑھتے تھے اس میں دو رکعتیں ادا کرتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام قبا پر ٹھہرے تھے اور یہاں بارہ روز قیام فرمایا تھا۔۔ یہ جگہ مدینہ منورہ کے قصبات میں سے تھی۔ اپنے بارہ روزہ قیام کے دوران میں آپ نے اس مسجد کی تعمیر کی۔ مدینہ منورہ میں اقامت کے بعد آپ ہر ہفتہ اس مسجد میں تشریف لاتے اور دو رکعتیں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس مسجد میں نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔'' مظاہر حق'' میں ابن حجرؒ سے منقول ہے کہ'' صحیح ہوا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، کہ کہ نماز پڑھنا مسجد قبا میں مانند عمرہ کے ہے۔'' اور ترمذی اور نسائی میں بھی آیا ہے کہ'' دو رکعتیں قبا میں پڑھنے کا اجر عمرہ کے برابر ہے''۔

میں نے تو اپنے مدینہ منورہ کے قیام کے دوران اپنا یہ معمول بنا لیا تھا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنی اہلیہ خورشید کے ساتھ اور کبھی اکیلا روزانہ مسجد قبا کا رخ کرتا اور وہاں دو رکعت پڑھ کر واپس پاکستان ہاؤس آ جاتا اور پھر ناشتہ وغیرہ کرتا۔ مسجد قبا کی عمارت نہایت خوبصورت، دلکش اور شان دار ہے۔ یہ مسجد بڑی کھلی اور کشادہ ہے۔ خوبصورت سنگ مرمر کی بنی ہوئی اپنے سفید میناروں اور گنبد کے ساتھ بڑی دلکش نظر آتی ہے۔ اندر نہایت قیمتی قالین بچھے ہوئے ہیں۔ روشنی کا عمدہ انتظام ہے۔

Marfat.com

درمیان میں چھت پر فانوس لٹکے ہوئے ہیں۔ باہر صاف ستھرے ٹائلٹس (باتھ روم) اور وضو گاہیں ہیں۔ باہر دیدہ زیب سبز گھاس لان اور آس پاس کھجوروں کے باغات ہیں۔ مسجد سے باہر پختہ سڑک کے کنارے لوگوں نے اپنی ریڑھیوں پر زرد رنگ کی کچی کھجوروں کے گچھے لٹکائے ہوتے ہیں۔ دو تین ٹک شاپس بھی ہیں جہاں سے زائرین ڈسپوزایبل گلاسوں میں گرم گرم چائے اور بسکٹ سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ یہ زرد رنگ کی کچی کھجوریں بڑی میٹھی اور لذیذ ہوتی ہیں۔ ان میں رس بہت ہوتا ہے جو بعد میں پک کر گودے کی شکل میں منتقل ہو جاتا ہے۔ کھجوروں کے علاوہ یہاں دکانوں میں سیب اور کیلے بھی دستیاب ہوتے ہیں۔ صبح کے وقت یہاں ایک میلے کا سا سماں ہوتا ہے۔ یہیں سے ویگنوں والے مقدس مقامات کی زیارت کے لئے صدا لگاتے ہیں جو ہر زائر سے دس ریال لے کر مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے لے جاتے ہیں۔ میں یہاں پیدل چل کر آنے میں ایک خاص روحانی لطف و سرور محسوس کرتا۔ مدینہ منورہ سے لے کر مسجد قبا تک سڑک صاف اور کشادہ ہے اور اس سڑک کے دونوں طرف نہایت ماڈرن طرز کی عمدہ دکانیں ہیں جہاں دنیا کی ہر شے دستیاب ہے۔ دھول مٹی اور گندگی کا نام ونشان تک نہیں۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر سڑک کے کناروں پر ڈھکن والے بڑے بڑے ڈسٹ بن رکھے ہوئے ہیں جہاں لوگ سیون اپ یا جوس پی کر خالی ٹن کے ڈبے اُن میں پھینک دیتے ہیں۔ دکاندار نہایت شائستہ اور مہذب ہیں۔ دکانوں پر ناموں کے بورڈ زیادہ تر عربی زبان میں لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ سفید بے داغ کُرتا اور سر پر بڑا رومال جسے گول سیاہ بینڈ سے استوار کیا ہوتا ہے یہاں کے لوگوں کا قومی لباس ہے جو بہت بھلا لگتا ہے۔ سر پر رکھے رومال کو عربی میں کیفیہ یا کوفیہ بھی کہتے ہیں اور سیاہ بل دار ڈور کو عقال کہتے ہیں عربوں کے سر پر یہ کوفیہ اور عقال بہت خوبصورت لگتے ہیں۔

..........☆☆..........

Marfat.com

مسجد قبا کا پس منظر

مدینہ منورہ میں کسی ذریعہ سے یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ حضور نبیء مکرم و معظم ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر ارض یثرب میں تشریف لایا ہی چاہتے ہیں۔ مدینہ منورہ سے پہلے اِس شہر کا نام یثرب تھا حضور ﷺ کی آمد کے بعد یہ شہر پھر مدینہ منورہ کہلانے لگا۔ تمام شہر اِس بابرکت خبر کو سن کر ہمہ تن انتظار اور پیکر اشتیاق بنا ہوا تھا۔ یہاں کے انصار رضی اللہ عنہ کے ذوق و شوق کا یہ عالم تھا کہ مدینہ سے کئی میل پیدل چل کر مقام حرہ تک آتے اور سہ پہر تک حضور ﷺ کا انتظار کرتے رہتے، پھر مایوس ہو کر واپس لوٹ جاتے۔ دوپہر کی چلچلاتی دھوپ میں اِن کا شوق انتظار دیدنی ہوتا کوئی اونچے مقام پر کسی ٹیلے پر کھڑا ہوتا تو کوئی درختوں پر چڑھ کر منتظر ہوتا۔ ادھر سرور عالم ﷺ منزلیں طے کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آٹھ ربیع الاول 14 نبوت بروز پنجشبہ قبا کے قریب پہنچ گئے۔ اس روز بھی انصار معمول کے مطابق آپ ﷺ کی آمد کا انتظار کرنے کے بعد مایوس واپس جا رہے تھے۔ اس روز ایک یہودی نے اپنے قلعہ کی بلندی سے حضور نبی اکرم ﷺ کی سواری دیکھ لی اور بھانپ گیا کہ یہ وہی "صاحب قریش ہیں جن کا انتظار انصار کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے جب دعوت حق کا آغاز کیا تھا تو آپ ﷺ مکہ سے باہر اہل عرب میں "صاحب قریش" کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے۔ اس یہودی نے انصار کو آواز دی، "بنو قیلہ! تمہارے صاحب آ پہنچے، انصار دو بھائیوں اوس اور خزرج کی اولاد سے تھے۔ یہ دونوں اگرچہ حارثہ کے بیٹے تھے لیکن قیلہ کے بیٹے مشہور تھے جو ان کی ماں تھی۔ اِسی نسبت سے اوس و خزرج کی اولاد کو بنو قیلہ بھی کہا جاتا تھا۔ اِس

Marfat.com

آواز کا انصار کے کانوں میں پڑنا ہی تھا کہ وہ فرطِ مسرت سے جھوم اٹھے اور دیوانہ وار تکبیر کے فلک شگاف لگانے لگے اور رحمت للعالمین ﷺ کی زیارت اور استقبال کے لئے واپس لوٹ آئے جو لوگ گھروں میں تھے۔ وہ بھی ہتھیاروں سے لیس ہو کر دیوانہ وار قبا کی طرف دوڑ اُٹھے۔ اِس موقع کی مناسبت سے حفیظ جالندھری کے یہ اشعار رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے:۔

نظر آئی جونہی پہلی جھلک روئے پیغمبر ﷺ کی
سلامی گونج اٹھی نعرہ اللہ اکبر کی
اکٹھے ہو گئے ہر سمت سے طالب زیارت کے
شعاؤں کی طرح سے گردِ خورشید رسالت کے

قبا پہنچ کر سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کھجور کے ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ مہاجرین جو حضور ﷺ سے پہلے یہاں آ گئے تھے اور انصار گروہ در گروہ حضور ﷺ کی خدمت میں شرفِ قدم بوسی کے لئے حاضر ہونے لگے۔ دراصل حضور ﷺ آٹھ دن کے طویل اور تھکا دینے والے سفر سے تھک گئے تھے اِس لیے آپ ﷺ نے قبا ہی میں چند روز قیام کا اِرادہ کیا۔ یہ جانفزا خبر اہل قبا کے لیے باعث مسرت و شادمانی تھی۔ قبا میں سرور کونین ﷺ کی میزبانی کا شرف اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت کلثوم رضی اللہ عنہ بن الہدم کو عطا کیا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے انہی کے مکان کو اپنے قیام کے لیے منتخب فرمایا۔ البتہ لوگوں سے ملاقاتوں کے لیے حضور ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن خثیمہ کے مکان میں تشریف لے آتے تھے۔ تین دن کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی لوگوں کی امانتیں واپس کر کے رسول اللہ ﷺ سے قبا میں آ ملے۔ قبا میں رسول اکرم ﷺ نے سب سے پہلے جو کام کیا وہ مسجد کی تعمیر کا کام تھا۔ اِس مسجد کی زمین پر پہلے حضرت کلثوم رضی اللہ عنہ کا مربد تھا۔ مربد اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں کھجوریں خشک کر کے چھوارے بنائے جاتے ہیں۔ جب

Marfat.com

مسجد قباء کا ایک خوبصورت منظر

Marfat.com

حجاج حجر اسود کو بوسہ دے رہے ہیں

Marfat.com

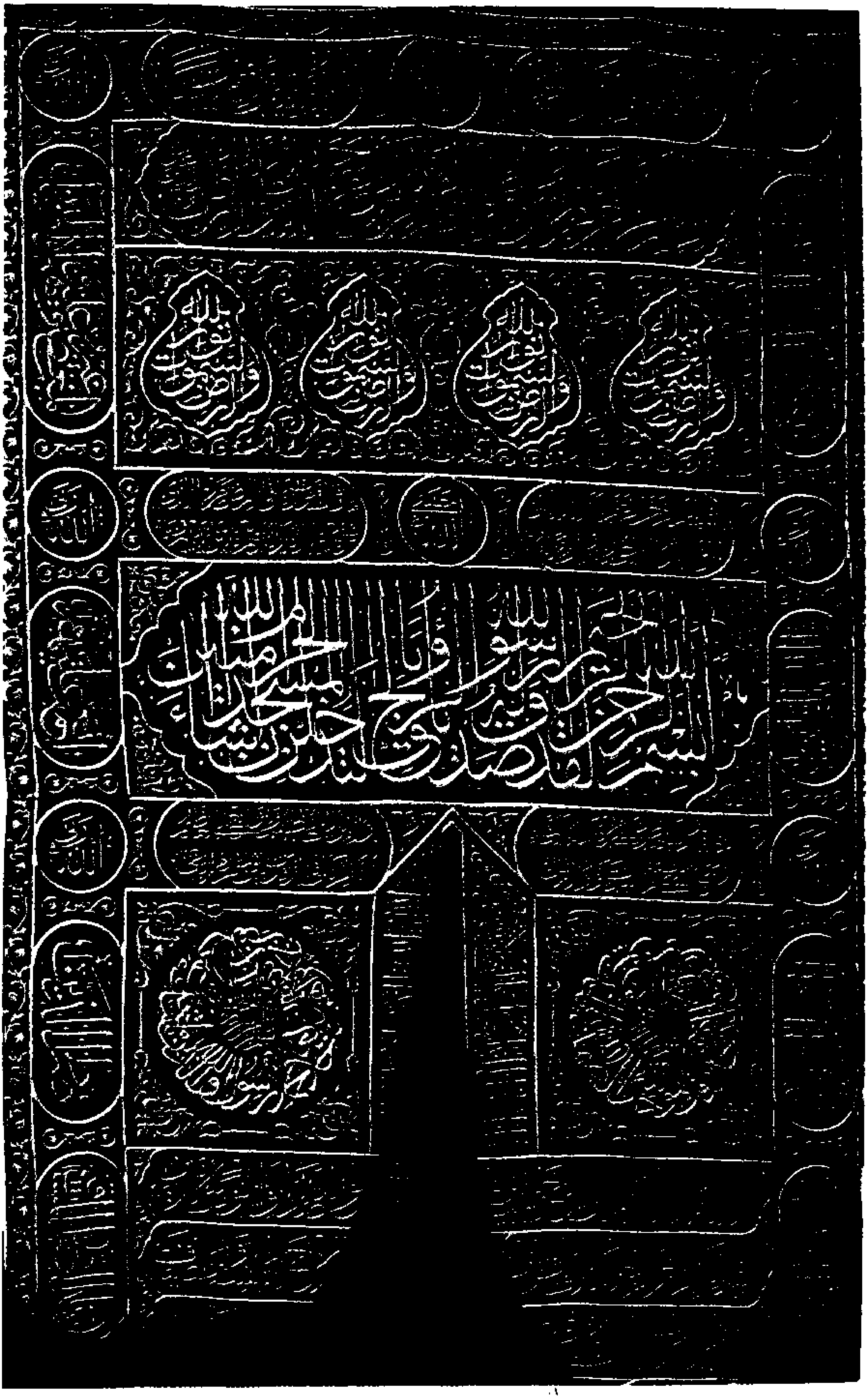

خانہ کعبہ کا دروازہ

Marfat.com

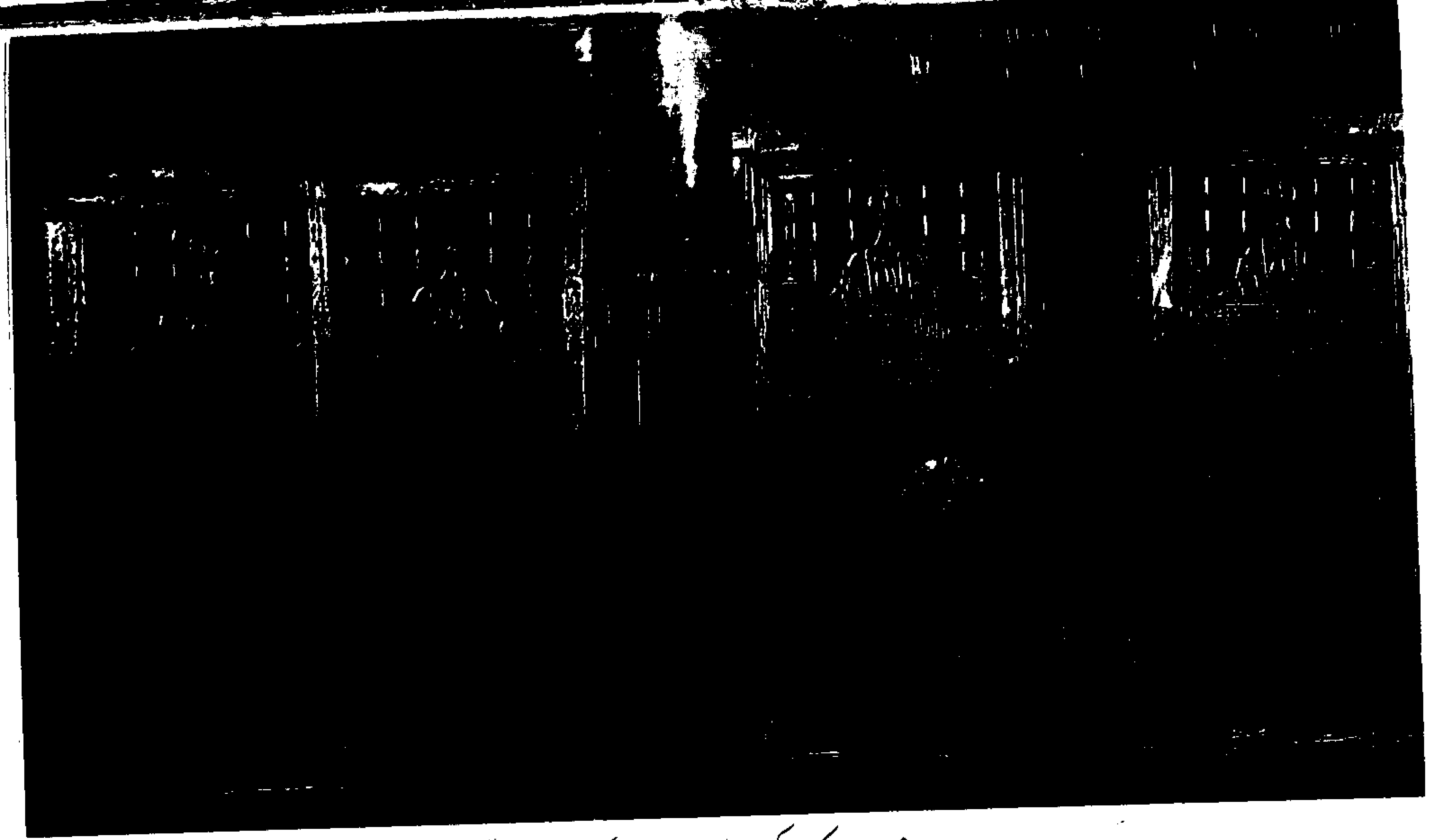

روضۂ مبارک کی جالیاں......ایک منظر

Marfat.com

حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا کو مسجد کی تعمیر کے لیے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کا علم ہوا تو انہوں نے برضا و رغبت یہ زمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی۔ چنانچہ سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اِس مقدس مسجد کی بنیاد رکھی۔ اِس مسجد کی تعمیر میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے ساتھیوں کے ساتھ مل کر خود بھی مزدوروں کی طرح کام کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک جسم بھاری پتھر اُٹھانے سے جُھک جاتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں تکلیف فرماتے ہیں؟ یہ کام ہم خود کریں گے''۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عقیدت مندوں کی خوشنودی کے لیے ہاتھ کا پتھر چھوڑ دیتے۔ لیکن پھر کوئی دوسرا وزنی پتھر اُٹھا لیتے اور ایک لمحہ بھی اس تاریخی کام میں اپنی عدم شرکت کا احساس نہیں ہونے دیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرورِ کائنات ہونے کے باوجود اپنی امت کے لوگوں کے سامنے یہ مثال پیش کرنا چاہتے تھے کہ حاکم کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اُسے اپنے لوگوں کے درمیان رہ کر ہر کام میں شرکت و شمولیت کرنی چاہئے اور پھر یہ تو مسجد بنانے کا معاملہ تھا جو مرکز دین کا کردار ادا کرتی ہے۔ اپنے وفاداروں کی دلداری کے لیے وہ تھوڑی دیر کے لیے تو کام سے دست کش ہو جاتے تھے مگر پھر کام میں ویسے ہی لگ جاتے تھے جیسے اُن کے ساتھی کام کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا سے مدینہ منورہ کا رخ کیا اس روز جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ لہٰذا دائیں طرف ایک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز اپنے صحابہ کرام، مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے ساتھ ادا کی۔ اِس مقام پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ مسجد، مسجد جمعہ کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ میں نے قبا سے واپسی پر یہاں بھی دو نفل ادا کئے اور سکون قلب حاصل کیا۔

مدینہ منورہ کے قیام کے دوران میرا یہی معمول رہا کہ مسجد قباء میں دو رکعت نفل ادا کرنے کے بعد واپس اپنی قیام گاہ میں آتا، ناشتہ کرتا اور آرام کرتا اور ظہر کی نماز کی تیاری کرتا۔

Marfat.com

مدینہ کی گلیاں اور محلے

میں بنیادی طور پر سیلانی آدمی ہوں۔ میرا جی چاہتا تھا کہ میں اکیلا مدینہ منورہ کے پرانے علاقوں، محلوں اور گلیوں میں نکل جاؤں اور اُن سے اپنی آنکھوں کو درخشندہ اور فیضیاب کروں لیکن میں دیکھ رہا تھا کہ اب پرانے مکانات کو گرا کر نئے طرز کی بلڈنگیں بن رہی تھیں تاہم میں نے پرانی گلیوں ہی کی سیر کی۔ پرانی گلیاں بالکل ہمارے لاہور کے لوہاری گیٹ کے اندر کی گلیوں کی طرح تنگ تھیں۔ چھوٹی اینٹ سے بنی ہوئی، کہیں ایک منزلہ اور کہیں دو منزلہ عمارتیں تھیں جو اپنی خستہ حالی کا منہ بولتا ثبوت دے رہی تھیں۔ یہاں پر جگہ جگہ بلیوں کا دیدار ضرور ہو جاتا لیکن مجھے کہیں بھی کوئی کتا وغیرہ نظر نہیں آیا۔ البتہ بلیوں کی میاؤں میاؤں کی آوازیں ضرور میرے کانوں میں آتی رہتیں۔ یہ گولہ کبوتر بھی خوب ہے۔ یہ کبوتر مکانوں کے چھجوں پر منڈیروں پر اور کونوں کھدروں میں غڑغوں غڑغوں کرتے۔ اور ایک کونے سے دوسرے کونے تک پرواز کرتے نظر آئے۔ بعض مکانوں کے نچلے حصے کے کمروں میں لوگوں کو تسبیحیں بناتے بھی دیکھا۔ یہ لوگ بڑی مہارت اور ہنر مندی سے تسبیحیں بناتے ہیں۔ اس ہوم انڈسٹری میں تسبیحوں کی بیسیوں قسمیں تیار ہو رہی تھیں۔ یہ تسبیحیں عوام کے لئے بھی تھیں اور خواص کے لیے بھی۔ عوام کے لیے سستی قسم کی تسبیحیں اور خواص کے لئے بہت قیمتی۔ تاہم ان لوگوں کے کام میں لگن اور ہنر مندی کو دیکھ کر دل بے حد مسرور و خوش ہوا۔ یہ کاریگر زیادہ تر سیاہ رنگ کے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ افریقی نسل کے لوگ ہیں۔ افسوس! یار من ترکی د من ترکی نمی دانم والا معاملہ درپیش تھا۔ یہ لوگ صرف عربی زبان ہی میں بات چیت سمجھ سکتے تھے اور

Marfat.com

مجھے عربی نہیں آتی تھی۔ اِن گھریلو دستکاریوں میں جہاں تسبیحیں بن رہی تھیں وہیں بیش بہا انگوٹھیوں کے نگینوں کے لیے قیمتی پتھر بھی تراش خراش کے بعد تیار کئے جا رہے تھے۔ جن میں عقیق، فیروزہ اور زمرد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہاں کی گلیاں اور محلے نہایت صاف ستھرے تھے یہاں مجھے کہیں بھی گندگی کے ایسے ڈھیر نظر نہیں آئے جو ہمارے محلوں میں جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ کا نظم ونسق نہایت عمدہ ہے۔ بھنبھناتی ہوئی کوئی مکھی تک مجھے وہاں نظر نہیں آئی۔ نہ کھلی نالیوں میں کہیں گندہ بہتا پانی نظر آیا۔ اول تو وہاں مجھے کوئی کھلی نالی وغیرہ ہی نظر نہیں آئی۔ عمدہ سپرے کے ذریعے مکھی مچھر وغیرہ کو تلف کر دیا جاتا ہے۔ بعض کمروں میں مسواکیں بھی بنائی جا رہی تھیں۔ مسواک کرنا سنت رسول مقبول ﷺ ہے۔ بیشتر نمازی ہر نماز سے پہلے مسواک ضرور کرتے ہیں۔

☆☆

Marfat.com

جنت البقیع کی زیارت

مسجد نبوی ﷺ میں نماز فجر کے بعد ہم اکثر جنت البقیع چلے جاتے اور وہاں مرحومین کے لئے دعائے فاتحہ پڑھ کر واپس آجاتے۔ جنت البقیع مسجد نبوی ﷺ کے باہر بائیں جانب مدینہ منورہ کے قبرستان کو کہتے ہیں۔ اس قبرستان کے چاروں طرف اونچی اور بلند دیوار ہے۔ صبح فجر کی نماز کے بعد اس کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور شام کو بند کر دیئے جاتے ہیں۔ جنت البقیع میں مشرقی دیوار کے قریب دروازے کے اندر داخل ہوتے ہی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ لیکن اس پر کوئی تختی نصب نہیں ہے۔ قبر بھی زیادہ اونچی نہیں ہے زمین سے ذرا بلند اور چند سیاہ پتھروں سے محصور ہے۔ یہ وہ برگزیدہ اور پاک ہستی ہے جس کے نکاح میں یکے بعد دیگرے رسول اللہ ﷺ کی دو پیاری صاحبزادیاں آئی تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پیکر وشرم وحیا تھے اور مسلمانوں کے خلیفہ سوم تھے۔ حضور نبی محترم ﷺ کی دو بیٹیاں جو ان کے نکاح میں تھیں ان کے اسمائے گرامی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں۔ اسی مشرقی دیوار کے اندر نزدیک ہی سیدنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حدیث رسول ﷺ کے عاشق لیٹے ہوئے ہیں۔ اسی مشرقی دیوار کے اندر نزدیک ہی سیدنا حضرت ابوسعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی یہیں آسودہ خاک ہیں۔ سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مزار المہد کے جنوب کی طرف سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رضائی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک ہے جو ہمارے پیارے رسول ﷺ کو ایام طفولیت میں دودھ پلاتی رہیں وہ نیک اور پارسا خاتون تھیں۔ اللہ ان کی قبر کو قیامت تک

Marfat.com

منور اور ٹھنڈار کھے۔اس سے تھوڑا آگے جائیں تو رحمت للعالمین ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر ہے یہی وہ صاحبزادے ہیں جن کی وفات پر حضور پرنور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے اور آپ ﷺ بے اختیار فرمانے لگے ''ابراہیم! تیری جدائی سے ہم بہت غمگین ہیں!''۔تھوڑے آگے مغرب کی طرف نظر کریں تو حضرت نافع قاریِ مدینہ، اور اُن کے شاگرد رشید حضرت امام مالکؒ کی قبریں ہیں۔ چند قدم شمال کی سمت سرور کائنات ﷺ کی صاحبزادیوں کی قبریں ہیں، جن کے اسمائے گرامی حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان کے قریب ہی امہات المومنین یعنی ازواج مطہرات حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی پاک قبریں ہیں۔

ذرا شمال کی جانب بڑھیں تو آپ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی پاک قبر ہے اور ان کے پاس ہی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور رحمت عالم ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہم کے مزارات اطہر ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق اِس قبرستان میں دس ہزار صحابہ کرام مدفون ہیں۔ اللہ ان کی قبروں کو نور سے بھرے۔ان کی زندگیاں اسلام کی خاطر وقف تھیں اور اسلام ہی کے کام آئیں۔جب رسول اللہ ﷺ جب بھی جنت البقیع میں تشریف لے جاتے تو یہ دعا ضرور پڑھتے تھے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:۔

''تم پر اللہ کا سلام ہو، اِس محلہ کی جماعت مومنین! اور کل قیامت کو حسب وعدہ تمہیں تمہارے نیک عملوں کے پورے اجر ملیں گے اور ہم بھی اگر چاہا اللہ نے تو تم سے ملنے والے ہیں۔اے اللہ! بخش دے بقیع غرقد والوں کو''۔

Marfat.com

بقیع مدینہ سے باہر ایک جگہ کا نام ہے جہاں اہل مدینہ کی قبریں ہیں اِس جگہ پر پہلے غرقد کے درخت ہوتے تھے۔ اِس لئے یہ جگہ بقیع غرقد کے نام سے مشہور ہوگئی تھی۔

مسجد غمامہ کی زیارت: مدینہ منورہ سے جب ہم مسجد قبا کی شاہراہ پر جاتے ہیں تو یہ مسجد بائیں طرف اور قبا سے واپسی پر یہ ہمارے دائیں طرف ہوتی ہے۔ اِس کے تین چار سفید گنبد ہیں اور دور سے نہایت خوبصورت نظر آتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی نے بے شمار قندیلیں روشن کردی ہوں۔ یہ مسجد عموماً بند رہتی ہے تاہم صحن میں، میں نے دو نفل ادا کیے۔ اِس مسجد کا ایک تاریخی پس منظر ہے۔ مدینہ میں بہت دنوں سے بارش نہیں ہوئی تھی اور خشک سالی کا وقت آ گیا تھا۔ لوگ بارش کے لیے ترس گئے تھے۔ رسول پاک ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں اللہ تعالیٰ سے باران رحمت کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر سیاہ بادل چھا گئے اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی اور ہر طرف جل تھل ہوگیا۔ حضور پاک ﷺ نے پہلی نماز عید اس جگہ ادا فرمائی تھی۔ چونکہ یہ کئی گنبدوں والی مسجد ہے، اِس لیے دور سے معلوم ہوتا ہے جیسے کئی مسجدیں باہم ملی ہوئی ہیں۔ روایت ہے کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ اِس طرف تشریف لاتے تو سب سے پہلے اِسی مسجد میں جسے پہلے مسجد المصلیٰ کہتے تھے دو رکعت پڑھتے اور دعا میں مشغول ہو جاتے۔

............☆☆............

Marfat.com

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندرونی مناظر

جب میں نے 1986ء میں پہلا حج کیا تھا، اس وقت مسجد نبوی ﷺ اتنی وسیع وکشادہ نہیں تھی جتنی بعد میں ہوئی۔ اس وقت جب ہم نماز تہجد اور فجر کے لیے جاتے تھے تو مسجد نبوی ﷺ کے باہر باب السلام کے اندر داخل ہونے سے پہلے بائیں طرف دروازے کے کچھ فاصلہ پر خواتین کے لیے جگہ مخصوص تھی۔ خواتین کے لیے مواجہ شریف کے سامنے جاکر درود وسلام پڑھنے کے اوقات مقرر تھے۔ یہ اوقات تو اب بھی مقرر ہیں۔ جہاں اگلی صف میں نمازِ فجر پڑھنے کا ہوتا تھا وہاں میں ریاض الجنتہ میں بالخصوص منبر رسول ﷺ اور محراب نبوی ﷺ میں دو نفل ادا کرنے کا مشتاق رہتا تھا۔ یہاں تو نمازیوں کا بے حد ہجوم ہوتا ہے تاہم میرا اشتیاق سجدہ ریزی پورا ہو جاتا تھا۔ اِس جنت کے ٹکڑے میں جو مختلف ستون ہیں اُن کا تقدس مشام جان کو معطر کرتا ہے۔ مسجد نبوی ﷺ ابتدا میں بہت سادہ تھی۔ مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کا پس منظر یہ ہے کہ جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر قبا میں بارہ روز قیام پذیر ہوئے اور وہاں مسجد قبا کی تعمیر کر چکے تو پھر مدینہ منورہ تشریف لائے اور حضور ﷺ کی اونٹنی جس پر آپ ﷺ سوار تھے تو وہ اِسی جگہ بیٹھی جہاں مسجد نبوی ﷺ تعمیر ہوئی۔ یہ جگہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے تھی۔ اِس زمین پر کچھ قبریں اور کھجور کے درخت تھے۔ حضور فخر موجودات ﷺ کی آمد سے پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن زارہ کی سرپرستی میں تھے۔ آپ ﷺ نے اِس زمین کے ٹکڑے کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے دس مثقال یعنی پونے چار تولہ سونا کے عوض خرید لیا۔ اگرچہ بچوں کی ماں اور بچوں نے یہ رقم لینے سے انکار کر دیا تھا لیکن آپ ﷺ کی رضا جوئی کے لیے انہوں نے یہ رقم قبول کر لی۔ یہ رقم حضور پُرنور ﷺ کی طرف سے

Marfat.com

کس نے ادا کی اِس کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ رقم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ادا کی ،بعض کے نزدیک یہ رقم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ادا کی اور بعض روایات کے مطابق حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ نے اس زمین کے عوض بچوں کو اپنا ایک باغ دے دیا جو بنو بیاضہ میں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر اِس مسجد کی تعمیر میں بھی ویسے ہی حصہ لیا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد قباء کی تعمیر میں لیا تھا۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست مبارک سے پتھر اور گارا لاتے اور زبان مبارک سے عبداللہ بن رواحہ انصاری کے یہ اشعار پڑھتے :۔

(ترجمہ) ''الٰہی کامیابی صرف آخرت کی کامیابی ہے
پس تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما''

دنیا کی یہ عظیم ترین مقدس مسجد چند ماہ میں تعمیر ہوگئی۔ یہ مسجد سادگی اور تقدس میں بے نظیر تھی۔ کچی اینٹوں، ناتراشیدہ پتھروں، کھجور کے تنوں اور پتوں سے بنی چھت اور ستون اور کچا صحن، سبحان اللہ! جن مقدس ہاتھوں نے اِس کی تعمیر میں حصہ لیا اُن سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو آسمانوں کی رفعتوں کو چھو رہی تھی۔ صحن مسجد میں لگے ایک کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ نہ صرف نماز کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہوتے تھے بلکہ باہر سے آئے ہوئے وفود کو شرف بازیابی بھی بخشتے تھے۔ بعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اِس کھجور کے درخت سے ذرا فاصلے پر منبر بنوا دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن جب اِس نئے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ شروع کیا تو کھجور کا یہ درخت اِس جدائی کو برداشت نہ کر سکا اور غم سے نہ صرف ہلنے لگا بلکہ رونے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ دلنواز جب کھجور پر پڑی تو اس کے ہلنے اور رونے کی آواز سے سمجھ گئے کہ اسے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی برداشت نہ ہو سکی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے اترے اور کھجور کے تنے پر دست شفقت رکھا تو اسے سکون آگیا اور اس کا رونا بند ہو گیا۔ اب اِسی جگہ وہ ستون ہے جہاں ہر زائر نماز پڑھنا اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا ہے۔

Marfat.com

مجھے بھی کئی مرتبہ اِس ستون کو مس کرنے اور یہاں نماز پڑھنے کا موقع ملا اور ایک روحانی کیف محسوس ہوا۔

ستون عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ چونکہ اِس جگہ کی نشان دہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خود فرمائی تھی، اِس لیے یہ ستون بھی انہی کے نام سے منسوب ہو گیا ہے۔ اِس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مہاجرین مکہ کی مجلس میں تشریف فرما تھیں آپ فرمانے لگیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے جس کی فضیلت اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے تو وہ وہاں نماز پڑھنے کے لیے قرعہ اندازی کرنے لگیں۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ وہ جگہ کون سی ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے اِس کا کوئی جواب نہیں دیا اور اپنے حجرے میں تشریف لے گئیں۔ مگر آپ رضی اللہ عنہا کے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ وہاں بیٹھے رہے اور اسی جگہ نماز ادا کی۔ یہی وہ جگہ تھی اور اِسی نسبت سے یہ ستون عائشہ رضی اللہ عنہا یا اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ میں نے یہاں بھی نوافل ادا کیے اور روح کو تسکین ملی۔

ستون توبہ یا ستون لبابہ بھی بہت اہمیت کا حامل ستون ہے۔ اِس ستون کا پس منظر کچھ اِس طرح سے ہے کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے ایک غلطی سرزد ہو گئی تھی جس کی وجہ سے وہ بہت نادم اور پریشان خاطر تھے۔ غلطی یہ تھی کہ جب بنو قریظہ کے یہودیوں نے مسلمانوں سے معاہدے کی خلاف ورزی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم الٰہی سے اُن کے قلعہ کا محاصرہ کرنے کا حکم دے دیا اور اُن سے کہا گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کو قبول کر لیں۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی اِن یہودیوں سے پرانی دوستی اور شناسائی تھی۔ چونکہ محاصرہ نے طول پکڑ لیا تھا اور یہود دل برداشتہ ہو گئے تھے اس لئے انہوں نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے مذاکرات کرنے کی اجازت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی۔ جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اُن کے پاس آئے تو وہ اُن کے سامنے آہ وزاری کرنے لگے اور اپنی ابتر حالت کا اظہار کرنے لگے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اُن کی حالت

Marfat.com

زار دیکھ کر پسیج گئے اور اُن سے کہا کہ تم لوگ حضور ﷺ کی بات مان لو اور جو وہ شرائط پیش کریں، انہیں تسلیم کر لو لیکن غلطی سے اُن کے منہ سے یہ بات نکل گئی کہ بصورت دیگر اس کا نتیجہ تمہارا قتل ہی ہوگا۔ یہ بات اُن کے منہ سے نکل گئی تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو بڑے نادم ہوئے اور اُن کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ انہوں نے راز فاش کر دیا اور یوں انہیں محسوس ہوا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی امانت میں خیانت کے مرتکب ہوئے۔ یہ احساس گناہ اِس حد تک اُن کے دل میں بڑھا کہ انہوں نے توبہ کے لیے اپنے آپ کو اس ستون سے باندھ لیا اور تہیہ کر لیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ انہیں معاف نہیں کرے، گا وہ خود کو اِس ستون سے باندھے رکھیں گے اور آزاد نہیں کریں گے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو جب اِس بات کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ سیدھا میرے پاس آجاتا تو میں اس کے لیے استغفار کرتا۔ چند دنوں بعد سحری کے وقت آپ پر وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول کر لی، انہیں آزاد کر دو۔ یہ خبر سنتے ہی چند صحابی رضی اللہ عنہم انہیں آزاد کرنے کے لیے اُن کی طرف بڑھے مگر انہوں نے درخواست کی کہ انہیں حضور ﷺ اپنے دستِ مبارک سے کھولیں۔ رحمۃ العالمین ﷺ ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے تشریف لائے اور اپنے دستِ مبارک سے انہیں آزاد کیا۔ اللہ اللہ یہ کتنے برگزیدہ لوگ تھے کہ اپنی غلطی پر پچھتانا، توبہ کے لیے خود کو ستون سے کئی دِن باندھے رکھنا اور رو رو کر دعائیں کرنا اور اللہ رب العزت سے گڑگڑا کر سوال کرنا اور پھر توبہ کے قبول ہونے پر خوشی کے اظہار میں اشکبار ہونا اُن کے ایمان کی پختگی کی روشن دلیل تھی۔ انہی برگزیدہ پاک ہستیوں کی وجہ سے اسلام کا نور چہار دانگ عالم میں پھیل گیا۔ اِس ستون کے نزدیک نوافل ادا کرنے کا اشتیاق بھی ہر زائر کو ہوتا ہے ایک ستون سریر ہے۔ اس جگہ پر حضور انور ﷺ اعتکاف فرماتے تھے سریر کے معنی چار پائی کے ہیں۔ اِسی جگہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی اعتکاف میں بیٹھتے تھے۔ ایک ستون حرس ہے جہاں پر حضور اکرم ﷺ کی حفاظت کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مامور تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اکثر آپ کی خاطر یہاں

Marfat.com

بیٹھتے اور نماز ادا کرتے۔ اِسی نسبت سے اِس ستون کو ''اسطوانہ علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اسطوانہ کے معنی ستون کے ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت پر مامور رہے جب تک یہ آیت نازل نہ ہوئی ''اور اللہ لوگوں سے تیری حفاظت خود کرے گا''۔ جو حضرات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگہبانی فرماتے تھے اُن میں آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ اللہ کی طرف سے اِس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ انتظامات ختم کر دیئے تھے۔ ایک اور ستون ہے جو ستون وفود یا اسطوانہ الوفود کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس ستون کی جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر ملکی وفود کو شرفِ ملاقات بخشتے تھے۔ اِسی جگہ پر ملکی اور غیر ملکی امور اور حکمت عملی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تبادلہء خیالات ہوتا تھا۔ ریاض الجنۃ میں نمازیوں کا بے پناہ ہجوم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ نمازیوں کے لئے سجدہ تک کے لئے جگہ نہیں ہوتی بعض نمازیوں کا سجدہ دوسرے نمازیوں کی پشت پر ہی ہوتا نظر آتا ہے۔ نمازیوں کا یہ ذوق وشوق دیدنی ہے۔ ایسا ہی روح پرور منظر مکہ معظّمہ میں مسجد الحرام میں جمعہ کے دن نظر آتا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر کے نزدیک ایک چبوترہ ہے جہاں پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے تھے۔ اس کے بائیں جانب اصحاب صفہ کا چبوترہ ہے۔ اصحاب صفہ وہ حضرات تھے جو قرآن شریف کو حفظ کرتے تھے اور تعلیمات اسلام کو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سمجھتے تھے اور پھر تبلیغ کے لیے ملک سے باہر جاتے تھے۔ دین کی اشاعت میں ان کا بہت اہم کردار تھا۔ ان کے طعام وقیام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کرتے تھے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر کھلے صحن کا منظر بھی بڑا دلکش ہے۔ یہ کھلا صحن بغیر چھت کے ہے اوپر نیلا آسمان دوپہر کو پوری آب وتاب کے ساتھ نظر آتا ہے۔ اس وقت دھوپ سے بچنے کے لئے اندر مضبوط لوہے یا کسی دھات کے بنے ہوئے ستونوں کے ساتھ لگی بند چھتریاں کھل جاتی ہیں اور تمام صحن کو دھوپ سے بچا لیتی ہیں۔ یوں نمازی بڑے سکون و اطمینان سے صحن میں نماز ادا کر لیتے ہیں۔ جب میں نے 2002ء میں حج کیا اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کے دائیں بائیں اور پیچھے بالکل نئی طرز کی عمارات کا اضافہ ہو چکا تھا۔ صاف شفاف روشن پتھروں کے بڑے بڑے ستون، جن میں لگے ایئر کنڈیشن ٹھنڈی ہوائیں راہداریوں میں پھینکتے ہیں۔ اوپر چھتوں پر لگے خودکار گنبد جو سرشام دوسری جانب کھسک کر آسمان کی روشنی کو اندر آنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ یہ ماڈرن ٹیکنالوجی کا شاندار عجوبہ ہے۔

مسجد نبوی ﷺ کے باہر بڑے بڑے دالان میں ٹائلٹس کا بہت شاندار نظام ہے۔ یہ ٹائلٹس جہاں پہلی منزل میں ہیں وہاں انڈر گراونڈ بھی دو منزلہ ہیں۔ سیڑھیوں سے بھی لوگ اندر باہر آ جا سکتے ہیں اور اسکیلیٹر ز کے ذریعہ بھی۔ یہ بھی جدید ٹیکنالوجی کا شہکار ہیں۔ کیا مجال جو کہیں بدبو کا نشان بھی ہو۔ نہایت شفاف پتھروں سے بنے ہوئے فرش اور ٹائیلٹس ہیں۔ یہاں پر انڈین ٹائپ بھی بیت الخلا ہیں۔ کہیں معذوروں اور بزرگوں کے لیے انگلش فلش سسٹم کموڈز بھی ہیں۔ یہاں ہر وقت متعدد خدام صفائی پر مامور رہتے ہیں جو ٹائلٹس کو صاف ستھرا رکھتے ہیں۔ مسجد کے باہر بہت بڑے صحن کے فرش کو صاف کرنے والی مشینیں گھومتی رہتی ہیں۔

مسجد میں داخل ہونے کے کئی دروازے ہیں جن میں باب فہد، باب مجیدی، باالسلام اور باب جبرائیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضور پُرنور ﷺ عموماً باب جبرائیل ہی سے مسجد میں داخل ہوتے تھے۔ جنت البقیع بھی اِسی سمت میں واقع ہے۔ اسے باب النبی ﷺ بھی کہتے ہیں کہ اِسی سمت سے حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لاتے اور اُن پر وحی نازل فرماتے تھے۔ مسجد نبوی ﷺ کے اندر کولرز میں آب زم زم، ڈسپوزایبل سفید موٹے کاغذ کے گلاسوں کے ساتھ موجود ہے۔ مسجد غمامہ کے بعد جن دیگر مساجد کی ہم نے زیارت کی اُن میں مسجد حضرت ابوبکر صدیق، مسجد عمر فاروق رضی اللہ عنہ، مسجد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور مسجد عثمان رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ یہ تمام مساجد مسجد نبوی ﷺ کے نواح میں واقع ہیں۔ اِن مساجد کی زیارت سے ایمان تازہ ہوتا ہے

Marfat.com

اور قلب کو اطمینان و سکون ملتا ہے۔

کھجوروں کی مارکیٹ: مدینہ منورہ اور مسجد نبوی ﷺ کا ذکر ہو تو کھجوروں کا یاد آنا فطری امر ہے۔ کھجوروں کی مارکیٹ مسجد غمامہ کے قرب میں شاہراہ پر واقع ہے۔ یہ کھجوروں کی بہت بڑی منڈی ہے۔ متنوع اقسام کی کھجوریں یہاں دستیاب ہیں۔ سستی سے سستی بھی اور مہنگی سے مہنگی بھی۔ مجھے اِس وقت صرف جن کھجوروں کے نام یاد آ رہے ہیں ان میں ایرانی کھجوریں، کلمہ کھجوریں اور عجوہ کھجوریں شامل ہیں۔ اس مارکیٹ میں کھجوریں کھلی بوریوں میں بھی رکھی نظر آتی ہیں اور قیمتی ڈبوں میں بھی ملتی ہیں۔ خاص کھجوریں نہایت خوبصورتی سے سجی ہوئی ایسے خوشنما ڈبوں میں ہوتی ہیں جنہیں آپ ڈبوں میں بند ہونے کے باوجود دیکھ بھی سکتے ہیں بعض بڑی موٹے گودے والی ہوتی ہیں بعض نہایت سخت ہوتی ہیں۔ کلمے والی کھجوروں کا تقریباً ایک ریٹ ہوتا ہے یعنی دس ریال فی کلوگرام مگر اِن سب کھجوروں میں عجوہ کھجوریں جو سیاہ رنگ کی ہوتی ہیں بہت مہنگی اور لذیذ ہوتی ہیں۔ یہ کم از کم اسی ریال فی کلوگرام ملتی ہیں۔ حضور کرم ﷺ کو عجوہ کھجوریں بہت پسند تھیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان میں شفا کی دعا بھی کی تھی۔ میں نے یہاں سے عجوہ اور کلمہ کھجوروں کے کئی پیکٹ خرید لیے تھے تا کہ اعزہ و اقارب میں بطور تحفہ تقسیم کر سکوں۔ یہ کھجوریں میں نے اپنی اہلیہ کے ساتھ مدینہ سے رخصت ہونے سے دو دن پہلے خریدی تھیں۔ زم زم کے کین تو مکہ مکرمہ سے بھرنے ہوتے ہیں۔ یوں مکہ مکرمہ کا آب زم زم اور مدینہ منورہ کی کھجوریں خصوصیت سے زائرین اپنے ساتھ واپس اپنے وطن میں لے جانا پسند کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ تسبیحیں، ٹوپیاں اور مصلے بھی خرید کر حجاز کرام اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ یہ سب چیزیں اپنی اپنی استطاعت کے مطابق لوگ خریدتے ہیں۔

............☆☆............

Marfat.com

مدینہ منورہ کے بازار

مسجد نبوی ﷺ کے مشرق کی جانب جہاں آج کل بڑی بڑی بلڈنگیں کھڑی ہیں، وہاں پہلے بازار تھا اور بازار کے جنوب کی طرف ''باتھ روم'' بنے ہوئے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دکاندار کے پاس ایک صاحب کھجوریں خرید رہے تھے۔ میں بھی وہاں کھڑا ہو گیا۔ وہ صاحب کھجوریں لے کر چلے گئے تو میں نے اس دکاندار سے کھجوریں طلب کیں۔ دوکاندار کے ماتھے پر بل پڑ گئے اور اس نے پہلے والے خریدار کی نسبت مجھے کافی زیادہ ریٹ بتائے اور شاید پاکستانی سمجھ کر نفرت کا اظہار کیا۔ مجھے اچانک محسوس ہوا کہ غصہ میرے دل میں ابل رہا ہے۔ لیکن فوراً خیال آیا کہ میں مدینۃ النبی ﷺ میں کھڑا ہوں یہ دکاندار اگر پاکستانیوں کے ساتھ مناسب سلوک نہیں کر رہا تو اے مقبول احمد! تو صبر کر، تحمل کر اور اس حریص دکاندار کو اس کے حال پر چھوڑ دے۔ یہ خیال آتے ہی میرا غصہ ختم ہو گیا۔ لیکن میں نے اس دکاندار سے کھجوریں نہیں خریدیں۔ مسجد نبوی ﷺ کے جنوب مشرق کی طرف کافی بازار تھے جن میں پاکستانیوں کے ہوٹل بھی تھے جہاں حلوہ پوری کے علاوہ ہر قسم کے پاکستانی کھانے دستیاب تھے۔ چائے کا کپ، جوس، اور سیون اپ وغیرہ کی قیمت ایک ریال تھی جو آج پچیس سال بعد بھی وہی ایک ریال ہے۔

مکہ معظمہ میں ایک نہایت شاندار ریسٹورنٹ ہے جس کا نام ''البیک'' ہے مجھے وہاں کے چکن روسٹ اور پوٹیٹو چپس بہت پسند تھے۔ مدینہ میں بھی مسجد نبوی ﷺ کے قریب اس کی ایک شاخ ہے۔ لہٰذا ہم میاں بیوی رات کا کھانا عموماً ''البیک'' ہی سے چکن روسٹ، پوٹیٹو چپس، بند اور لہسن کریم چٹنی اور ٹومیٹو ساس لے کر کھاتے تھے۔ ایک تو

Marfat.com

یہ کھانے میں لذیذ اور زود ہضم بھی ہوتا تھا۔ مسجد نبوی ﷺ کے ملحقہ بازار میں جہاں کھانے پینے کی اشیا وافر مقدار میں دستیاب ہوتی ہیں وہاں جیولری شاپس بھی کافی نظر آتی ہیں۔ آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ بھی ہوں اور سامنے دلکش جیولری شاپ ہوں جہاں قیمتی اور خوبصورت زیورات نہ صرف آپ کو دعوتِ نظارہ دے رہے ہوں بلکہ خریدنے کی حسین ترغیب بھی دے رہے ہوں اور جو جیب میں پیسے بھی ہوں تو بیگم صاحبہ کو اس شاپ میں جانے سے کون روک سکتا ہے۔ لہٰذا بیگم صاحبہ نے اس جیولری شاپ میں جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ محض ونڈو شاپنگ نہیں ہوگی بلکہ صحیح شاپنگ ہوگی۔ جیولری شاپ میں مختلف نوع کے بنے زیورات تھے اور ہر زیور پر لکھا تھا کہ یہ اتنے کیرٹ کا ہے۔ ہمارے پاکستانی جیولرز کے برعکس وہاں کے دوکاندار اس معاملے میں بہت ایماندار ہیں جتنے کیرٹ لکھے ہوتے ہیں وہ اتنے ہی کیرٹ کا ہوتا ہے۔ بیگم صاحبہ نے تین سونے کے باریک زنجیروں والے نکلس لئے۔ ہر زنجیر کے ساتھ ننھا منھا پنڈولم تھا۔ کسی پنڈولم پر اللہ کا نام تھا اور کسی پر حضرت محمد ﷺ کا۔ انہوں نے ایک اللہ والا اور دو حضرت محمد ﷺ والے نکلس خریدے۔ اس وقت سونا اتنا مہنگا نہیں تھا جتنا آج کل ہے۔ غالباً دو تین سو روپے تولہ تھا۔ مجھے ان کے زیورات کا یہ انتخاب پسند آیا اور ان کی حوصلہ افزائی بھی کی۔ اس بازار میں پھل بھی کثرت سے دستیاب تھے۔ پھلوں میں کیلا سیب اور مالٹا بہت عمدہ تھے۔ کیلے کا سائز ہمارے یہاں کے کیلے کے حجم سے دگنا ہوتا ہے، سیب بھی بہت نفیس اور لذیذ ہوتا ہے جو غالباً لبنان سے آتا ہے اور مالٹا بھی بڑا اور میٹھا رس دار ہوتا ہے جو شاید آسٹریلیا سے درآمد کیا جاتا ہے۔ یہی پھل مکہ معظمہ میں کثرت سے ملتے ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ سیب ہو یا مالٹا یا کیلا ان سب کے بھاؤ مکہ میں بھی اور مدینہ میں بھی ایک جیسے ہوتے ہیں۔ سیب کا عام ریٹ پانچ ریال فی کلوگرام۔ غالباً کیلے اور مالٹا کا بھی یہی بھاؤ ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ہمارے یہاں کیلا فی درجن کے

Marfat.com

حساب سے بکتا ہے وہاں پر تول کر دیا جاتا ہے لیکن اگر کسی نے ایک کیلا یا ایک سیب یا ایک مالٹا لینا ہو تو پھر آپ فی دانہ ایک ریال میں خرید سکتے ہیں۔

میں جب بھی نماز فجر مسجد نبوی ﷺ میں پڑھ کر مسجد قبا والی سڑک کا رخ کرتا تو دائیں جانب اور واپسی پر بائیں طرف میری نظر ایک ریلوے انجن پر پڑتی۔ ایک روز میں اس انجن کی طرف جائے بغیر نہ رہ سکا۔ یہ ایک ویران ریلوے اسٹیشن تھا اور ریلوے لائن پر پرانی طرز کا ریلوے انجن جسے ہم لوکوموٹو بھی کہتے ہیں، کھڑا تھا۔ کچھ فاصلے پر چند ایک پرانی بوگیاں بھی نظر آئیں۔ جس وقت ترکی میں خلافت عثمانیہ کی حکومت تھی اور مدینہ منورہ کا نظم ونسق اس وقت کی خلافت کے ہاتھ میں تھا، یہ ریلوے سسٹم اس دور کی بچی کچھی نشانیوں میں سے ہے۔ جب یہ ریلوے سسٹم فعال تھا تو ریلوے لائن موجودہ ملک شام کے شہر دمشق تک جاتی تھی اور پھر ایک انقلاب کے نتیجہ میں جب مصطفیٰ کمال اتاترک ترکی کے سیاہ وسفید کا مالک بن گیا وہاں مدینہ منورہ کا نظام حکومت عربوں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ اب یہ ریلوے اسٹیشن اور یہ انجن حسرت ویاس کی تصویر بنے ایک میوزیم کی صورت موجود ہیں۔ تاہم میں انہیں دیکھ کر سلطنف عثمانیہ کے عروج وزوال کو یاد کئے بغیر نہ رہ سکا اور یہ خوبصورت ریلوے نظام درہم برہم ہو گیا دمشق اور استنبول کے درمیان ریلوے کے ذریعے رابطے کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ آج کل ہمارے ملک میں بھی ریلوے نظام انتشار کی زد میں آیا ہوا ہے۔ اللہ نہ کرے یہ ریلوے نظام بھی ختم ہو جائے۔

سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے تو کاروں، بسوں اور ہوائی جہاز سے زیادہ بہتر اور دلفریب سفر ریل گاڑی کا ہی لگتا ہے۔ ریل گاڑی کا سفر نہ صرف خوشگوار، آرام دہ اور محفوظ ہے بلکہ رومانٹنگ بھی ہے۔ ریل گاڑی کا مختلف ریلوے اسٹیشن پر ٹھہرنا اور وہاں کے مشہور مشروبات اور کھانوں کی اپنی لذت ہے۔ ریل گاڑی کا ہرے بھرے کھیتوں کے بیچ میں سے گذرنا، خوشگوار میدانوں اور بعض اوقات سرنگوں میں داخل ہونا بڑا حیرت انگیز لگتا ہے۔ مجھے امید ہے سعودی عرب کے حکمران ریلوے نظام کو جدہ، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان کبھی نہ کبھی ضرور قائم کریں گے!

Marfat.com

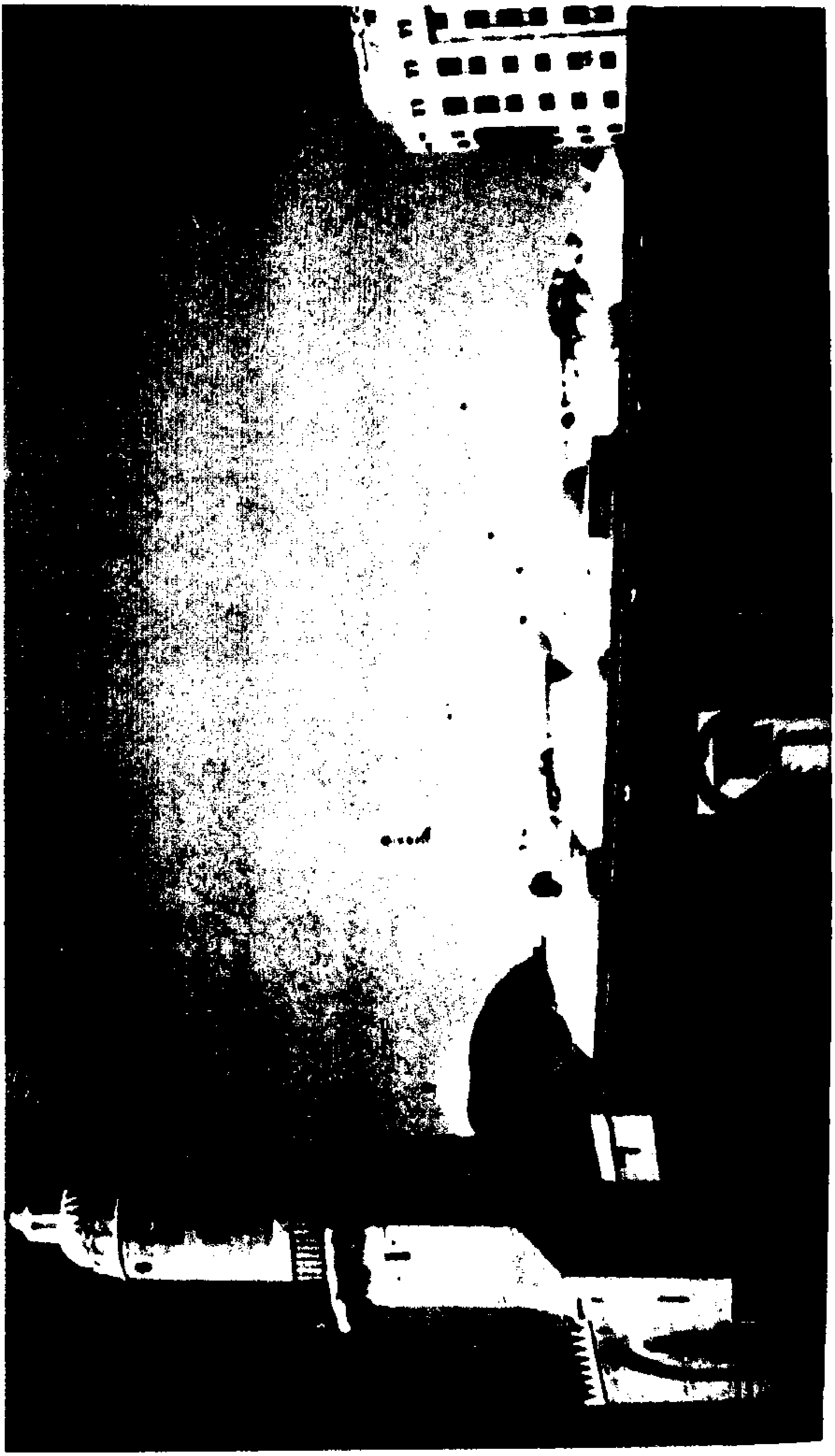

Marfat.com

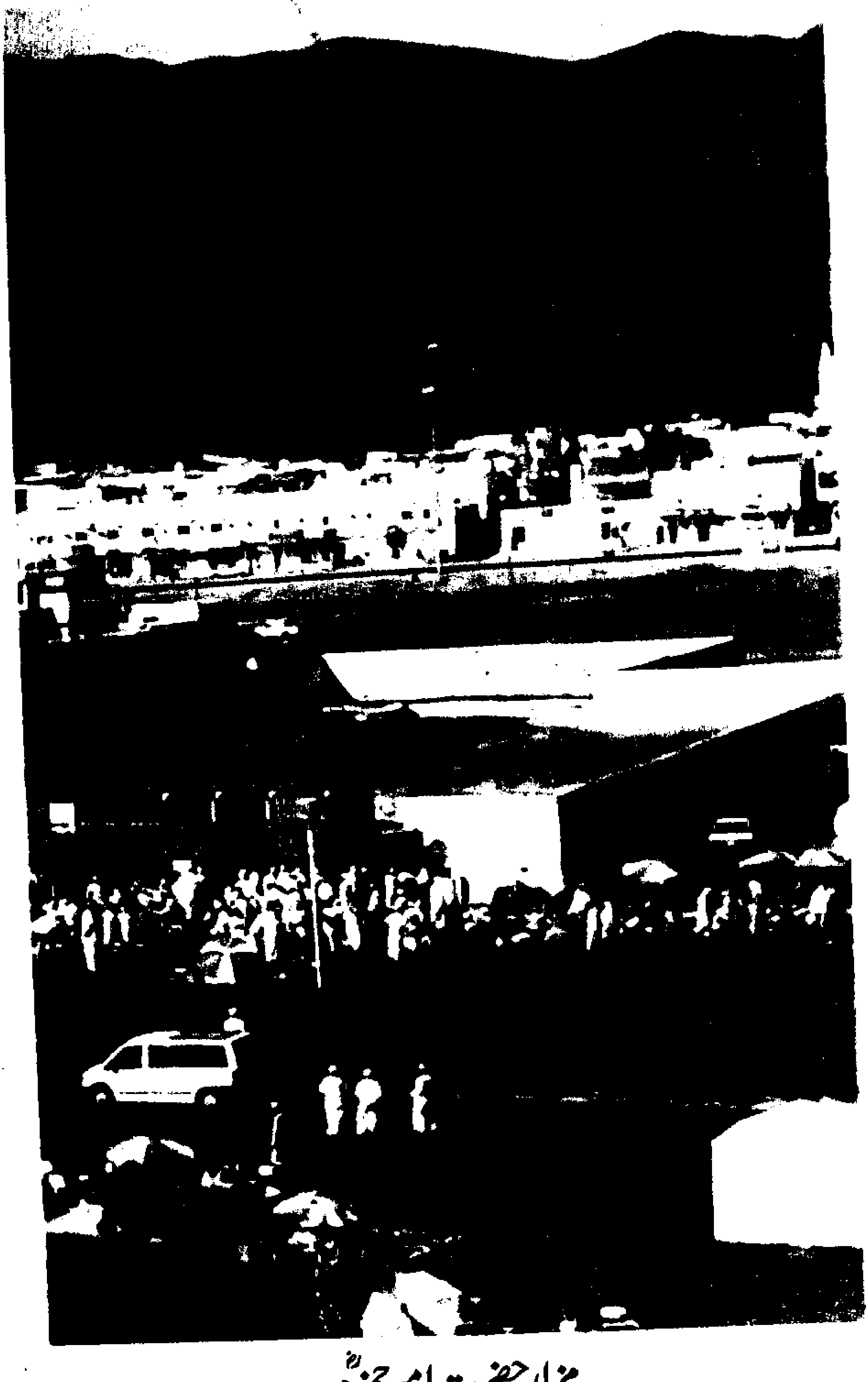

مزار حضرت امیر حمزہؓ

Marfat.com

حضرت امیر حمزہؓ کے مزار کی زیارت

آج فجر کی نماز ادا کرنے اور ناشتہ سے فارغ ہو کر ہم نے جبل احد، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر، جنگ خندق کے مقام پر بنی مساجد اور مسجد قبلتین کی زیارت کا پروگرام بنالیا۔ اس مقصد کے لئے ہم نے دو علیحدہ ٹیکسیاں لیں تا کہ میں اور میری اہلیہ، مسٹر اینڈ مسز بٹ اور چودھری عبدالغنی اور ان کی اہلیہ آرام سے ان مقدس جگہوں پر جا سکیں اور سکون سے ان مقامات کی زیارت کر سکیں۔ دونوں ٹیکسی والے مہذب اور شائستہ تھے اور ہم سے وعدہ کیا کہ وہ ان جگہوں پر لے جائیں اور ٹھیک ظہر کی نماز کے وقت واپس مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے آئیں گے کیونکہ ہم نے ہر صورت میں اپنی نماز با جماعت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں ادا کرنا تھی۔ آج جمعرات کا دن تھا۔ جبل احد، مدینہ منورہ سے شمال مشرق کی طرف کوئی تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ پیدل ایک دو گھنٹہ کا سفر ہے لیکن ہم لوگ ٹیکسی سے وہاں بہت جلد پہنچ گئے۔ پہاڑ کو دیکھتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک یاد آ گئی۔

اُحدٌ جبلٌ یُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ ط " (بخاری شریف)

(احد پہاڑ ہے، کہ جو دوست رکھتا ہے ہم کو، اور دوست رکھتے ہیں ہم اس کو)

اور ایک روایت میں ہے کہ "اُحد پر اگر تم جاؤ، تو اس کے درخت سے ضرور کچھ کھاؤ، خواہ کانٹا ہی ہو"۔ یہ پہاڑ شرقاً غرباً چار ساڑھے چار میل لمبا ہے۔ اس کی بہت سی چوٹیاں ہیں۔ یہاں مختلف قسم کے پتھر پائے جاتے ہیں۔ کہیں کہیں سرمہ کی ڈلیاں بھی ملتی ہیں جو اعلیٰ قسم کی قرار دی جاتی ہیں۔ اسی پہاڑ کے دامن میں سن 3ھ (تین ہجری) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

کفار کے ساتھ جنگ لڑی تھی جو غزوہ احد کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی ایک غلطی کی وجہ سے فتح شکست میں بدل گئی۔ رحمت للعالمین ﷺ کا دانت مبارک شہید ہو گیا تھا، حضور ﷺ کو زخم لگے اور آپ کے ستر (70) اصحاب اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔ میں اس کی تفصیل آگے چل کر بتاؤں گا۔ غلطی صرف یہ سرزد ہوئی کہ جس ٹیلے پر حضور ﷺ نے پچاس تیراندازوں کو متعین کیا تھا اور انہیں تاکید کی تھی کہ اس جگہ سے کسی صورت نہیں ٹلنا خواہ فتح ہو یا شکست۔ لیکن جونہی ان تیراندازوں نے فتح و نصرت کو دیکھا تو انہوں نے اپنی مقررہ جگہ چھوڑ دی اور مال غنیمت کی طرف لپکے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر خالد بن ولید جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے نے حملہ کر دیا اور فتح ناکامی میں بدل گئی۔

اُحد کے دامن میں ایک احاطہ کے اندر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف ہے جو خاصی لمبی ہے۔ اس کے اردگرد جنگلہ لگا ہے لوگ باہر ہی سے اس قبر کی زیارت کرتے ہیں ہم نے سورہ فاتحہ، تین مرتبہ قل ہو اللہ شریف اور ایک مرتبہ درود شریف پڑھ کر دعائے مغفرت کی۔ وہ تو ہیں ہی سید الشہدا، حضور ﷺ نے ان کی زندگی ہی میں ان کو جنت کی بشارت دے دی تھی۔ ان کے دائرہ اسلام میں آنے کا واقعہ نہایت دلچسپ ہے۔ آپ حضور ﷺ کے چچا تھے۔ بڑے وجیہہ اور سرخ و سفید رنگت کے حامل تھے اور نہایت خوبصورت تھے۔ انہیں شکار کھیلنے کا بے حد شوق تھا۔ شمشیر زنی، نیزہ بازی اور تیراندازی میں ماہر تھے۔ آپ کو پہلوانی کا بھی بہت شوق تھا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بہت پیار کرتے تھے۔ ایک روز جب آپ شکار سے واپس آئے تو آپ کو پتہ چلا کہ ابوجہل نے حضور ﷺ سے بدزبانی اور گستاخی کی ہے تو یہ سن کر آپ کو بہت غصہ آیا۔ آپ فوراً مسجد الحرام میں آئے اور دیکھا کہ ابوجہل اپنے چند مشرک رفقاء کے ساتھ بیٹھا انہیں حضور ﷺ کے ساتھ اپنی بدزبانی کا ذکر بڑے فخر سے سنا رہا تھا۔ آپ نے پہلے تو

Marfat.com

بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر ابوجہل کے پاس آ کر اس سے پوچھا کہ تم نے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ بدزبانی کی ہے؟ اس نے بڑے فخر سے کہا کہ "ہاں کی ہے" اس پر آپ نے اپنی کمان اس زور سے اس کی کمر پر دے ماری کہ اس کے ہوش اڑ گئے۔ آپ نے بڑے رعب سے اسے ڈانٹ پلائی اور کہا "خبردار، اگر تم نے میرے بھتیجے کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کئے" وہاں پر بیٹھے مشرک سراسیمہ ہو گئے اور انہیں امیر حمزہؓ کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ایک مشرک نے آپ سے سوال کیا کہ کیا تم اپنے دین سے پھر گئے۔ امیر حمزہؓ نے جواب دیا "ہاں، میرا بھی وہی دین ہے جو محمد ﷺ کا ہے۔" آپ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضور ﷺ کو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے آپ پر ایمان لانے اور اسلام قبول کرنے کی بے حد خوشی ہوئی آپ ﷺ نے انہیں اپنے گلے سے لگایا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ان کی بہادری اور جرأت کا وہ واقعہ بھی بہت مشہور ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دل اسلام کے نور سے منور ہو گیا تو وہ اپنی تلوار کمر سے باندھے دارِ ارقم میں پہنچے جہاں حضور ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو حضور ﷺ کے ایک صحابی نے دروازے کی جھری سے باہر نظر ڈالی، تو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار باندھے باہر کھڑے ہیں۔ انہوں نے گھبرا کر رسول پاک ﷺ کو بتایا کہ یا رسول اللہ ﷺ باہر عمر رضی اللہ عنہ تلوار باندھے کھڑا ہے۔ خدا جانے کس نیت سے آیا ہے۔ اس وقت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ وہ گرج کر بولے "اسے اندر آنے دو، اگر نیک ارادے سے آیا ہے تو خیر ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر اڑا دوں گا"۔

جنگ احد ہی میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نہایت بہادری سے کفار مکہ کے خلاف لڑتے ہوئے وحشی نامی ایک حبشی غلام کے ہاتھوں شہید ہوئے اور جب آپ شہید ہو گئے تو ہندہ نے انتقاماً اُن کا کلیجہ نکال کر چبایا۔ آپ ﷺ کو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بڑا غم

Marfat.com

ہوا۔ جنگ کے اختتام پر جب آپ ﷺ مدینہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ چند عورتیں بین کر رہی ہیں۔ آپ ﷺ کے منہ سے اس وقت بے اختیار یہ نکلا کہ ''افسوس حمزہؓ کا رونے والا آج کوئی نہیں ہے''۔ جب یہ الفاظ انصار مدینہ نے سنے تو انہوں نے اپنی عورتوں سے کہا کہ تم حضور ﷺ کے گھر جاؤ اور وہاں امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے بین کرو تا کہ حضور ﷺ کو دلاسا ملے۔ اُن عورتوں نے جب حضور ﷺ کے گھر جا کر بین کیا اُن کی آہ وزاری کو دیکھا تو آپ ﷺ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور آپ کے دل کو قرار آ گیا۔

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب بہت سی حبشی عورتیں اور لڑکیاں مختلف قسم کی چیزیں بیچتے ہوئی نظر آتی ہیں۔ کوئی مریم بوٹی بیچ رہی ہے، کوئی کلونجی کا تیل، کوئی محمد بوٹی بیچ رہی ہے۔ جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ جن عورتوں کے ہاں بچہ نہیں ہوتا اگر وہ اس بوٹی کو دودھ میں ملا کر پیئیں تو ان کی گود ہری ہو جاتی ہے۔ مریم بوٹی کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں حاملہ عورت کو ڈیلیوری کے وقت آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ کلونجی کے تیل میں کئی بیماریوں کی شفا ہے۔ یہ بچیاں گھٹنوں کے درد کا تیل بھی فروخت کرتی تھیں۔

............☆☆............

Marfat.com

غزوہ اُحد اور اس کا تاریخی پس منظر

جنگ اُحد تین ہجری کو برپا ہوئی۔ یہ پہاڑ مدینہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اُحد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جب تم لوگ اس کے پاس سے گزرو تو اس کے درختوں کا پھل تبرکاً ضرور کھالیا کرو چاہے وہ مقدار میں کتنا ہی تھوڑا سا کیوں نہ ہو۔ بیشک ایک تنکا ہی کیوں نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ احد پہاڑ جنت کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ غزوہ احد کا سبب یہ تھا کہ جب غزوہ بدر میں قریش ذلت آمیز شکست کھا کر واپس مکہ گئے، تو عبداللہ بن ابوربیعہ، عکرمہ بن ابوجہل اور صفوان ابن امیہ اور قریش کے دیگر معزز لوگ ابوسفیان کے پاس آئے۔ یہ بات نہایت دلچسپ ہے کہ یہی تینوں حضرات معہ ابوسفیان بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ ابوسفیان سے ان لوگوں کو مالِ تجارت سے جو منافع ملا تھا، اسے اس غرض سے دے دیا کہ آئندہ جنگ جو وہ اپنے مقتولین کا بدلہ لینے کے لئے لڑیں گے، کام آئے گا۔ اس پر ابوسفیان راضی ہو گیا۔ مشرکین اپنی پوری تیاری کے ساتھ تقریباً تین ہزار آدمیوں کا لشکر لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس لشکر کا روح رواں ابوسفیان تھا۔ ابوسفیان کے ساتھ ابو عامر راہب بھی ستر گھوڑ سواروں کا ایک دستہ لے کر ان کے ساتھ چلا۔ ان کے ساتھ احابیش کا ایک لشکر تھا جن میں دو سو گھوڑ سواروں، تین ہزار اونٹ اور سات سو زرہ پوش تھے۔ گویا یہ ایک لشکر جرار تھا جو اپنی پوری تیاری کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف نکلا تھا۔ اس لشکر نے ذوالحلیفہ کے مقام پر جو مدینہ والوں کی میقات ہے قیام کیا۔ جنگی حکمت عملی کے لئے آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

Marfat.com

سے قریشی لشکر سے مقابلہ کے سلسلے میں مشورہ کیا۔ آپ ﷺ کا اپنا خیال یہ تھا کہ قریش پر حملہ کرنے کے بجائے شہر میں رہ کر اپنا دفاع کیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اگر تمہاری رائے ہو تو تم مدینہ ہی میں رہ کر مقابلہ کرو ان لوگوں کو وہیں رہنے دو جہاں وہ ہیں۔ اگر وہ وہاں پڑے رہتے ہیں تو وہ جگہ ان کے لئے بدترین ثابت ہوگی اور اگر ان لوگوں نے شہر میں آکر حملہ کرنا چاہا تو ہم شہر میں ان سے جنگ کریں گے اور شہر کے پیچ وخم کو ہم ان سے زیادہ جانتے ہیں"۔

مدینہ شہر کی عمارتیں کچھ اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ پیوستہ تھیں کہ پورا شہر ایک قلعہ کی طرح ہو گیا تھا۔ مہاجرین اور انصاری صحابہ کرامؓ نے بھی آپ ﷺ ہی کی رائے سے اتفاق کیا۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے منافقوں کے سردار عبداللہ ابن ابی سے مشورہ مانگا اس سے پہلے آپ نے کبھی اس سے کسی معاملے میں مشورہ نہیں کیا تھا اس نے آنحضرت ﷺ سے اس طرح عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! آپ مدینہ میں ہی رہیے، باہر نکل کر مقابلہ نہ کیجئے کیونکہ خدا کی قسم جب کبھی بھی کسی دشمن کے حملے کے موقعہ پر ہم نے اس شہر سے نکل کر مقابلہ کیا تو نقصان اٹھایا اور جب بھی کوئی دشمن ہمارے شہر میں داخل ہوا تو اس کو نقصان اٹھانا پڑا۔ اس لئے اے پیغمبر خدا ﷺ ان لوگوں کو وہیں پڑے رہنے دیں۔ اگر وہ پڑے رہے تو وہ ان کے لئے بدترین جگہ ثابت ہوگی اور اگر انہوں نے شہر میں داخل ہونے کی کوشش کی تو سامنے والے لوگ ان سے دو بدو مقابلہ کریں گے اور پیچھے سے بچے ان پر پتھراؤ کریں گے اور اگر وہ انتظار کر کے اور تھک ہار کر واپس چلے گئے تو ناکام و نامراد ہو کر اسی طرح چلے جائیں گے جس طرح آئے تھے"۔

مگر ان آراء کے برعکس پرجوش نوجوان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اصرار کیا کہ ہمیں شہر سے نکل کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ ان پرجوش نوجوانوں کے ہم خیال کچھ پختہ عمر کے لوگ بھی تھے جو چاہتے تھے کہ شہر سے نکل کر دشمن کو منہ توڑ جواب دیا جائے۔ ان میں

Marfat.com

زیادہ تر وہ لوگ تھے جنہیں بدر کی جنگ میں اپنے شریک نہ ہونے کا افسوس تھا اور اس دفعہ وہ اپنے دل کے ارمان پورا کرنا چاہتے تھے۔ ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے اس طرح عرض کیا" آپ ہمیں لے کر دشمن کے مقابلہ کے لئے باہر چلیے تا کہ وہ ہمیں کمزور اور بزدل نہ سمجھیں ورنہ ان کے حوصلے بڑھ جائیں گے۔ خدا کی قسم! عرب یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ ہم کو دھکیلتے ہوئے ہمارے گھروں میں گھس آئیں"۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ انصاریوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا" یارسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم جو دشمن بھی ہمارے علاقے میں آیا، ہم سے شکست کھا کر گیا ہے اور جب آپ ﷺ ہمارے درمیان موجود ہیں، دشمن بھلا کیسے غالب آ سکتا ہے"۔ حضرت امیر حمزہ ؓ نے بھی انہی لوگوں کی آراء سے اتفاق کرتے ہوئے ارشاد فرمایا"قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ پر قرآن پاک نازل فرمایا ہے کہ میں اس وقت تک کوئی چیز نہیں کھاؤں گا، جب تک مدینہ سے باہر دشمن کے ساتھ جنگ نہیں کروں گا"۔

☆☆☆

Marfat.com

اکثریت کی رائے کا احترام

اگرچہ حضور ﷺ کو شہر سے باہر جا کر لڑنا پسند نہیں آ رہا تھا لیکن چونکہ اکثریت کی رائے باہر جا کر لڑنے کے حق میں تھی اس لئے آپ ﷺ نے اکثریت کی رائے کو فوقیت دیتے ہوئے رضا مندی کا اظہار کر دیا۔ یہاں ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جب اجتماعی مشورہ لیا جائے تو اکثریت کی رائے کو تسلیم کرنا چاہئے خواہ وہ فیصلہ صحیح ہو یا غلط۔ فردِ واحد کی غلطی کو معاف نہیں کیا جا سکتا لیکن اجتماعی غلطی قابل معافی ہے۔ بہرکیف مشورہ کرنا اور رائے لینا بالخصوص اجتماعی کام میں نہایت اہم ہے۔ اس سے صرف نظر ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ جب آپ ﷺ نے فیصلہ کیا تو وہ جمعہ کا دن تھا۔ آپ ﷺ نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور لوگوں کے سامنے وعظ فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ ''وہ پوری تندہی اور ہمت کے ساتھ جنگ کریں''۔ آپ ﷺ نے ان کو خوشخبری دی کہ اگر لوگوں نے صبر سے کام لیا تو حق تعالیٰ انہیں فتح و کامرانی سے سرفراز کرے گا۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ دشمن سے لڑنے کی تیاری کریں۔''

آنحضرت ﷺ کا حکم سن کر لوگ خوش ہو گئے۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے سب کے ساتھ نماز عصر ادا کی۔ اس وقت تک لوگ قرب و جوار سے بھی آ کر جمع ہو گئے تھے۔ پھر آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ساتھ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ ان دونوں برگزیدہ ہستیوں نے آنحضرت ﷺ کے عمامہ باندھا اور آپ ﷺ کو جنگی لباس پہنایا۔ حجرہ مبارک کے باہر لوگ آپ ﷺ کے انتظار میں صفیں باندھے کھڑے ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت سعید ابن معاذ رضی اللہ عنہ اور

Marfat.com

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا ''تم لوگوں نے باہر نکل کر لڑنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی مرضی کے خلاف مجبور کیا ہے۔ اب بھی تم اس معاملے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر چھوڑ دو۔ وہ جو حکم دیں گے اور جو رائے دیں گے تمہارے لئے بہتر ہے کہ بھلائی ہوگی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی جائے''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سپہ سالار کی وردی میں ملبوس اپنے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے۔ سبحان اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پر وقار شخصیت کا یہ منظر نہایت جلالی اور پر رعب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ہری زرہ'' پہن رکھی تھی۔ یعنی ایک زرہ پر دوسری زرہ۔ یہ فضہ نامی زر ہیں تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قینقاع کے مال غنیمت سے حاصل کی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ لباس کے اوپر پہنی ہوئی تھی۔ پہلو میں تلوار حائل تھی اور پشت پر ترکش لگا رکھا تھا۔ اب حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید ابن حضیر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا یہ مقصد نہیں تھا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کی مخالفت کریں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجبور کریں، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو مناسب سمجھیں اسی کے مطابق عمل فرمائیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہر سے نکل کر مقابلہ پسند نہیں فرماتے تو یہیں رہیئے۔'' اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تم سے یہیں شہر میں رہنے کو کہا تھا مگر تم نے انکار کیا۔ اب میں ہتھیار لگا چکا ہوں اور کسی نبی کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ ہتھیار لگانے کے بعد اس وقت سے پہلے انہیں اتارے جب تک اللہ تعالیٰ اس کے اور اُس کے دشمنوں کے درمیان فیصلہ نہ فرما دے''اس سے یہ بھی مراد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کام کرنے کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہ اٹل ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ پختہ اور غیر متزلزل ہوتا ہے۔ اب اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہتھیار لگا کر بغیر جنگ کے لئے ہتھیار اتار دیتے ہیں تو یہ بزدلی کی علامت ہے اور یہ بات نبیوں کے شایان شان نہیں ہے۔

جنگ احد کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین پرچم تیار کرائے۔ ایک پرچم

Marfat.com

قبیلہ اوس کا تھا جو حضرت اسید ابن حضیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ دوسرا پرچم حضرت مصعب رضی اللہ عنہ ابن عمیر کے ہاتھ میں دیا گیا۔ تیسرا اسلامی پرچم قبیلہ خزرج کا تھا جو حضرت حباب رضی اللہ عنہ ابن منذر کے ہاتھ میں تھا۔

اسلامی لشکر کی تعداد ایک ہزار صحابہ پر مشتمل تھی۔ اس لشکر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے حضرت سعید رضی اللہ عنہ ابن معاذ اور حضرت سعید رضی اللہ عنہ ابن عبادہ چل رہے تھے۔ یہ دونوں حضرات زرہ پوش تھے اور قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ یہ عالی شان لشکر اسلام "شیخین" کے مقام پر پہنچ کر خیمہ زن ہوا۔ شیخین دو پہاڑوں کا نام تھا۔ اس جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں۔ پچاس مجاہدین رات بھر پہرہ دیتے رہے اور زکوان ابن قیس رضی اللہ عنہ رات بھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت پر مامور رہے۔ کیونکہ سونے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "کون ہے جو آج رات صبح تک ہمارے پاس پہرہ دے"۔ اس پر حضرت زکوان نے اپنی خدمات پیش کیں۔ صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ فرشتے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے ہیں"۔ رات کے آخری حصے میں کوچ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شیخین سے مقام شوط پر پہنچ گئے جو مدینہ اور احد کے درمیان جگہ ہے۔ یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی۔ اسی جگہ پر عبداللہ ابن اُبی جو منافق تھا اپنے منافق ساتھیوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ اس کے ساتھیوں کی تعداد تین سو تھی۔ جاتے ہوئے کہنے لگا: "انہوں نے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری بات نہیں مانی اور لڑکوں کی باتوں میں آگئے جن کی رائے کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ اب ہماری رائے کا خود ہی پتہ چل جائے گا۔ ہم خوامخواہ اپنی جانیں کیوں دیں۔ اس لئے ساتھیو واپس چلو!"

احد کے موقع پر اس دن مسلمانوں کے پاس صرف دو گھوڑے تھے جن میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور دوسرا گھوڑا ابو بردہ کا تھا۔ احد کی گھاٹی کے پاس پہنچ

Marfat.com

کر آپ ﷺ نے پڑاؤ ڈالا۔ یہاں آپ ﷺ نے اس طرح پڑاؤ ڈالا کہ احد پہاڑ کو تو آپ ﷺ نے پشت کی طرف کرلیا اور مدینے کو سامنے کے رخ پر کرلیا۔ اس حکمت عملی سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ پیغمبر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اعلیٰ ترین جنگی کمانڈر کی خوبیوں سے بھی متصف تھے۔ کوہ اُحد کو عقب میں رکھنے کا مطلب یہ تھا کہ دشمن کہیں عقب سے آکر اچانک حملہ نہ کردے۔ آپ ﷺ نے احد کو عقب میں رکھنے پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ پچاس بہترین تیرانداز بھی وہاں متعین کردیئے۔ یہ صف بندی یہاں رات گذارنے کے بعد کی گئی۔ جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو مسلمان اپنے سامنے مشرکوں کو ان کے پڑاؤ میں دیکھ رہے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور تکبیر کہی اور آنحضرت ﷺ نے صف بستہ صحابہ کو نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ ﷺ نے مسلمانوں کے سامنے خطبہ دیا کہ جس میں ان کو جہاد پر ابھارنا اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالنا مقصود تھا۔

چنانچہ جنگی حکمت عملی کے تحت آپ ﷺ نے ایک ٹیلے پر پچاس ماہر تیر اندازوں کو مقرر کیا۔ ان تیراندازوں کے امیر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ابن جبیر تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم اپنی جگہ پر جمے رہنا اور وہاں سے مت ہلنا۔ اگر تم یہ دیکھو کہ ہم دشمن کو شکست دے کر اُن کا پیچھا کرتے ہوئے ان کے پڑاؤ میں داخل ہو گئے ہیں، تب بھی تم اپنی جگہ کو نہیں چھوڑنا اور اگر تم ہمیں قتل ہوتے دیکھو پھر بھی ہماری مدد کو مت آنا اور نہ ہی دشمن کو دھکیلنے کے لئے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا بلکہ ان کو تیراندازی سے ہی روکنا کیونکہ گھوڑے سوار لشکر کو تیروں ہی کی بوچھاڑ سے روکا جاسکتا ہے۔ جب تک تم اپنی جگہ پر جملے رہو گے ہم دشمن پر غالب رہیں گے، اے اللہ! میں تجھے ان پر گواہ بناتا ہوں!''

جنگ کی ابتداء انفرادی مبارزت آرائی سے شروع ہوئی۔ مشرکوں کی طرف سے ایک اونٹ سوار باہر نکلا اور اس نے مسلمانوں کو للکارا۔ یہاں تک کہ اس نے مسلمانوں کو تین مرتبہ مبارزت کے لئے للکارا۔ اس کی للکار پر حضرت زبیرؓ اسلامی صفوں

Marfat.com

میں سے نکل کر اس کی طرف بڑھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پیدل تھے اس کے پاس پہنچ کر وہ یک دم زور سے اُچھلے اور اس کو گردن سے دبوچ لیا اور اس کے اونٹ ہی پر زور آزمائی شروع ہوگئی۔ ان کی زور آزمائی دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ان میں جو بھی پہلے زمین کو چھوئے گا وہی قتل ہو جائے گا''۔ اسی وقت وہ مشرک اونٹ سے نیچے گرا اور اس کے اوپر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ گرے۔ انہوں نے فوراً ہی اس مشرک کو قتل کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ کی بڑی تعریف کی اور فرمایا: ''اگر اس مشرک کے مقابلے میں زبیر رضی اللہ عنہ نہ نکلتے تو میں خود نکلتا!'' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ دشمن کی للکار پر مسلمان سامنے آنے سے گریز کر رہے تھے۔ اس کے بعد مشرکوں کی طرف سے طلحہ ابن ابو طلحہ نکلا۔ اس نے بھی مسلمانوں کو للکار کر کہا کہ کون ہے جو میرے مقابلے میں آئے گا؟ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی خارا شگاف تلوار بلند کر کے اسلامی صفوں سے نکل کر اس کے سامنے پہنچ گئے۔ دونوں طرف سے تلواروں کے وار شروع ہوئے کہ اچانک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خارا شگاف تلوار بلند کی اور اسے جہنم رسید کر دیا۔

جب مشرکوں کے پرچم بردار ایک ایک کر کے میدان جنگ میں ڈھیر ہو گئے تو ان کا لشکر چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں بٹ گیا۔ مسلمانوں نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو انہوں نے دشمن پر ایک فیصلہ کن حملہ کیا اور انہیں قتل کرنے لگے۔

یہ بات قابل غور ہے کہ جب گھمسان کا رن پڑا تو مشرکوں کے اسپ سوار دستے نے تین مرتبہ مسلم لشکر پر حملہ کیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑی کے اوپر جو تیر اندازوں کا چاق و چوبند دستہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ابن جبیر کی سرکردگی میں متعین فرمایا تھا وہ ہر مرتبہ تیروں کی بوچھاڑ سے گھوڑے سوار دستے کو پسپا کر دیتے تھے اور مشرکین بدحواسی کے عالم میں پیچھے ہٹ جانے پر مجبور ہو جاتے۔ لطف کی بات یہ ہے اس اسپ سوار دستے کی قیادت خالد بن ولید کر رہا تھا جو ابھی دائرہ اسلام میں نہیں آیا تھا اور وہ جنگی حکمت عملی

Marfat.com

کا ماہر تھا۔ یہاں پر ہمیں حضور ﷺ کی جنگی حکمت عملی کی داد دینا پڑتی ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر جنگ میں ایک بے نظیر سپہ سالار اور کمانڈر اِن چیف ثابت ہوئے، ان ہی کی جنگی تدبیروں نے مسلمانوں کو ہمیشہ فتح و کامیابی سے ہمکنار کیا۔

جب گھمسان کی جنگ جاری تھی اور مشرکین کے پاؤں اُکھڑ رہے تھے تو ابوسفیان کی بیوی ہندہ اپنی ساتھی عورتوں کے ساتھ جو بڑی بن سنور کر آئی ہوئی تھیں، دف بجا بجا کر پر جوش گیت گانے لگیں تاکہ ان کے مرد جوانمردی سے لڑیں اور پیچھے نہ ہٹیں۔ وہ نہایت مترنم آواز میں یہ نغمے گا رہی تھیں:

"آگے بڑھو، اے بنی عبد الدار ہمت کرو، اے پشت پناہو، شمشیر خارا شگاف سے بڑھ چڑھ کر وار کرو! ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں! ہم غالیچوں پر چلنے والیاں ہیں، ایک مستانہ وار رعنائی سے بھرپور چال کے ساتھ! ہماری مانگ میں مشک و عنبر کی نکہت ہے، ہمارے گلے موتیوں کے ہار سے آراستہ ہیں، اگر تم آگے بڑھو گے تو ہم تم سے ہم آغوش ہوں گی! تمہارے لئے دیدہ و دل فرش راہ کریں گی، لیکن اگر تم پیٹھ پھیرو گے تو ہم تم سے منہ پھیر لیں گی اور تم کبھی ہماری رعنائیاں نہ پا سکو گے"

ان اشعار سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ تمام اہل بلند پایہ شعراُ تھے اور وہ اور ان کی عورتیں دلکش دلپذیر عربی اشعار سے مردہ دل مردوں کے دلوں میں جان ڈال دیتی تھیں اور اُن کے سینوں میں عزم و ہمت کے شعلے روشن کر دیتی تھیں۔ ان اشعار سے ظاہر ہے کہ وہ برموقع عربی زبان کے اشارہ و کنایہ اور دلفریب تشبیہات کے استعمال میں ماہر تھیں۔

آنحضرت ﷺ نے جب ہندہ کے اشعار سنے جن سے وہ مشرکین کو جوش دلا رہی تھی تو آپ ﷺ نے اپنے رب کی طرف رجوع کیا اور فرمایا:

"اے اللہ! تجھ ہی سے طاقت چاہتا ہوں۔ تجھ ہی سے جماؤ، ثابت قدمی، استطاعت اور پامردی مانگتا ہوں اور تیرے ہی نام پر جنگ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی مجھے کافی ہے اور وہی سب سے بہتر سہارا، کارساز اور ذمہ دار ہے!"

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابُو دجانہ رضی اللہ عنہ کو شمشیر عطا کرنا

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تلوار دینے کا اعلان فرمایا کہ کون ہے جو اس کا حق ادا کرے گا؟ تو میرے تین مرتبہ مانگنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ تلوار مجھے نہیں دی حالانکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پھوپھی زاد بھائی تھا۔لیکن جب ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تلوار مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ تلوار ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو دے دی۔اس وقت مجھے یہ بات ناگوار گزری اور میں نے دل میں کہا کہ میں دیکھوں گا کہ ابودجانہ رضی اللہ عنہ کس طرح اس تلوار کا حق ادا کرتا ہے۔اس کے بعد میں نے ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی شمشیر زنی کو میدان جنگ میں اپنی نظروں کے سامنے رکھا۔میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے موزے کی ٹانگ میں سے ایک سرخ رنگ کی پٹی نکالی جس کے ایک طرف تو یہ آیت لکھی ہوئی تھی "نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتْحٌ قریب" اور دوسری طرف یہ کلمات تحریر تھے کہ "جنگ میں بزدلی شرم کی بات ہے۔جو شخص میدان سے بھاگا وہ جہنم کی آگ سے نہیں بچ سکتا"۔ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے یہ پٹی اپنے سر پر باندھ لی۔انصاری مسلمانوں نے جب یہ دیکھا تو کہا: "ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے موت کی پٹی نکال لی ہے!" انصاریوں میں یہ بات مشہور تھی کہ حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ جب یہ پٹی سر پر باندھ لیتے ہیں تو پھر دشمن پر اس طرح ٹوٹتے ہیں کہ جو بھی سامنے آتا ہے بچ کر نہیں جا سکتا۔چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس پٹی کے باندھنے کے بعد وہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ خون ریزی میں مصروف ہو گئے۔انسانی جسموں کو مسلسل کاٹنے کی وجہ سے جب ان کی تلوار کند ہو جاتی وہ اس کو پتھر پر رگڑ کر دھار دیتے اور تیز کر لیتے اور پھر دشمن پر موت بن

Marfat.com

کر ٹوٹ پڑتے اور واقعی انہوں نے رسول پاک ﷺ سے تلوار کے لینے کا حق ادا کر دیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مزید کہتے ہیں کہ مشرکوں میں سے ایک شخص ایسا تھا جو ہمارے مسلمانوں کے زخمیوں کو میدان جنگ میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کر رہا تھا، جو زخمی بھی اس کو کہیں پڑا ملتا وہ جھپٹ کر اس کو قتل کر دیتا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس شخص کا ابودجانہ رضی اللہ عنہ سے آمنا سامنا ہو جائے۔ چنانچہ میری دعا قبول ہوگئی اور یہ شخص ابودجانہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آ گیا۔ دونوں میں تلوار کے وار ہونے لگے۔ اچانک اس مشرک نے ابودجانہ رضی اللہ عنہ پر تلوار بلند کی جس کو انہوں نے اپنی چمڑے کی ڈھال پر روک لیا۔ مشرک کی تلوار ان کی ڈھال میں پھنس گئی۔ ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے فوراً اس پر کاری ضرب لگائی اور قتل کر دیا۔ میری زبان سے بے اختیار ابودجانہ رضی اللہ عنہ کے لئے مرحبا نکلا کہ واقعی ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی مرحمت کردہ تلوار کا حق ادا کر دیا۔ ایک روایت ابودجانہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جنگ کے دوران میں نے دیکھا کہ ایک شخص لوگوں کو جنگ کا جوش دلا رہا ہے اور ان کے حوصلے بلند کر رہا ہے۔ میں فوراً اس کی طرف جھپٹا مگر جب میں نے اس پر حملہ کر کے تلوار اس کے سر پر بلند کی تو اچانک اس نے بلبلا کر چیخنا چلانا اور فریاد کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت اس کی آواز سے میں نے پہچانا کہ یہ کوئی عورت ہے میں نے اسے پسند نہیں کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار سے ایک عورت کو قتل کروں۔ اس لئے میں نے اسے چھوڑ دیا۔ یہ عورت ابوسفیان کی بیوی ہندہ بنت عتبہ تھی۔

جس طرح ابودجانہ رضی اللہ عنہ دشمن کے لشکریوں کے کشتوں کے پشتے لگا رہے تھے، اسی طرح امیر حمزہ رضی اللہ عنہ دشمن کے ساتھ زبردست جنگ کر رہے تھے اور جو بھی ان کے سامنے آیا انہوں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اسی موقع پر سباع بن عبدالعزیٰ کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے سامنا ہو گیا۔ یہ سباع مشرک تھا اور اس کی ماں کا نام وغار تھا جو عورتوں کے ختنہ کیا کرتی تھی۔ زمانہ جاہلیت میں عورتوں کی ختنہ کا عام رواج تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے سباع کو سامنے دیکھا تو ایک دم للکارے: ''سامنے آ۔ اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی وغار کے بیٹے'' پھر ایک ہی وار سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس مشرک کو قتل کر ڈالا۔ اس روز حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے متعدد مشرقین کو جہنم رسید کیا۔

Marfat.com

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جب سباع کو قتل کر ڈالا تو اس کی زرہ اتارنے کے لئے اس پر جھکے اور زرہ اتارنے کے بعد ان کا پیر پھسلا جس سے اُن کی زرہ ان کے پیٹ پر سے سرک گئی۔ یہ تمام منظر حضرت جبیر رضی اللہ عنہ ابن مطعم کا غلام وحشی دیکھ رہا تھا جو اس تاک میں تھا کہ وہ کس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرے کیونکہ اس سے وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر وہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس جنگ میں قتل کر دے گا تو اسے آزاد کر دیا جائے گا۔ وحشی نے جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ کو غیر محفوظ پایا تو اس نے جلدی سے کمان میں تیر چڑھایا اور نشانہ لے کر ان کے کھلے ہوئے پیٹ پر تیر چلا دیا۔ تیر اُن کی ناف کے نیچے پیوست ہو گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وہیں نڈھال ہو کر گر پڑے اور جانبر نہ ہو سکے۔ وحشی اپنی کمین گاہ سے نکلا اور ان کے پاس پہنچ کر اپنی تسلی کر لی کہ وہ ٹھنڈے ہو گئے ہیں۔ اس کام سے فارغ ہو کر اس نے اپنا تیر کمان اٹھایا اور لشکر سے علیحدہ ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا کیونکہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے علاوہ اسے جنگ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس لئے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی صورت میں ہی اسے آزاد کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔

............☆☆............

Marfat.com

مسجد قباء

Marfat.com

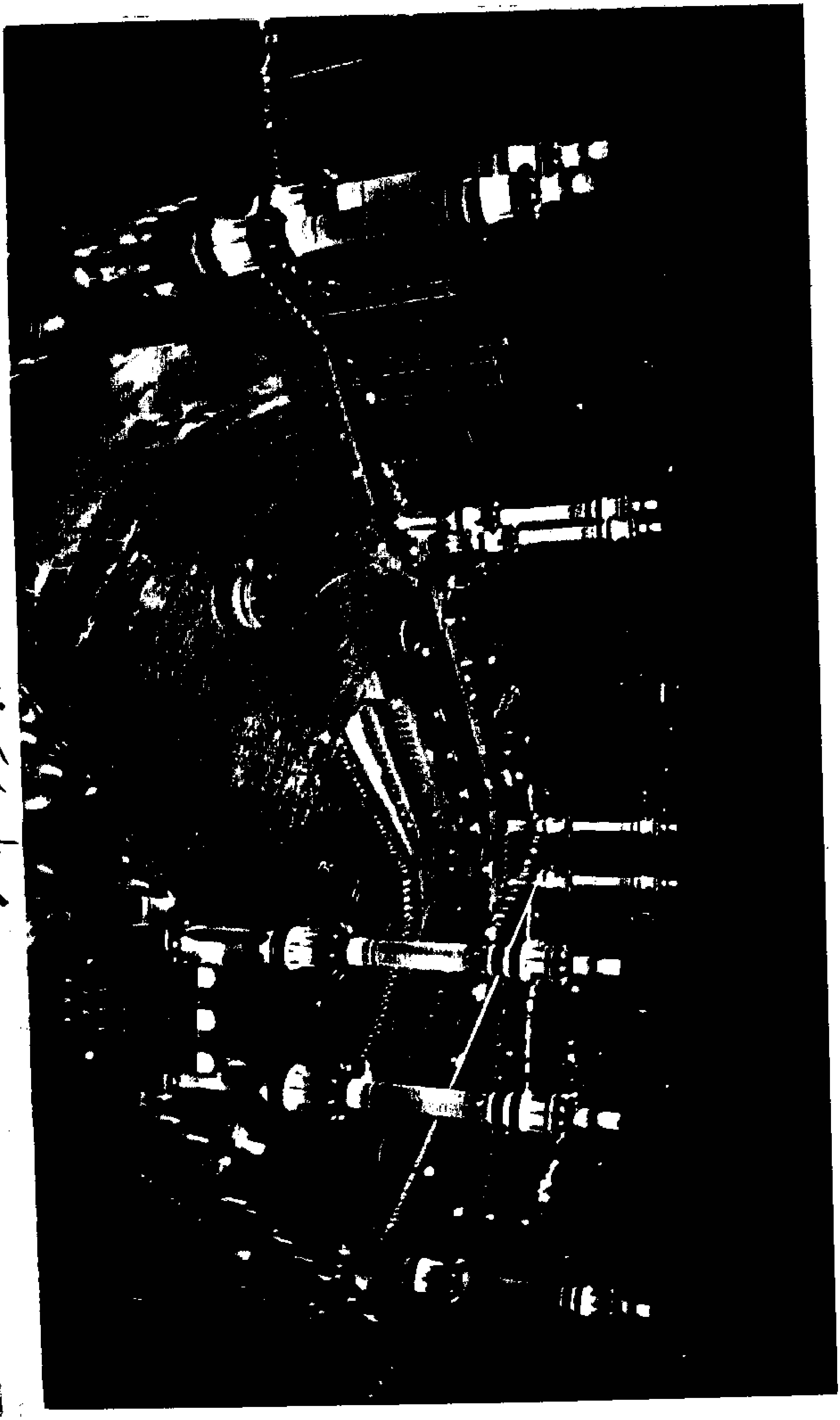

Marfat.com

مشرکوں کی شکست اور بدحواسی

جب مشرکوں کے پرچم بردار یکے بعد دیگرے قتل ہو گئے اور ان کا کوئی بھی پرچم بردار نظر نہ آیا تو ان میں افراتفری کا عالم چھا گیا اور وہ پسپائی اختیار کرنے لگے۔ پیٹھ پھیر کر چیختے چلاتے اور بلبلاتے ہوئے بھاگنے لگے۔ ان کی وہ عورتیں جو کچھ دیر پہلے بہت خوش ہو کر اور دف بجا بجا کر گا رہی تھیں، دف پھینک کر بھاگ نکلیں۔ اور بدحواسی کے عالم میں وہ اپنے کپڑے نوچ رہی تھیں۔

مسلمانوں نے جب دشمن کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو وہ ان کا پیچھا کر کے ان کے ہتھیار چھیننے اور مال غنیمت جمع کرنے لگے۔ عین اس وقت مسلمانوں کا وہ تیر انداز دستہ جسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ اپنی مقررہ جگہ سے نہ ہلیں اور مال غنیمت جمع کرنے کے لئے ہرگز نہ بھاگیں۔ اس صورت حال کو دیکھ کر ان کے امیر حضرت عبداللہ ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو سخت تاکید کہ وہ کسی بھی حالت میں یہاں سے نہ ہٹیں۔ مگر بشری کمزوری کے تحت وہ لوگ نہ مانے اور کہنے لگے: ''مشرکوں کو شکست ہو گئی ہے، اب ہم یہاں ٹھہر کر کیا کریں گے؟'' یہ کہہ کر وہ لوگ اس پہاڑی سے اتر آئے اور مال غنیمت جمع کرنے لگے۔ اگرچہ ان میں سے اکثر لوگ اپنی جگہ چھوڑ کر جا چکے تھے مگر امیر حضرت عبداللہ ابن جبیر رضی اللہ عنہ اور کچھ دوسرے صحابہ اپنی جگہ پر جمے رہے جن کی تعداد دس سے بھی کم رہ گئی تھی۔ انہوں نے نیچے جانے والوں سے کہا: ''میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہرگز نہیں کروں گا''۔ بہر حال عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے امیر کی اطاعت کی تعمیل کر کے مثال قائم کر دی۔

Marfat.com

خالد بن ولید نے جب دیکھا کہ وہ ٹیلہ جس پر تیر اندازوں کا دستہ جما کھڑا تھا خالی ہو چکا ہے اور وہاں پر صرف چند تیر انداز کھڑے ہیں تو وہ فوراً اپنے گھوڑ سوار دستہ کے ساتھ پلٹا اور اس کے ساتھ ہی عکرمہ ابن ابو جہل بھی پلٹ پڑا انہوں نے پہاڑی پر پہنچ کر ان چند لوگوں پر بھرپور حملہ کر دیا۔ یہ چند تیر انداز تھے اور حملہ بہت شدید تھا۔ ایک ہی ہلے میں انہوں نے دستے کے امیر حضرت عبداللہ ابن جبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے چند ساتھیوں کو قتل کر دیا ان لوگوں نے عبداللہ ابن جبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پیر اور جسم کے دوسرے اعضاء کاٹ ڈالے۔ اور ان کی لاش کا مثلہ کر دیا حتیٰ کہ ان کی آنتیں باہر نکل آئیں۔

افسوس! کہ فتح ناکامی میں بدل گئی: ایک ذراسی غلطی یا حکم عدولی کی وجہ سے یہ واضح فتح و نصرت ناکامی میں بدل گئی جسے عام طور پر شکست کہا جاتا ہے حالانکہ دشمن اپنے مشن میں ناکام و مایوس لوٹا اگرچہ مسلمانوں کا بہت نقصان ہوا۔ حقیقت میں اگر تیر انداز اپنی جگہ کو نہ چھوڑتے تو یہ نقصان عظیم ہرگز نہ ہوتا۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ اس گھوڑ سوار دستے نے مسلمانوں کو گھیر لیا مسلمان اس وقت بے خبری کے عالم میں مال غنیمت سمیٹنے اور مشرکوں کو قیدی بنانے میں لگے ہوئے تھے۔ مسلمانوں میں سراسیمگی پھیل گئی اور دشمن نے ان پر ضرب کاری لگائی۔ یہ حملہ اچانک اور غیر متوقع تھا۔ اس نے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔

............☆☆............

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمن کے نرغہ میں ثابت قدمی

جب لڑائی کا پانسہ پلٹا تو بعض صحابہ رضی اللہ بدحواسی کے عالم میں منتشر ہو گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس افراتفری کے عالم میں اور چاروں طرف دشمنوں کے نرغے میں آنے کے باوجود اپنی جگہ پر ثابت قدم اور ڈٹے رہے۔ صحابہؓ کو ادھر ادھر بھاگتے دیکھ کر پکارتے اور فرماتے تھے ''اے فلاں، ابن فلاں میری طرف آؤ۔ اے فلاں، ابن فلاں میری طرف آؤ۔ میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں!''

حضرت علی رضی اللہ، حضرت طلحہ رضی اللہ اور ابودجانہ رضی اللہ جو اگلی صفوں میں دشمن سے لڑ رہے تھے فوراً پیچھے مڑے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے حصار میں لے لیا لیکن ان کے آنے سے پہلے دشمن کی طرف سے مارا گیا ایک پتھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس پر لگا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نچلا ہونٹ زخمی ہو گیا اور اس سے خون بہنے لگا اور ایک دانت مبارک شہید ہو گیا۔ خون آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک پر بہنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بہنے سے روکنے کی پوری کوشش کی لیکن وہ نہ رُکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ اور دیگر صحابہ سے کہا کہ '' فکر کی کوئی بات نہیں میں ٹھیک ہوں اور پھر سوائے طلحہ رضی اللہ کے باقی سب میدان جنگ کی طرف چلے گئے۔ اچانک پھر ایک گھوڑ سوار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھا اور اس نے پکارا ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہے؟'' یہ مشرکین قریش میں سے ابن قیمہ تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حصار کو توڑ کر اس پھرتی سے تلوار کا وار کیا جسے روکنا مشکل تھا تاہم طلحہ رضی اللہ نے بڑی جوانمردی سے اس کے وار کو اپنے ہاتھ سے روکا جس سے ان کی انگلیاں شہید ہو گئیں۔ اگرچہ اس کے وار کا زور ٹوٹ چکا تھا تاہم اس کے

Marfat.com

وار سے آنحضرت ﷺ کے خود کی زنجیر ٹوٹ گئی اور دو ٹکڑے آپ کے رخسار مبارک میں پھنس کر رہ گئے۔ وہ بدبخت جس پھرتی سے آیا تھا اسی پھرتی سے واپس چلا گیا اور مشہور کر دیا کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کو شہید کر دیا۔ یہ خبر کفار کے لشکر میں بھی پھیل گئی کیونکہ اس وار سے حضور ﷺ تھوڑی دیر کے لئے ہوش کھو بیٹھے تھے اور گرے تھے۔ تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ ہوش میں آگئے اور اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کہ وہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں اور ان کے ساتھ پہاڑ کی ذرا بلندی پر جو گھاٹی ہے چلیں۔ یہ محفوظ جگہ تھی اور وہاں سے دشمن کی چالوں کو آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔ لیکن اب آپ ﷺ اپنے رخسار میں بہت تکلیف محسوس کر رہے تھے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دانتوں سے زنجیر کے دونوں ٹکڑوں کو باہر نکال دیا۔ اب پھر آپ ﷺ کے رخسار مبارک سے خون بہنے لگا۔ خزرج کے مالک بن سنان نے اپنا دہن رخسار مبارک پر رکھ دیا اور خون چوس کر پی لیا۔ ابوعبیدہؓ اور مالکؓ بن سنان کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''انہیں آگ نہیں چھو سکتی کیونکہ ان کے خون میں میرا خون مل گیا ہے''۔

جونہی یہ چھوٹا سا گروہ اس گھاٹی پر آیا تو ان لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا اور انہوں نے اطمینان کا سانس لیا لیکن جو لوگ پہلے سے وہاں پناہ لئے ہوئے تھے، وہ آپ ﷺ کے استقبال کے لئے نیچے اترے۔ ان کے آگے آگے کعبؓ ابن مالک تھے۔ وہ حضور ﷺ کو دیکھ کر خوشی سے چلا اٹھے کہ ''اے مسلمانو! خوش ہو جاؤ رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود ہیں''۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ۔ پھر وہ اس اچھی خبر پر دوبارہ نہیں چلایا۔ لیکن اس کی آواز پھیل چکی تھی اور لوگ یقین کرنے کے لئے جلدی سے اس طرف بڑھے۔ انہیں حضور ﷺ کو دیکھ کر اتنی خوشی ہوئی کہ ان کی ہزیمت کی کیفیت فتح میں بدل گئی۔

لیکن کعب رضی اللہ عنہ کی ہر ہر خوشی کا نعرہ ایک مشرک گھوڑ سوار نے سن لیا تھا جو اس

Marfat.com

جگہ ٹھہر گیا تھا جہاں سے وہ جا چکے تھے۔ یہ گھوڑ سوار امیر کا بھائی ابی تھا جس نے اپنے گھوڑے ''موز'' پر بیٹھے ہوئے قسم کھائی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرے گا۔ جب اس نے سنا کہ حضور پُرنور ﷺ زندہ ہیں تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار گھاٹی کی طرف بڑھا تاکہ خود دیکھے کہ کیا وہ واقعی زندہ ہیں۔ جب وہ ان کے قریب پہنچ گیا تو بولا ''اے محمد ﷺ اگر تم بچ گئے ہو تو اب نہیں بچ سکتے!'' بعض صحابہ نے آپ ﷺ کو اپنے حصار میں لے لیا اور بعض اس پر حملہ کرنے کے لئے اس کی طرف بڑھے۔ آپ ﷺ نے انہیں اس کی طرف بڑھنے سے روک دیا اور خود حارث رضی اللہ عنہ ابن عاصمہ سے نیزہ لے کر اس کی گردن پر وار کیا۔ نیزے کی انی ابی کی گردن پر لگتے ہی وہ بیل کی طرح بلبلانے لگا اور لڑکھڑا کر گھوڑے سے گرنے ہی والا تھا لیکن ذرا سنبھلا اور چیختا چلاتا اپنے گھوڑے کو ڈھلوان سے دوڑاتا ہوا قریش مکہ کے کیمپ میں پہنچا جہاں جا کر اس نے اپنے بھانجے صفوان کو بتایا کہ ''محمد ﷺ نے مجھے قتل کر دیا ہے'' سفیان اور دوسرے لوگوں نے جو وہاں جمع تھے اس کے زخم کو دیکھا اور کہا کہ یہ معمولی زخم ہے۔ مگر اُسے یقین تھا کہ یہ معمولی زخم نہیں ہے۔ بعد میں ثابت بھی ہو گیا کہ یہ ضرب کاری تھی۔ اس نے ان سے پھر کہا کہ ''اُس ﷺ نے مجھ سے کہا کہ وہ مجھے قتل کر دے گا اور خدا کی قسم! اگر وہ مجھ پر تھوک دیتا تو میں قتل ہو جاتا۔'' وہ سب حیرت زدہ ہو کر بولے کیا محمد ﷺ کا انتقال نہیں ہوا!'' لیکن ابی اس وقت جوش میں آپے سے باہر تھا اور خود پہنے ہوئے شخصوں میں سے ایک دوسرے کو پہچاننے میں اس سے غلطی کا احتمال ہو سکتا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابی رضی اللہ عنہم گھاٹی کی چوٹی پر پہنچے تو آنحضرت ﷺ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں وہاں کی چٹانوں کی کھائی میں سے پانی بھر کر لائے اور آپ ﷺ کو پیش کیا کیونکہ پیاس کی وجہ سے آپ ﷺ کے ہونٹ خشک ہو رہے تھے۔ لیکن پانی کی بو آپ ﷺ کو پسند نہ آئی اور پیاس کے باوجود آپ ﷺ نے

Marfat.com

اُسے نہ پیا۔ تاہم انہوں نے اس پانی سے اپنے خون آلود منہ کو ضرور دھولیا۔ چونکہ ابھی آپ ﷺ اور ان کے ساتھی میدان قریب ہونے کی وجہ سے دشمن کی دسترس سے باہر نہ تھے لہٰذا آپ ﷺ نے مزید آگے بلندی پر جانے کے لئے کہا۔ چونکہ آپ ﷺ اتنے کمزور ہو چکے تھے کہ مزید بلندی پر نہیں جا سکتے تھے اس لئے اس موقع پر طلحہؓ بن عبید اللہ جلدی سے آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کو کاندھوں پر بٹھا کر چٹان کے اوپر لے گئے۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''طلحہ رضی اللہ عنہ کے اِس نیک عمل کی وجہ سے اُن کے لیے جنت ہوگئی! ایک قول ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی ایک ٹانگ میں لنگ تھا اور وہ لنگڑا کر چلتے تھے اِس عظیم خدمت کے بدلے بعد میں اُن کی چال ٹھیک ہوگئی اور لنگڑا پن ختم ہو گیا۔ جب ایک محفوظ جگہ پر آپ ﷺ پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے نماز ظہر ادا کی۔ آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز ادا کی اور سب نے آپ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے بیٹھ کر ہی نماز ادا کی۔ پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر کے لئے لیٹ گئے آپ ﷺ کے ساتھی بھی آرام کی خاطر لیٹ گئے چند ساتھی ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر پہرہ دیتے رہے تا کہ دشمن کے اچانک حملے کو روک سکیں۔

............☆☆............

Marfat.com

ہندہ کا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے جگر کو چبانا

مشرکین مکہ اپنے جنگ میں قتل کیے گئے لوگوں اور زخمیوں کے شمار کرنے میں مصروف تھے۔ اِس جنگ میں اُن کا نقصان کوئی زیادہ نہیں ہوا تھا۔ تین ہزار میں سے صرف بائیس (22) نفوس مارے گئے تھے۔ جب کہ انہوں نے وہاں مسلمانوں کی پینسٹھ (65) لاشیں شمار کیں۔ مہاجرین میں سے انہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مصعب بن عبدالدار اور عبداللہ بن جحش کی شناخت کی جو مقتولین میں سے تھے۔ دور کچھ اور لوگ بھی مردہ یا زخمی پڑے تھے۔ وحشی جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا وہ پیچھے سے آیا اور اس نے حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کو کاٹ کر اس میں سے جگر نکال لیا اور ہندہ کو دیا کہ یہ حمزہ کا جگر ہے اور اُس سے کہا ''اس کے بدلے میرا کیا انعام ہوگا''؟، ہندہ نے جواب دیا ''میرے حصے کا تمام مالِ غنیمت تمہارا ہے، اس نے حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر اس سے لے کر چبایا اور پھر پھینک دیا۔ پھر اس نے وحشی سے کہا کہ مجھے وہاں لے چلو، جہاں اس کی لاش پڑی ہے۔ وحشی ہندہ کو وہاں لے گیا۔ اس شقی القلب عورت نے حمزہ رضی اللہ عنہ کا ناک، کان اور جسم کے کچھ حصوں کا گوشت کاٹا پھر اس نے اپنے گلے سے نگلنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی، کانوں کے جھمکے اور پنڈلیوں کے پازیب اتار کر وحشی کو بطور انعام دے دیئے اور دوسری عورتوں سے جو اس کے ہمراہ وہاں آئی تھیں کہا کہ وہ اِن مقتولین کا مثلہ کر دیں یعنی اِن کے جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ سنگدل اور سفاک ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ناک، کان اور گوشت کے ٹکڑوں کا ہار بنا کر اپنے گلے میں پہن لیا۔ اس کی دیکھا دیکھی دوسری عورتوں نے یہی کچھ کیا۔ ابوسفیان نے اپنے نیزے سے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کو

Marfat.com

جگہ جگہ سے کاٹا اور اس طرح اپنی آتش انتقام کو بجھایا۔

اس سفا کانہ واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عرب جب انتقام پر اُتر آتے تھے تو وہ انسانیت کی تمام اقدار کو فراموش کر بیٹھتے تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اپنی ان گری ہوئی حرکتوں اور سنگدلی کی معراج کے باوجود ان کا دعویٰ تھا کہ قبیلہ قریش میں سے ہیں جس کا سلسلہ نسب حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی بلند و بالا اور صاحب اقدار و اخلاق شخصیات سے جا ملتا تھا۔ اس کے مقابلے میں فتح مکہ کے وقت حضور پُر نور فخر موجودات شخصیات نے اسی ابوسفیان اور ہندہ کو نہ صرف معاف کر دیا بلکہ ان کے گھر دار السلام کو دار الامان قرار دیا اور فرمایا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر پناہ لے گا اُسے معاف کر دیا جائے گا۔ یہی دوسرے لوگوں سے بھی کہا جنہوں نے آپ کو ہجرت سے قبل ان گنت تکلیفیں اور اذیتیں دیں کہ انسانیت اس پر شرمسار ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے اس موقع کی منظر کشی کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

لُطف و قہر اُو سراپا رحمتے
آں بہ اعداء لیں بہ یاراں رحمتے
آنکہ براعداً در رحمت کُشادہ
مکہ را پیغمام لاَ تثریب داد

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف و کرم اور سختی اور غضب دونوں ہی سرتاپا باعث رحمت ہیں۔ انہوں نے اپنے بدترین دشمنوں پر بھی رحمت کے دروازے کھول دیئے اور فتح مکہ کے وقت فرمایا ''آج تُم پر گرفت نہیں''۔ مزید کہا کہ لڑائی ڈول کی مانند ہے کبھی تمہارے ہاتھ میں اور کبھی ہمارے ہاتھ میں''

اب یہ فرض کر لیا گیا تھا کہ ابی نے غلطی نہیں کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کی گھاٹی میں کسی بلندی پر اپنے دستوں کے ساتھ موجود ہیں لیکن جنگ ختم ہو چکی تھی۔ اب

Marfat.com

پہاڑ پر حملہ کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ مشرکین مکہ نے اپنے غلاموں کو حکم دے دیا تھا کہ وہ خیمے اکھاڑیں اور سامان و ہتھیار باندھ کر واپسی کی تیاری کریں۔ ابوسفیان جانے سے پہلے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پہاڑ کے اس دامن میں پہنچا جہاں اس کا خیال تھا کہ اِس گھاٹی کی کسی بلندی پر آنحضرت ﷺ موجود ہو سکتے ہیں۔ وہاں پہنچ کر اس نے نعرہ بلند کیا ''ہمارا ہُبل ہے اور تمہارا کوئی ہُبل نہیں، ہبل تم بلند ہو! تیرا دین سر بلند ہوتا رہے!'' آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اٹھو اور اِس کا جواب دو اور کہو کہ ''اللہ تعالیٰ کی ذات ہی سر بلند و برتر ہے۔ ہماری تمہاری کوئی بات برابر نہیں ہے۔ ہمارے شہید جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول جہنم میں ہیں!'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہی جملے بآوازِ بلند فرمائے۔

جب ابوسفیان نے یہ جملے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنے تو اُسے شک ہوا کہ حضور ﷺ واقعتہً قتل ہو چکے ہیں ابوسفیان بولا کہ عمر رضی اللہ عنہ ذرا سامنے تو آؤ۔ آنحضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کے سامنے جاؤ اور دیکھو وہ کیا کہتا ہے؟ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابوسفیان کے سامنے آئے تو اس نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا عمر! کیا ہمارے کسی شخص نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا ہے''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''ہرگز نہیں۔ بلکہ حضور ﷺ تیری باتیں سن رہے ہیں'' ابوسفیان نے جب یہ سنا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ''میں تمہاری باتوں پر یقین کرتا ہوں اور ابن قیمہ کی باتوں پر یقین نہیں کرتا۔''

یہ کہہ کر ابوسفیان مڑا اور واپس جاتے ہوئے بولا ''اچھا آئندہ سال ہم میدان بدر میں تم سے پھر ملیں گے''

اِس پر آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص سے فرمایا: ''کہہ دو کہ ہاں ہمارا تمہارا ملنے کا وعدہ رہا''۔ انہوں نے یہ الفاظ بآواز بلند

Marfat.com

کہے۔ابوسفیان تیزی سے واپس اپنے گھوڑے پر سوار اس جگہ واپس آیا جہاں اس کے لوگ سامان وغیرہ باندھ کر واپسی کی تیاری کر رہے تھے۔ پھر وہ جنوب کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابوسفیان اور اُسکے لوگ میدان میں اتنی دور تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں دیکھ سکتے تھے۔لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زہرہ کے بیٹے سعد کو حکم دیا کہ وہ اُن کا تعاقب کرے اور دیکھے کہ اب اُن کے کیا اِرادے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''اگر وہ اپنے گھوڑوں کو ہانک کر لے جا رہے ہیں اور خود اونٹوں پر سوار ہیں تو سمجھو کہ وہ مکہ کی طرف جا رہے ہیں اور اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہیں اور اونٹوں کو ہانک رہے ہیں تو پھر سمجھو کہ وہ مدینے کی طرف جا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر انہوں نے مدینے کا رخ کیا تو پھر میں ہر قیمت پر مدینے پہنچ کر اُن کا مقابلہ کروں گا''۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہزیمت کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوصلے بلند تھے اور ان کے پایہ استقلال میں فرق نہ آیا تھا۔ دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدشہ تھا کہ دشمن کہیں مدینہ کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے نہ چل پڑیں کیونکہ ان کے عزائم ہمیشہ مسلمانوں کی تباہی بربادی پر مبنی رہے تھے۔

شہدائے اُحد کی تجہیز و تکفین: متفقہ قول کے مطابق شہدائے احد کی کل تعداد ستر (70) بتائی جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کا مثلہ دیکھا تو بے حد ملول و مغموم ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اِن شہدا کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے قریب ہی دفن کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی علیحدہ علیحدہ نماز جنازہ پڑھائی۔ چونکہ تعداد زیادہ تھی لہٰذا ایک ایک قبر میں دو دو یا تین تین کو اکٹھے دفنایا گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے بھانجے عبداللہ کو دفنایا گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک چادر میں لپیٹ کر سپرد خاک کیا گیا تھا۔ میں جب اپنی اس کتاب کے لیے جنگ احد کا مطالعہ کر رہا

Marfat.com

تھا تو میری آنکھیں کئی بار اشکبار ہوئیں میں نے یہاں صرف اپنے سفر آرزو کی تکمیل کے لیے نہایت اختصار کے ساتھ غزوہ احد کا تذکرہ کیا مبادا اسی پر کتاب طوالت پکڑ جائے۔ میری دانست میں اختصار ہی روح دانش ہے۔ تاہم میری آرزو ہے کہ ہم بحیثیت مسلمان غزواتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ضرور مطالعہ کریں اور اپنے دل کو نور اسلام سے روشن اور منور کریں۔ اسی میں ہماری فلاح ہے اور اِسی میں ہماری بہتری ہے۔ جس دلفگار منظر کے مطالعہ سے میں اشکبار ہوا وہ یہ ہے:۔

............☆☆............

Marfat.com

چچا کی لاش پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے اختیار گریہ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا روتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا جتنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بریدہ لاش کو دیکھ کر روئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازے کے پاس کھڑے ہو گئے اور اِس قدر زارو قطار روئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غشی کی سی کیفیت طاری ہونے لگی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاش کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے: ''اے رسول کے چچا! اے اللہ کے شیر! اے رسول کے شیر! اے حمزہ رضی اللہ عنہ! اے نیکیوں کے کرنے والے! اے حمزہ رضی اللہ عنہ! اے برائیوں کو کھونے والے! اور اے رسول اللہ کے محافظ!''

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل نے آکر بتایا کہ ساتوں آسمانوں کے رہنے والوں میں حمزہؓ کا نام جو لکھا ہوا ہے وہ یہ ہے۔ ''حمزہ رضی اللہ عنہ ابن عبدالمطلب، اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں''۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی والدہ ماجدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو نہ دیکھنے دیں کیونکہ اُن کی لاش کی اِس قدر بے حرمتی ہو چکی تھی کہ وہ اسے دیکھ کر ان کے ہوش و حواس قائم نہیں رہ سکتے تھے۔ چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے پاس جا کر اُن سے کہا ''ماں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ آپ واپس چلی جائیں!'' شیر دل بھائی کی بہن نے کہا کہ ''مجھے معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وہاں جانے سے کیوں منع کیا ہے؟ مجھے معلوم ہے کہ میرے بھائی کی لاش کو مثلہ کر دیا گیا ہے۔ مگر یہ سب کچھ اللہ کی راہ

Marfat.com

میں ہوا ہے۔ لہٰذا میں دوسروں سے زیادہ راضی برضا ہوں۔ میں انشاء اللہ اِس حادثہ پر صبر و رضا کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑوں گی۔'' چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے آکر شیر دل بھائی کی لاش دیکھی اور ان پر بھی اُن کی مغفرت کی دعا کی مگر بے پناہ صبر و تحمل کے باوجود بے اختیار اُن کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے اِس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آبدیدہ ہو گئے۔

غزوہ اُحد ہی کے موقع پر حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو اپنی نئی نویلی دلہن جمیلہ کے ساتھ شب عروسی منانے کے بعد غسل کرنے کا وقت نہیں ملا تھا اور وہ جنگ اُحد میں شریک ہو کر عالم جنابت میں شہید ہو گئے تھے۔ اسی رات اُن کی دلہن جمیلہ نے خواب میں دیکھا کہ اُن کا شوہر آسمان کے ایک دروازہ کھلنے کے بعد اس میں داخل ہو گیا اور پھر وہ دروازہ بند ہو گیا۔ وہ سمجھ گئیں کہ ان کا شوہر اِسی جنگ میں شہید ہو جائے گا لہٰذا انہوں نے چار عورتوں کو گواہ بنایا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے اُن کے ساتھ ہم بستری کی تھی تاکہ حمل کی صورت میں کسی کو کوئی شبہ نہ ہو۔ اسی رات وہ حاملہ ہو چکی تھیں اور اُن کے بطن سے عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ یہی وہ عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کو مدینے والوں نے اس وقت اپنا امیر بنایا جب انہوں نے یزید ابن معاویہ کو برطرف کر دیا تھا۔ حنظلہ رضی اللہ عنہ کو فرشتوں نے غسل دیا تھا۔ حنظلہ رضی اللہ عنہ کی لاش کا مثلہ نہیں بنایا کیونکہ اُن کے والد ابو عامر فاسق نے جو اس وقت کفار کے ساتھ تھا اس نے اپنے ساتھیوں کو ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا۔

Marfat.com

حضرت نسبیہ رضی اللہ عنہا کا ناقابل فراموش کردار

جنگ اُحد میں کسی بھی عورت کو شرکت کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ لیکن قبیلہ خزرج کی ایک خاتون حضرت نسبیہ رضی اللہ عنہا نے یہ محسوس کیا کہ ایسے موقع پر اس کا مقام گھر پر بیٹھنا نہیں بلکہ کارزار میں جا کر لشکر اسلام کی خدمت کرنا ہے۔ اُن کے شوہر زید ابن عاصم اور دو بیٹے پہلے ہی میدان اُحد میں جا چکے تھے۔ ان سے روایت ہے کہ غزوہ اُحد کے موقع پر میں یہ دیکھنے کے لیے روانہ ہوئی کہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میرے پاس پانی کا بھرا ہوا مشکیزہ بھی تھا جو میں نے زخمیوں کے پلانے کے لیے ساتھ لیا تھا۔ یہاں تک کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ گئی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے درمیان میں کھڑے تھے اور جنگ میں مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا۔ پھر اچانک مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صرف چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رہ گئے تھے۔ ادھر دشمنوں نے چاروں طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یلغار کر دی۔ میں جلدی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچی اور کھڑی ہو کر کفار سے جنگ کرنے لگی۔ میں نے اپنی تلوار نکال کر دشمنوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آنے سے روکے رکھا۔ یہاں تک کہ میں خود بھی زخمی ہو گئی۔

اُن کے کندھے پر گہرا زخم لگا تھا۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ انہیں یہ زخم کس نے لگایا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ابن قیمہ نے۔ وہ یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشان دہی کر دو کیوں کہ اگر آج وہ بچ گئے تو سمجھو میں نہیں بچا، یعنی آج تو وہ رہیں گے یا میں رہوں گا'' وہ جب قریب آیا تو میں نے اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ نے ان کا رستہ روکا۔ اس وقت اس نے مجھ پر حملہ کر کے یہ زخم لگایا۔ میں نے اس پر کئی وار کیے مگر اللہ کا

Marfat.com

دشمن دوزرہیں پہنے ہوا تھا اس لئے اس کے کوئی زخم نہیں لگا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ اور اُن کی حفاظت پر مامور صحابہ ؓ کے ترکش کے تمام تیر ختم ہو چکے تھے اور سوائے تلوار یا نیزہ کے ان کے پاس اور کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے حضرت حمزہ ؓ اور دوسرے شہیدوں کے لیے دعا کے بعد یہ خواہش کی کہ کیوں نہ اُحد کی چٹانوں کے درمیان جو گھاٹی ہے جہاں رسول ﷺ نے پناہ لی تھی اس کی زیارت کی جائے۔ لہٰذا ہم اس گھاٹی تک گئے جو دو بلند چٹانوں کے درمیان تھی۔ واقعی دشمن سے بچنے کے لیے یہ محفوظ پناہ گاہ تھی اور آنحضرت ﷺ زخمی ہونے کی وجہ سے اس میں پناہ لے کر محفوظ رہے۔ میں تا دیر اِس مقام کو دیکھتا رہا اور چشم تصور میں جنگ اُحد کی شدید معرکہ آرائی کو دیکھتا رہا۔ میں اِس گھاٹی کے اندر گیا اور تھڑے پر سجدہ کیا جہاں آنحضرت ﷺ نے استراحت فرمائی تھی۔ یہ دو بلند چٹانوں کے درمیان ایک گھاٹی ہے اور دور تک چلی گئی ہے۔ اِس کے اندر دائیں بائیں چٹانوں کے کوئی تین چار فٹ کے چوڑے قدرتی طور پر تھڑے بنے ہوئے ہیں۔ واقعی اِس جبل احد نے حضور ﷺ کو اپنی آغوش میں اِس طرح لیا جس طرح ماں اپنے بچے کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔ آپ ﷺ نے اِس کے بارے میں ٹھیک ہی تو کہا ہے کہ ''اُحد ہم سے پیار کرتا ہے اور ہم اُحد سے پیار کرتے ہیں''۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے تمام مسلمانوں کو اُحد سے محبت اور پیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

............☆☆............

Marfat.com

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ۝ هُوَ الَّذِيٓ أَرْسَلَ رَسُولَهٗ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّينِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝

یہ لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا پھیلا کر رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے پورے کے پورے دین پر غالب کر دے خواہ مشرکین کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔ (الصف۔ ۹۔ ۸)

Marfat.com

باب چہارم

لا الٰہ اِلّا اللّٰہ ھُو رَبّی وَ رَبّ العالَمِین

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ میرا رب ہے اور تمام عالموں کا رب

محمّد نبی صَلی اللّٰہ عَلَیہِ وسلَم

محمد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

☆☆☆

یک جاں چہ کند سعدیِ مسکیں کہ دو صد جاں
سازیم فدائے ۔ سگِ دربانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِہٖ

كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِہٖ

صَلُّوْا عَلَيْہِ وَآلِہٖ

Marfat.com

غزوۂ خندق کے مقام پر تاریخی مساجد

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور شہدائے اُحد کے مزارات پر حاضری دینے کے بعد ہمارا ٹیکسی ڈرائیور ہمیں اُن مقامات پر لے گیا جہاں جنگ خندق کے مقام پر تاریخی مقدس مساجد تھیں۔ گذشتہ صفحات میں میں نے نہایت اختصار کے ساتھ جنگ اُحد کا بیان اس لئے کیا تھا کہ اس اہم جنگ کے حوالہ سے ہمیں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا روحانی طور پر ادراک ہو جائے اور اس جنگ میں جن عظیم ہستیوں نے بھرپور کردار ادا کیا، ان کا کچھ علم ہو جائے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جنگ اُحد میں مسلم خواتین نے بھی اپنا دینی فریضۂ جہاد ادا کیا تھا۔ حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا تو نہ صرف اپنے ساتھ پانی کا مشکیزہ لائی تھیں بلکہ ہتھیاروں سے لیس ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ کھڑی ہو کر دشمن کا مقابلہ بھی کرتی رہیں۔ ان کے علاوہ جن عظیم خواتین نے پانی پلانے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کا فریضہ انجام دیا، ان میں حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا شامل ہیں۔ خواتین کے اس کردار سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں نرسنگ کے شعبہ کی ابتداء کیسے ہوئی؟ اسی غزوہ ہی میں نہیں بلکہ تمام غزوات میں مسلمان خواتین نے اہم کردار ادا کیا، کبھی پانی پلانے کا فریضہ سرانجام دیا اور کبھی زخمیوں کی مرہم پٹی کی۔ غرضیکہ غزوات میں عورتیں کبھی پیچھے نہ رہیں۔

جنگ خندق کے ساتھ جو پہاڑ ہے اسے جل سلع کہتے ہیں۔ ابتداء میں یہاں سات مساجد تھیں۔ اب یہاں صرف پانچ مساجد ہیں اور یہ مساجد خمسہ کہلاتی ہیں۔ یہ تمام مساجد مختلف ٹیلوں پر بنی ہوئی ہیں۔ یہ نہایت سادہ یا چھوٹی اور عام پتھروں کی بنی

Marfat.com

ہوئی ہیں۔ سب سے اونچے ٹیلے پر مسجد فتح ہے۔ اسے مسجد احزاب یا مسجد علی رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں۔ روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر مسلسل رات دن فتح و نصرت کے لئے دعائیں مانگیں جو بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئیں۔ چونکہ یہ مسجد ذرا بلندی پر واقع ہے، اس لئے ہم سیڑھیاں چڑھ کر اس تک پہنچے۔ ہم نے اس کے صحن میں دو رکعت نماز ادا کی۔ مسجد کے آثار بتا رہے تھے کہ یہ اپنی ابتدائی شکل ہی میں موجود ہے البتہ اس کی دیکھ بھال بھی کرتے تھے اور مجاہدین کو ضروری احکامات بھی دیتے تھے۔ زائرین اس مسجد کی زیارت کے لئے جوق در جوق آ جا رہے تھے۔ اس مسجد کی زیارت کے بعد ہم مسجد سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی طرف چلے گئے۔ یہ مسجد بھی کوئی زیادہ دور نہیں تھی۔ یہاں بھی دو رکعت نفل ادا کئے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ ہی سے دشمن کو روکنے کے لئے خندق کھودی گئی تھی۔ عربوں کو اس سے پہلے اس جنگی حکمت عملی کا علم نہیں تھا۔ مدینہ کو محفوظ کرنے کے لئے اور دشمن کی بھرپور قوت کو توڑنے کے لئے اس خندق کا بڑا فیصلہ کن کردار تھا جس کا ذکر مختصراً اگلے صفحات میں آئے گا۔ مسجد سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب مساجد بھی ہیں ان کی زیارت سے بھی ہم روحانی طور پر فیض یاب ہوئے اور یہاں بھی دو دو رکعتیں ادا کیں تاکہ یہاں کے صحنوں میں کیے ہوئے سجدوں کے نشان ہماری جبینوں پر ثبت ہو جائیں اور شاید ہماری یہی ادائے نیاز اللہ رب العزت کی بارگاہ میں قبول ہو جائے۔ بس ہمارے لئے یہ سجدہ ہائے شوق ہیں۔ مسجد فتح کے اس طرف ذرا بلندی پر مسجد علی رضی اللہ عنہ واقع ہے۔ اس جگہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خیمہ نصب ہوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اس جنگ میں بڑا اہم کردار تھا۔ انہوں نے ایک مشہور دشمن عمرو بن عبدود کو قتل کیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۂ شکر کیا اور مسرت کا اظہار بھی کیا تھا۔

اِن تمام مساجد کی زیارت کے لئے بہت سے زائرین آتے ہیں اور ایک روحانی کیفیت کا روح پرور منظر سامنے آتا ہے۔ یہاں کئی ایک ٹک شاپس موجود ہیں

Marfat.com

جہاں زائرین چائے بسکٹ، پوٹیٹو چپس اور برگرز وغیرہ سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ان زائرین میں مرد اور عورتیں سب ہی شامل ہیں جو مختلف ممالک سے آتے ہیں۔ ان زائرین میں زیادہ تر مسلم ممالک لوگ ہوتے ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا کے تقریباً تمام ہی براعظموں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ گورے، کالے، گندمی اور زرد رنگ کے لوگ اپنے مخصوص خدوخال کے ساتھ، اونچی لمبی ناک والے بھی، بادامی آنکھوں والے بھی اور بڑی چھوٹی آنکھوں والے بھی حتیٰ کہ مختلف زبانیں بولنے والے لوگ موجود ہوتے ہیں اور خوش نما و دلکش مناظر پیش کرتے ہیں جس سے روح کو تازگی اور بالیدگی ملتی ہے۔ اس تنوع کے باوجود وحدت کی لڑی میں پروئے ملتِ اسلامیہ کی علامت بنے ہوئے ہوتے ہیں جن کا اللہ ایک، نبی ﷺ ایک، قرآن ایک اور کعبہ بھی ایک ہے۔ مصور پاکستان علامہ اقبالؒ نے خوب کہا ہے

حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک

ان مساجد مقدسہ کی زیارت کے بعد ہم لوگوں نے مسجد قبلتین کا رخ کیا تاکہ اس مذہبی تاریخی جگہ کی زیارت کے بعد ہم واپس جا کر مسجد نبوی ﷺ میں باجماعت نماز ادا کر سکیں۔ چونکہ ہم نے جنگ خندق کے مقام پر ان مساجد کی زیارت کی ہے تو میں ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں ایجاز کے ساتھ جنگ خندق کا ذکر اس کے مختصر پس منظر کے ساتھ بیان کرتا چلوں۔

Marfat.com

غزوۂ خندق کا پس منظر

اس جنگ کا پس منظر یہ ہے کہ جب بنی نضیر کے یہودیوں کو ان کی وعدہ شکنی اور سازشوں کی وجہ سے مدینہ منورہ سے جلاوطن کر دیا گیا تو ان کے بڑے بڑے سردار مکے میں قریش کے پاس گئے۔ ان سرداروں میں ایک تو حیئ ابن اخطب تھا۔ دوسرا اسلام ابن مشکم، تیسرا کنانہ ابن حقیق، چوتھا بوذہ ابن قیس اور پانچواں ابوعامر فاسق تھا۔ یہ وہی ابوعامر فاسق ہے جس کا بیٹا حنظلہ رضی اللہ عنہ جنگ اُحد میں حالت جنابت میں شہید ہوا تھا اور جس کی لاش کا قریش نے اس لئے مثلہ نہیں بنایا تھا کہ اس کا باپ ابوعامر فاسق وہاں موجود تھا۔ اور یہ حیئ بن اخطب، ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا باپ تھا۔ ان لوگوں نے مکے پہنچ کر قریش کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کی دعوت دی اور انہیں یقین دلایا کہ وہ ہر صورت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی جماعت کو نیست و نابود کر دیں گے اور کسی صورت میں پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ابوسفیان یہ خبر سن کر اور ان کی یقین دہانی پر بے حد خوش ہوا تاہم ان سے مزید عہد و پیمان کے لئے ابوسفیان نے اُن سے کہا کہ اگر یہ بات ہے کہ تم ہمارے معبودوں کو سجدہ کرو تا کہ ہمیں پورا یقین ہو جائے کہ تم لوگ دل سے ہمارے ساتھ ہو۔ یہودیوں نے ابن الوقتی کا ثبوت دیتے ہوئے بتوں کو فوراً سجدہ کر لیا۔ اس کے بعد مشرکین قریش نے ان سے کہا ''اے گروہ یہود! تم اہل کتاب ہو اور تمہاری کتاب سب سے پہلی کتاب ہے اور تمہارا علم بھی اس بارے میں ہم سے زیادہ ہے لہٰذا یہ بتاؤ کہ ہمارا دین بہتر ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہم سے اچھا ہے؟'' اس پر یہودیوں نے جواب دیا کہ ''تمہارا ہی دین بہتر ہے اور حق و صداقت میں تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں زیادہ بڑھے

Marfat.com

ہوئے ہو۔" اسی واقعہ کے پس منظر میں حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا "کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کے علم میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ لوگ کفار کی نسبت کہتے ہیں کہ "یہ کفار مسلمانوں سے زیادہ راہ راست پر ہیں"۔

یہودیوں کی یقین دہانی اور مثبت جواب سن کر قریش کے مختلف خاندانوں سے پچاس جوان نکلے اور انہیں حلف دیا کہ وہ یہودیوں کے ساتھ مل کر حضرت محمد ﷺ کے خلاف متحد ہو کر لڑیں گے۔ اس کے بعد قریش اور ان کے ماتحت قبائل اور غطفان کے قبیلوں نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ قریشیوں کا سپہ سالار ابوسفیان تھا۔ اس کے ماتحت چار ہزار جنگجوؤں کا لشکر تیار ہوا۔ اس لشکر میں تین سو گھوڑ سوار، اور ایک ہزار کے قریب اونٹ تھے۔ قبیلہ غطفان کے لشکر کا سردار عینیہ ابن حصن نزاری تھا۔ اس کے لشکر کی تعداد ایک ہزار سورماؤں پر مشتمل تھی۔ اسی طرح بنی مرہ کا لشکر تھا۔ جس کی تعداد چار سو نفوس تھی۔ اس لشکر کا سالار حرث ابن عوف مری تھا۔ ان کے علاوہ بنی اشجع اور نبی اسد کے لشکر بھی اس لشکر میں شامل ہو گئے۔ اسی لئے اس عظیم لشکر کو لشکر جمع کہا گیا جس کے معنی گروہ یا جماعت کے ہیں۔ چونکہ اس لشکر میں کفارِ عرب کے تقریباً تمام قبائل اور خاندان شریک ہوئے تھے، اسی لئے اسے لشکر احزاب بھی کہا جاتا ہے اور اسی حوالے سے اس جنگ کا نام جنگ احزاب بھی ہے۔

جب حضور ﷺ کو احزابی لشکر کے مدینہ پر چڑھائی کرنے کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کی غرض سے مجلس مشاورت منعقد کی اور انہیں دشمن کی تیاریوں کا حال بتلایا۔ جب مشرکین، مسلمانوں کے خلاف مکے میں سازشیں کر رہے تھے اور جنگی تیاریوں میں مصروف تھے تو بنی خماعہ کا ایک وفد جو مسلمانوں کا دوست قبیلہ تھا، فوراً مدینے آیا اور حضور کو ان کے حملے کی مکمل اطلاع فراہم کی۔ آپ ﷺ نے جنگ اُحد کے معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تھا لہٰذا اس جنگ کے بارے میں بھی حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا "کیا ہم مدینے میں رہ کر دشمن کا مقابلہ کریں یا مدینے سے باہر نکل کر اُسے روکیں؟"

Marfat.com

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مشورہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس سوال پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم کو اپنے ملک فارس میں جب دشمن کا خوف ہوتا تھا تو شہر کے گرد خندق کھود لیا کرتے تھے جس کی بدولت دشمن کو حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی''۔ انہوں نے اس جنگی حکمت عملی پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ یہ طریقۂ جنگ فارسیوں کا ہی ایجاد کردہ تھا۔ فارس کے جس بادشاہ نے سب سے پہلے یہ طریقہ ایجاد کیا تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا بادشاہ تھا۔ مسلمانوں کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی یہ تجویز بہت پسند آئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تجویز کو شرفِ قبولیت بخشا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر مدینے کے گرد خندق کھودنے کے کام کا آغاز کر دیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر چند مہاجرین اور انصاری مسلمانوں کے ساتھ مناسب جگہ کا انتخاب کیا جہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑاؤ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیکھ بھال کے لئے چند صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زرہ کو کمر سے پیچھے کر لیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خندق کھودنے میں شامل ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جاں نثاروں کو سخت محنت سے کام کرنے کی ہدایت کی اور فرمایا کہ اگر وہ صبر و استقلال سے کام کریں گے تو فتح و نصرت ان کا مقدر ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے ہمراہ بہ نفس نفیس خندق کھودنے میں لگ گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کمر مبارک پر مٹی ڈھو ڈھو کر لیجانے لگے۔ مسلمانوں نے دشمن کے پہنچ جانے سے پہلے کام ختم کرنے کا تہیہ کر لیا تھا لہٰذا وہ بہت تیزی سے کام میں

Marfat.com

جت گئے تھے۔ بنی قریظہ کے یہودیوں سے کھدائی وغیرہ کے لئے بہت بڑی تعداد میں پھاوڑے، کدالیں، تسلے اوراوزار وغیرہ حاصل کر لئے تھے۔ بنی قریظہ کے ساتھ یہ معاہدہ ہواتھا کہ وہ دشمن کے خلاف مسلمانوں سے تعاون کریں گے اور ان کے اہل خانہ کی حفاظت کریں گے۔ خندق کھودنے کا کام بڑا محنت طلب تھا۔ اس دوران صحابہ بھوک اور تکان سے سخت پریشان ہوئے۔ ویسے بھی یہ زمانہ عام تنگ دستی اور قحط سالی کا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو محنت اور بھوک کی شدت سے بے حال دیکھا تو آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھا۔

ترجمہ: ''اے اللہ عیش و آرام اور زندگی تو صرف آخرت کی ہے
پس تو انصاریوں اور مہاجروں کو اپنی رحمتوں سے نواز دے''

ایسے سنجیدہ اور جانکاہ موقع پر بعض خوشگوار لمحات بھی ملتے ہیں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کھدائی کے موقع پر اتنے تھک گئے تھے کہ انہیں نیند آنے لگی تو وہ وہیں پر سو گئے۔ عمارہ ابن حزم رضی اللہ عنہ نے انہیں سوتا دیکھا تو ازراہ شرارت اُن کے اوزار اٹھا کر لے گئے۔ جب ان کی آنکھ کھلی تو اوزار غائب پا کر بہت گھبرائے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی پریشانی دیکھ کر فرمایا ''لڑکے! تم ایسے سوئے کہ اوزار اٹھ جانے کی بھی خبر نہ ہوئی'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس لڑکے کے اوزار کے متعلق کسی کو خبر ہے؟ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے خبر ہے اور وہ میرے ہی پاس ہیں۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ واپس دے دو۔ پھر آپ ﷺ نے اس بات کی ممانعت فرمائی کہ اس طرح کسی مسلمان کو نہ پریشان کیا جائے اور نہ مذاق میں اس کے ہتھیار اور اوزار اٹھالئے جائیں۔

............☆☆............

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں سخت چٹان کا ٹوٹنا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ خندق کھودنے میں مصروف تھے تو ان کے سامنے ایک ایسی جگہ آئی جو نہایت پتھریلی اور چٹانی تھی۔ وہ جب کدال سے اُسے توڑنے کی کوشش کرتے تو ناکام ہو جاتے تھے۔ انہوں نے اپنی اس مشکل کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے ہاتھوں سے کدال لے لیا اور بسم اللہ پڑھ کر اس پتھر پر ضرب لگائی جس سے چٹان کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا ساتھ ہی اس ضرب کے ساتھ ہی روشنی کا ایک شعلہ نکلا اور ایک نور خارج ہوا جو سیاہ رات میں چراغ کی طرح روشن تھا۔ اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی اور فرمایا کہ ''مجھے ملک یمن کی کنجیاں رحمت فرما دی گئیں ہیں اور مجھے اسی وقت اسی جگہ کھڑے ہوئے صنعاً کے دروازے صاف نظر آرہے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ کہہ کر دوسری ضرب لگائی اس سے چٹان کا دو تہائی حصہ ٹوٹ گیا اور پھر ایک نور ظاہر ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر تکبیر کہی اور فرمایا'' کہ مجھے ملک شام کی کنجیاں عنایت فرمادی گئیں اور اللہ کی قسم میں ملک شام کے سرخ محلات کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری ضرب لگائی اور چٹان کا باقی حصہ بھی ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور اس کے نتیجے میں روشنی کا ایک چھماکہ نمودار ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی اور ارشاد فرمائی کہ مجھے ملک فارس کی کنجیاں عطا فرما دی گئی ہیں۔ اللہ پاک کی

Marfat.com

قسم! مجھے اسی جگہ سے حیرہ و مدائن میں کسریٰ کے سفید محلات نظر آ رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اس جگہ کی تفصیل اور محل وقوع بتلائے جاتے تھے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے سچ فرمایا اس جگہ کی تفصیل اسی طرح سے ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''یہ فتوحات وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ میرے بعد مسلمانوں کو عطا فرمائے گا۔ چنانچہ اس کے بعد ایسے ہی ہوا۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ خلافت راشدہ کے دور میں ایران، روما اور یمن کے علاقے تسخیر ہو کر اسلامی سلطنت کا حصہ بنے۔''

دشمن کے لشکر کی آمد اور پڑاؤ: جب مسلمان خندق کی کھدائی سے فارغ ہو گئے تو اسی وقت قریش اور ان کے حامیوں کا لشکر مدینے کے قریب پہنچ گیا۔ اس لشکر کی کل تعداد دس ہزار تھی۔ قریشی لشکر نے پانی کے بہاؤ کی جگہ پڑاؤ ڈالا اور غطفانی اور دوسرے دستے اُحد پہاڑ کی سمت فروکش ہو گئے۔ دشمن کے لشکر کے مقابلے میں مسلم لشکر کی تعداد تین ہزار تھی۔ آنحضرت ﷺ نے مسلم لشکر کے ساتھ سلع پہاڑ کے دامن میں اس طرح پڑاؤ ڈالا کہ یہ پہاڑ مسلمانوں کی پشت پر آ گیا اس طرح خندق مسلمانوں اور دشمن کے درمیان میں آ گئی۔ آنحضرت ﷺ کے لئے ایک چرمی خیمہ تیار کیا گیا جس میں آپ ﷺ کی ازواج میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا نے قیام فرمایا۔ اس دوران دیگر ازواج مطہراتؓ مدینہ میں بنی حارثہ کے محلے میں تھیں۔ مدینہ شہر کے مکانات اس طرح ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے کہ پورا شہر ایک قلعہ کی مانند دکھائی دیتا تھا۔ البتہ ایک جانب سے یہ شہر کھلا تھا جب کہ باقی تین اطراف سے مکانات اور باغات سے گھرا ہوا تھا اور ادھر سے دشمن کا گھسنا مشکل

Marfat.com

تھا۔ لہٰذا کھلی ہوئی سمت میں ہی خندق کھودی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت ام مکتومؓ کو اپنے پیچھے مدینہ کا قائم مقام گورنر مقرر فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے سلیطؓ اور سفیان ابن عوفؓ کو دشمن کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ ان کی حیثیت ایک طرح سے جاسوسی کے فرائض انجام دینے کی تھی۔ مگر دشمن نے ان دونوں کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ ان دونوں کی لاشیں رسول ﷺ کے پاس لائی گئیں تو آپ ﷺ کے ارشاد پر ان دو شہدا کی لاشیں ایک ہی قبر میں دفنا دی گئیں۔

............☆☆............

Marfat.com

حضور ﷺ کی جنگی حکمت عملی

بنی قریظہ کے ساتھ مسلمانوں کا یہ معاہدہ تھا کہ مدینہ پر حملے کی صورت میں وہ مسلمانوں کا ساتھ دیں گے۔ مگرانہوں نے مسلمانوں کو مطلع کئے بغیر یہ معاہدہ توڑ دیا۔ اسے توڑنے کا تذکرہ کچھ اس طرح ہے کہ بنی نضیر کے یہودیوں کا سردار اور اللہ کا دشمن حیّ ابن اخطب، جب قریش کا لشکر مدینہ پر چڑھائی کے لئے روانہ ہوا، تو ان سے کہنے لگا کہ میری قوم بنی قریظہ تمہارے ساتھ ہے ان کے پاس بہت بڑی تعداد میں ہتھیار اور اسلحہ ہے اور ان کے پاس آٹھ سو جانباز نوجوانوں کا دستہ ہے۔ اس پر ابوسفیان نے اس سے کہا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ اس معاہدہ امن کو توڑ دیں جو ان کے اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان کیا ہوا ہے۔ چنانچہ حییٔ اسی وقت روانہ ہوا اور کعب ابن اسد قرظی کے پاس آیا جو بنی قریظہ کا سردار تھا اور جو اس معاہدہ امن کا ذمہ دار تھا کہ جنگ کی صورت میں وہ دشمن کا ساتھ نہیں دیں گے بلکہ مدینہ میں ان کے جان و مال کی حفاظت کریں گے۔ مگر اس نے حییٔ کے دباؤ اور لالچ میں آ کر معاہدہ توڑ دیا۔ آنحضرت ﷺ کو جب بنی قریظہ کی عہد شکنی کا پتہ چلا تو حضور ﷺ کو سخت تکلیف اور پریشانی ہوئی۔ یہ اطلاع حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو دی تھی اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ "یارسول اللہ ﷺ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی قریظہ نے عہد شکنی کر دی ہے اور ہم سے برسر پیکار ہو گئے ہیں"۔

اگرچہ آپ ﷺ کو اس خبر سے بہت تشویش ہوئی تاہم مزید معلومات کے لئے آپ ﷺ نے قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ خزرج کے سردار

Marfat.com

سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات سے کہا ''جاؤ اور دیکھو کہ ان لوگوں یعنی بنی قریظہ کے یہودیوں کے متعلق جو بات ہمیں معلوم ہوئی ہے کیا وہ درست ہے؟ اگر یہ بات صحیح ہے تو واپس آ کر مجھے اشاروں میں یہ خبر بتا دینا لیکن دوسروں کو اس کی خبر نہ لگنے دینا کہیں اس خبر سے ہمارے لوگوں کے حوصلے پست نہ ہو جائیں۔ لیکن اگر یہ بات غلط ہے تو پھر سب کے سامنے صاف اور بلند آواز سے بتلا دینا۔'' ان لوگوں نے واپس آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اشاروں میں اطلاع دی کہ انہوں نے معاہدہ توڑ دیا ہے۔ اس خبر کے ملتے ہی پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجروں کا جنگی پرچم زید رضی اللہ عنہ ابن حارثہ کے ہاتھ میں دیا اور انصاریوں کا پرچم سعد رضی اللہ عنہ ابن عبادہ کے ہاتھ میں دے کر اور زید ابن حارث کو تین سو آدمی دے کر مدینہ کی حفاظت اور اردگرد کے لئے بھیجا۔ یہ دستے بہ آواز بلند تکبیریں کہتے رہتے تھے کیونکہ بنی قریظہ کے یہودیوں سے خطرہ تھا کہ کہیں وہ بچوں اور عورتوں پر حملہ نہ کر دیں۔ یہ حکمت عملی اس لئے اپنانا پڑی کیونکہ بنی قریظہ نے عہد شکنی کی تھی۔ دشمن اسلام حیّ ابن اخطب نے قریش اور قبیلہ غطفان سے ایک ایک ہزار کا دستہ طلب کیا تھا تاکہ مدینے پر بنی قریظہ کی عہد شکنی کے نتیجہ پر ان کے تعاون سے بھرپور حملہ کر دیا جائے۔ گویا دشمن نے اپنی طرف سے بھرپور تیاری کر کے مسلمانوں کو شکست فاش دینے کی مکمل منصوبہ بندی کر لی تھی۔

اس عہد شکنی کے بارے میں اطلاع پا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا چہرہ مبارک پر ڈال لیا اور بہت دیر تک لیٹے رہے۔ جب مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح لیٹے دیکھا تو انہیں سخت تشویش ہوئی۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور فتح کی خوشخبری ہو۔

جب مشرکین کا احزابی لشکر مدینہ کے سامنے پہنچا تو وہ خندق دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور کہنے لگے ''یہ تو بڑی سخت جنگی چال ہے۔ ہم عرب تو اس جنگی تدبیر سے واقف

Marfat.com

نہیں تھے''۔ مشرکین اسے سر کرنے کی سرتوڑ کوشش کرنے لگے اور اپنے دستوں سے باری باری حملے کرتے رہے لیکن سب تدبیریں بے سود ثابت ہوئیں۔ ایک دن ابوسفیان اپنے دستے کے ساتھ آگے بڑھے اور جس جگہ خندق کی چوڑائی کم تھی، وہاں سے خندق پار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان لوگوں میں عمرو ابن عبدود بھی تھا جو اس وقت نوے سال کا تھا۔ اس نے مسلمانوں کو للکار کر کہا کہ ہے کوئی جو میرے مقابلے میں سامنے آئے۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ اٹھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ اس لاف زن مشرک کا مقابلہ کرنے کی مجھے اجازت دیجئے۔ پہلے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت نہ دی مگر حضرت علی رضی اللہ کے اصرار پر راضی ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضی اللہ کو اپنی تلوار ذوالفقار عنایت فرمائی اور اپنی لوہے کی زرہ پہنائی اور اپنا عمامہ اُن کے سر پر باندھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یا اللہ! اس کی مدد فرما!

............☆☆............

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمرو ابن عبدود کو قتل کرنا

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سامنے آئے تو چونکہ وہ لوہے میں غرق تھے اور چہرہ بھی خود میں ڈھکا ہوا تھا۔ اس لئے عمرو ابن عبدود نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو انہوں نے کہا، علی رضی اللہ عنہ اس نے کہا ابن عبد مناف۔ انہوں نے جواب دیا کہ علی ابن ابوطالب ہوں۔ اس پر عمرو نے کہا بھتیجے کسی اور کو بھیجو جو تمہارے خاندان سے ہو اور تم سے زیادہ طاقت ور ہو کیونکہ میں تمہارا خون نہیں بہانا چاہتا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مگر میں تمہارا خون بہانا چاہتا ہوں۔ اس پر عمرو غضبناک ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں تجھ سے کیسے لڑوں گا جب کہ تو گھوڑے پر سوار ہے اور میں پیدل ہوں۔ اس لئے نیچے اترو اور مقابلہ کرو۔ عمرو فوراً گھوڑے سے کودا اور آگ کے شعلہ کی طرح تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا۔ ساتھ ہی اس نے گھوڑے کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اس کے منہ پر تھپڑ مار کر اسے بھگا دیا۔ اس کے بعد وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی ڈھال اس کے سامنے کر دی۔ عمرو کی تلوار ڈھال پر پڑی اور اسے پھاڑ کر ان کی پیشانی کو زخمی کر دیا جس سے خون بہنے لگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً جوابی حملہ کیا اور اس کی گردن کے نچلے حصہ، ہنسلی پر تلوار کی ضرب کاری لگائی۔ جس سے عمرو کشتہ ہو کر گر گیا۔ اسی وقت مسلمان نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعرہ سنا تو سمجھ گئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو کو قتل کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے بے اختیار یہ جملہ نکلا ''علی رضی اللہ عنہ کا عمرو کو قتل کرنا دو جہان کی عبادت سے افضل ہے''۔ اس جملے کا علامتی مفہوم یہ ہے کہ اس کے قتل سے مسلمانوں کی برتری ثابت ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح کی نوید ملی۔ جنگ خندق کی فتح نے مسلمانوں کی فتوحات میں آئندہ چل کر بڑا کلیدی کردار ادا کیا۔

Marfat.com

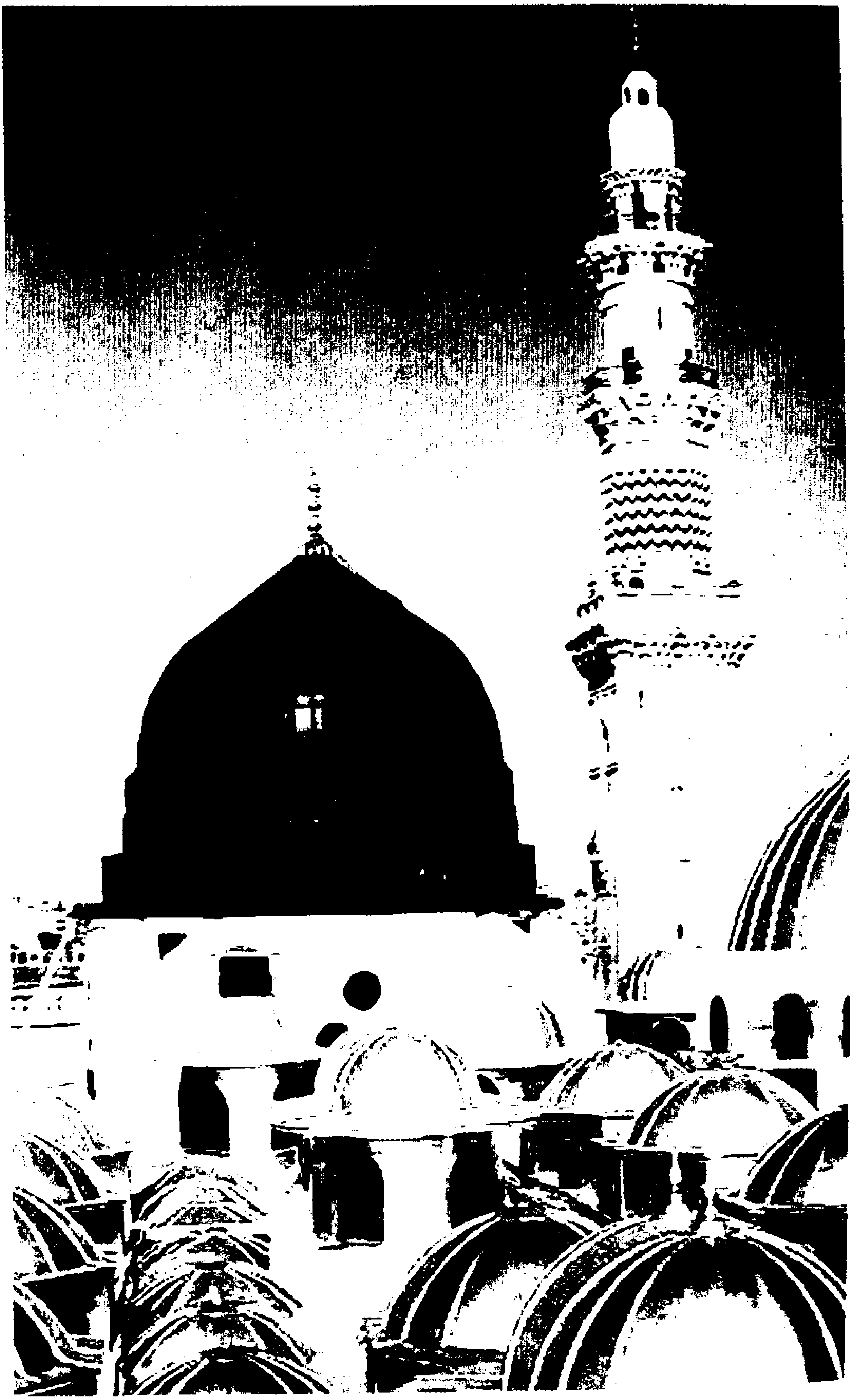

گنبدِ خضریٰ

Marfat.com

جبلِ احد

Marfat.com

نعیم ابن مسعود کا اسلام قبول کرنا

غزوۂ خندق جہاں مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان ایک فیصلہ کن جنگ کا منظر پیش کرتی ہے، وہاں اس میں بعض ایسے واقعات رونما ہوئے جو دلچسپ بھی ہیں اور ڈرامائی بھی، ان واقعات میں ایک واقعہ نعیم ابن مسعود کے دائرہ اسلام میں آنے اور ان کا دشمنوں کی صفوں میں غلط فہمی پھیلا کر ان کی قوت کو کمزور کرنے کا ہے۔ ایک رات نعیم ابن مسعود رسول ﷺ کے پاس آئے اور بولے "یارسول اللہ ﷺ! میں اسلام قبول کر چکا ہوں، مگر میری قوم کو میرے اسلام قبول کرنے کا علم نہیں ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ مجھ سے جو کام لینا چاہیں اس کا مجھے حکم فرمائیں!"، نعیم کا تعلق قبیلہ غطفان سے تھا مگر جب وہ مدینہ کے سامنے اپنے لشکر کے ہمراہ پہنچے تو اللہ نے ان کے دل میں اسلام کی محبت پیدا فرما دی۔ یہ مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت تھا اور حضور ﷺ نماز میں مشغول تھے۔ جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور نعیم کو اپنے پاس بیٹھے دیکھا تو اُن سے پوچھا کہ تم کس لئے آئے ہو تو انہوں نے اسلام کی قبولیت اور آپ ﷺ کو پیغمبر برحق تسلیم کرنے کا اقرار کیا۔ حضور ﷺ اس کے اسلام لانے پر بہت خوش ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگرچہ تم تنہا آدمی ہو مگر اُن لوگوں کو نامراد کرنے کے لئے جو کچھ کر سکتے ہو کرو کیونکہ جنگ ہمیشہ حکمت عملی جنگی تدبیروں اور چالوں ہی سے جیتی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

نعیم رضی اللہ عنہ کی پہلی جنگی چال کے لئے اجازت طلب کرنا

نعیم رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں کوئی بھی ایسی بات کہہ یا کرسکتا ہوں جو موقعہ کے مناسب ہو چاہے وہ واقعہ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مناسب سمجھو، وہ کہہ سکتے ہو اس بارے میں تمہیں آزادی ہے۔ اسی رویہ کو ہم آج کل ڈپلومیسی کہتے ہیں۔ اس کے بعد نعیم رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہوئے اور بنی قریظہ میں آئے۔ یہ ان یہودیوں کے دوست اور ہمنشیں تھے۔ نعیم کے بقول جب یہودیوں نے مجھے دیکھا تو خوش آمدید کہا اور کھانے اور شراب سے تواضع کی پیش کش کی۔ میں نے کہا "میں ان میں سے کسی بھی چیز کے لئے تمہارے پاس نہیں آیا ہوں بلکہ میں تو تمہارے متعلق فکر مند ہو کر آیا ہوں تا کہ اے بنی قریظہ کے لوگو! میں تمہیں کچھ رائے یا مشورہ دے سکوں کیونکہ تمہیں تو معلوم ہے مجھے تم سے کتنی محبت ہے اور میرے اور تمہارے درمیان کس قدر مخلصانہ تعلقات ہیں!" بنی قریظہ کے لوگوں نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ ہمارے نزدیک تم مخلص آدمی ہو۔ نعیم نے کہا کہ بس تو تم لوگ میری یہاں آمد کو پوشیدہ رکھنا۔ یہود نے کہا ہم ایسا ہی کریں گے۔ اب نعیم نے ان سے کہا:

"تم دیکھ چکے ہو کہ بنی قینقاع اور بنی نضیر کے یہودیوں کا کیا انجام ہوا؟ انہیں جلا وطن کیا گیا اور ان کا تمام مال و متاع چھین لیا گیا۔ اب قریش اور غطفان والوں کا معاملہ تم سے مختلف ہے۔ یہ شہر تمہارا وطن ہے جس میں تمہارا مال و دولت اور عورتیں اور بچے سبھی ہی ہیں۔ تمہارے لئے یہ ممکن نہیں کہ تم اس شہر کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔ جب کہ،

Marfat.com

قریش اور غطفان کے لوگ تو صرف حضرت محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کے خلاف جنگ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اب تم نے کھلے عام ان کو اس جنگ میں مدد اور تعاون دینا شروع کر دیا ہے۔ ان کا معاملہ تو یہ ہے کہ ان کے بیوی بچے اور مال و دولت ان کے وطن میں مدینے سے دور دوسرے شہر میں ہیں اس لئے ان میں اور تم میں بڑا فرق ہے۔ انہیں اگر موقع مل گیا تو وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور اگر ایسا نہ ہو سکا تو اپنے وطن لوٹ جائیں گے اور تمہیں اور تمہارے وطن کو اس کے حال پر چھوڑ جائیں گے۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ وہ شخص یعنی حضرت محمد ﷺ اسی تمہارے شہر میں ہیں۔ اس لشکر کے چلے جانے کے بعد وہ تم پر حملہ آور ہوئے تو مسلمانوں کے مقابلے میں تمہاری کوئی پیش نہیں چلے گی۔ اس لئے تمہیں میرا مشورہ یہ ہے کہ تم قریش اور غطفان کو اس جنگ میں اس وقت تک کوئی مدد مت دو اور اس وقت تک جنگ میں شریک نہ ہو جب تک ان کے ستر (70) باعزت سردار بطور رہن اور ضمانت کے طور پر اپنے پاس نہ رکھو۔ وہ لوگ تمہارے قبضے میں رہیں اور اس شرط پر رہیں کہ جب تم حضرت محمد ﷺ کے ساتھ جنگ کرو تو وہ تمہارے ساتھ شریک رہیں۔ یہاں تک کہ اس شخص کا کام تمام ہو جائے''۔ یہودیوں کو نعیم رضی اللہ عنہ کی یہ بات بہت پسند آئی اور انہوں نے اس سے کہا کہ تم نے بڑی اچھی رائے دی اور نیک مشورہ دیا۔ انہوں نے نعیم رضی اللہ عنہ کو بڑی دعائیں دیں اور اس کا دل سے شکریہ ادا کیا اور اس سے کہا کہ ہم ایسا ہی کریں گے۔ نعیم رضی اللہ عنہ نے انہیں پھر کہا کہ میری آمد کو تم لوگ پوشیدہ رکھنا۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ ایسا ہی کریں گے۔

ان سے وعدہ لے کر اب نعیم رضی اللہ عنہ قریشیوں کے پاس آئے جہاں ابوسفیان کے ساتھ دوسرے بڑے لوگ بھی بیٹھے تھے۔ نعیم رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا۔'' آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مجھے آپ سے کس قدر خلوص و محبت ہے اور حضرت محمد ﷺ سے کتنا

Marfat.com

اختلاف ہے۔ مجھے ایک نہایت اہم بات معلوم ہوئی ہے۔ میں نے ضروری سمجھا کہ اپنے خلوص کی بنا پر آپ کو اس سے مطلع کروں مگر آپ لوگ اسے راز ہی میں رکھیں تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ قریش نے راز داری کا وعدہ کیا۔ پھر نعیم نے ان سے کہا ''آپ لوگوں کو شاید معلوم نہیں کہ بنی قریظہ کے یہودیوں اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان جو معاہدہ کیا تھا اس کو توڑنے کے بعد اب یہودیوں کو اپنی بدعہدی پر شرمندگی محسوس ہو رہی ہے چنانچہ اب بنی قریظہ نے حضرت محمد ﷺ کے پاس پیغام بھیجا ہے اس وقت میں بھی ان لوگوں کے پاس موجود تھا۔ اپنے اس پیغام میں انہوں نے کہلایا ہے کہ ہم اپنے کئے پر سخت شرمندہ ہیں اور سخت نادم ہیں۔ اب آپ کی ناراضی دور کرنے کے لئے اگر ہم قبیلہ قریش وغطفان کے ستر بڑے بڑے سردار اپنے پاس بلا کر انہیں آپ کے حوالے کر دیں تاکہ آپ انہیں قتل کر دیں تو کیا اسطرح آپ ہم سے راضی ہو سکتے ہیں اور بنی نضیر کی وجہ سے یہودیوں کے حوالے سے جو آپ کو بداعتمادی پیدا ہوگئی ہے آپ ہمیں اس سے بری کر دیں گے۔ پھر قریش وغطفان کے لشکر سے لڑنے کے لئے ہم آپ کے ساتھ ساتھ ہوں گے تاکہ ہم انہیں نیست و نابود کر دیں۔ اس پیغام کے جواب میں حضرت محمد ﷺ نے اپنی منظوری و رضامندی بھجوادی۔ لہٰذا اب اگر یہودیوں کا کوئی ایسا پیغام آئے جس پر آپ کے بڑے بڑے لوگوں کو یرغمال اور رہن کے طور پر مانگیں تو ہرگز کسی ایک شخص کو بھی اُن کے حوالے نہ کرنا بلکہ اپنے تمام معاملات اور رازوں کو اُن سے خفیہ رکھو۔ میرے بارے میں بھی اُن سے ایک حرف تک نہ کہنا اور میرے متعلق مکمل رازداری سے کام لینا''۔ اہل قریش نے نعیم رضی اللہ عنہ کی تمام باتوں پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا اور اُن سے وعدہ کیا کہ وہ ہرگز کسی سے اس کا کوئی تذکرہ نہیں کریں گے۔ یہاں سے مطمئن ہو کر نعیم قبیلہ غطفان کی طرف چل پڑے۔

Marfat.com

جب نعیم رضی اللہ عنہ قبیلہ غطفان کے لشکر میں پہنچے اور اُن کے سرداروں سے ملے تو ان سے کہنے لگے: ''اے گروہ غطفان! تم لوگ میرے اپنے اور میرے خاندان کے ہو۔ تم ہی لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہو، میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ تم لوگ مجھ پر پورا اعتمار کھتے ہو'' اس پر غطفانیوں نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو اور ہمارے نزدیک تم قابل اعتماد آدمی ہو۔ نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا تو بس تم میری آمد اور میری بات کو پوری راز داری میں رکھنا۔ غطفانیوں نے وعدہ کیا تو نعیم نے اُن لوگوں سے وہی بات کی اور وہی سب کچھ کہا جو قریش سے کہا تھا اور انہیں بھی محتاط رہنے کا مشورہ دیا۔

............☆☆............

Marfat.com

نعیم رضی اللہ عنہ کی جنگی چالوں کا نتیجہ خیز اثر

نعیم رضی اللہ عنہ کی اطلاع کے بعد سنیچر کی رات کو ابوسفیان اور غطفانی سرداروں نے عکرمہ ابن ابوجہل کو قریشی اور غطفانی نوجوانوں کے ساتھ ایک وفد بنی قریظہ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے یہودیوں سے کہا ''ہم بہت ہی غلط جگہ اور ناسازگار صورت حال سے دوچار ہیں جس میں ہمارے اونٹ اور گھوڑے تباہ ہو رہے ہیں۔ اب جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ تاکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کریں اور انہیں نیست و نابود کر دیں'' اس پر یہودیوں نے کہلایا کہ صبح کو سنیچر کا دن ہے اور یہ بات آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ ہم لوگ سنیچر کے دن خون ریزی نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ بھی ہم آپ کے ساتھ اس وقت تک جنگ میں شریک نہیں ہو سکتے جب تک آپ کم از کم ستر آدمی رہن اور یرغمال کے طور پر ہمارے حوالے نہیں کریں گے۔ جب قریش و غطفان کو یہودیوں کا یہ پیغام ملا تو انہوں نے کہا: ''یقیناً نعیم رضی اللہ عنہ نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ یہودیوں کی نیت ٹھیک نہیں ہے''۔

نعیم رضی اللہ عنہ پھر بنی قریظہ کے پاس پہنچا اور اُن سے کہا ''کہ جس وقت تمہارا پیغام پہنچا تو میں ابوسفیان کے پاس موجود تھا اس پیغام پر اس نے کہا کہ اگر یہودیوں نے مجھ سے ایک بکری کا بچہ بھی مانگا تو میں نہیں دوں گا۔ اس طرح مشرکوں اور ان کے احزابی لشکر میں پھوٹ پڑ گئی اور ان کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا۔ ادھر یہودیوں کی پس و پیش دیکھ کر حیّ ابن اخطب ان کے پاس آیا اور قریش کی وکالت کرنے لگا۔ مگر بنی قریظہ میں سے کسی نے بھی اس کی بات نہیں سنی بلکہ یہ کہتے رہے کہ ہم اس وقت قریش کے ہمراہ نہیں لڑیں گے جب تک وہ اپنے ستر معزز آدمی رہن کے طور پر ہمارے حوالے نہیں کرتے۔ اب احزابی لشکر میں پھوٹ، مایوسی اور بد دلی پھیل گئی۔

Marfat.com

اللہ کی نصرت، شدید آندھی کی شکل میں

مشرکین کے طویل قیام نے اُن کے اندر مایوسی تو پہلے ہی پیدا کر دی تھی۔ ادھر اللہ کی طرف سے شدید آندھی کا طوفان ان لوگوں پر سخت عذاب کی شکل میں نازل ہوا۔ یہ انتہائی سرد راتیں تھیں۔ دریں اثنا آندھی کا طوفان برپا ہوگیا جس کی وجہ سے مشرک لشکر کے خیمے الٹ گئے، طنابیں ٹوٹ گئیں، برتن چولہوں پر سے الٹ گئے، لوگ سرد ہوا کے شدید تھپیڑوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر گرنے لگے، ریت کے تیز اڑتے ذرات ان کی آنکھوں، کانوں اور چہروں پر کاٹ کھانے والی سوئیوں کی طرح چبھنے لگے، سیاہ رات میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا، ہوا کے طوفان کی وجہ سے آگ بجھ چکی تھی۔ اس طوفان گردو باد کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''پھر ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور ایسی فوج بھیجی جو تم کو دکھائی نہیں دیتی تھی اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھتے تھے''۔ (سورۃ احزاب، 9)

یہ طوفان بہت دیر تک مسلسل جاری رہا۔ اس کی وجہ سے کفار کی آنکھیں متاثر ہو گئیں اور انہیں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

ایسی حالت میں بعض منافقین گھر جانے کا بہانہ ڈھونڈنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں روکا۔ اس رات ایک قول کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صرف تین سو جانباز رہ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن کی حرکات وسکنات پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ اس آندھی اور طوفان کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن کے بارے میں مکمل آگاہی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ابن یمان کو آواز دی۔ حذیفہؓ کہتے ہیں کہ جونہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا نام پکارا، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم رات سے میری بات سن رہے ہو اور کھڑے نہیں ہوئے۔

Marfat.com

میں نے عرض کیا ''ایسا نہیں ہے بلکہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے، خوف اور سردی اور بھوک کی شدت سے میں کھڑا ہونے کے قابل نہیں تھا!'' آپ ﷺ نے فرمایا 'جاؤ دشمن کا حال معلوم کرو، اللہ تعالیٰ سامنے سے، اور پیچھے، دائیں سے اور بائیں سے تمہاری حفاظت فرمائے اور تم بخیریت لوٹ کر ہمارے پاس آؤ۔'' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''جب آنحضرت ﷺ نے مجھے حکم دے دیا تو میرے پاس جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دشمن کے اندر گھس کر دیکھو۔ اب میں آنحضرت ﷺ کی دعا کے ساتھ بشارت لے کر ایک نئی طاقت اور توانائی کے ساتھ اس طرح اٹھ بیٹھا جیسے خوف اور سردی کا مجھے کوئی احساس ہی نہیں تھا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے مجھ سے عہد لیا کہ میں آپ ﷺ کا حکم بجالانے کے سوا کوئی نئی بات نہیں کروں گا۔ دشمن کے جو بھی حالات ہوں بس تم نے ان کی خبر سے مجھے آگاہ کرنا ہے۔ تم جب تک لوٹ کر میرے پاس نہ آجاؤ اس وقت تک تم کو سردی یا گرمی نہیں ستائے گی۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں مزید فرمایا ''اپنی طرف سے ہرگز ہرگز کوئی زائد بات مت کرنا۔ کوئی تیر اور پتھر بھی مت پھینکنا، کسی پر تلوار مت چلانا، یہاں تک کہ تم میرے پاس لوٹ آؤ!'' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے قتل ہو جانے کی کوئی پرواہ نہیں، مگر گرفتار ہونے سے ڈرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ہرگز گرفتار نہیں ہو سکتے اور آپ ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی ''اے اللہ اس کی دائیں بائیں اور آگے پیچھے اور اوپر نیچے سے حفاظت فرما۔'' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اب میں روانہ ہوا تو ایسا لگتا تھا جیسے گرم حمام میں چل رہا ہوں جہاں سردی کا کوئی احساس نہیں تھا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ قریشی لشکر میں داخل ہو گئے اور انہوں نے ابوسفیان کو یہ کہتے سنا:

''اے گروہ قریش! تم میں سے ہر شخص اپنے ہم نشینوں میں ہوشیار رہے اور جاسوسوں سے پوری طرح خبردار رہے!''

Marfat.com

ابوسفیان کی بوکھلاہٹ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ دشمن کے لشکر میں خاموشی سے گھس کر مجمع میں ایک شخص کے پاس بیٹھ گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان کے یہ الفاظ سن کر میں نے فوراً اپنے برابر والے بیٹھے شخص کا ہاتھ پکڑا اور کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں معاویہ ابن ابوسفیان ہوں۔ پھر میں نے اپنے بائیں جانب والوں سے پوچھ گچھ شروع کر دی اور انہیں اس کا موقعہ ہی نہیں دیا کہ وہ اُن کا ہاتھ پکڑ کر اُس کا اتا پتہ پوچھیں۔ غرض انہوں نے بائیں جانب والے بیٹھے شخص سے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے کہا عمر ابن عاص ہوں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس خطرہ کے تحت ایسا کیا تھا کہ کہیں میرا پول نہ کھل جائے۔ واقعی یہ منظر بڑا ہی مضحکہ خیز ہے اور ڈرامائی قسم کا ہے۔ ابوسفیان پھر اپنے لشکر سے مخاطب ہوا، ''اے قریش کے لوگو! ہم نہایت ناسازگار جگہ پر ہیں۔ ہمارے جانور ہلاک ہو رہے ہیں۔ بنی قریظہ کے یہودیوں نے ہم سے دھوکا کیا ہے اور ان کی طرف سے ہمیں حوصلہ شکن باتیں سننے کو ملی ہیں۔ ادھر یہ طوفانی سرد ہوا اور اڑتی ہوئی ریت نے تباہ کاری پھیلا دی ہے۔ لہٰذا واپس چلو میں بھی واپس جا رہا ہوں''۔

یہ خطاب کرتے ہی ابوسفیان اچھل کر اپنے اونٹ پر سوار ہو گیا۔ اونٹ کا اگلا ایک پیر بندھا ہوا تھا۔ گھبراہٹ میں اس نے وہ بھی نہیں کھولا اور سوا ہو گیا۔ اونٹ فوراً ہی

Marfat.com

تین ٹانگوں پر کھڑا اچھونے لگا۔ لطف یہ کہ سوار ہوتے ہی اسے ہانکنے لگا۔ بے چارہ اونٹ تین ٹانگوں پر کودنے لگا۔ پھر ابوسفیان نے نیچے اتر کر اس کی ٹانگ کھولی۔ اس پر عکرمہ ابن ابوجہل نے اس سے کہا کہ تم قوم کے سردار و سالار ہو اور اپنے لوگوں کو چھوڑ کر اس طرح بھاگے جا رہے ہو۔ یہ سن کر ابوسفیان کو شرم آئی۔ اس نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور اس کی مہار پکڑ کر فوج کے اندر گشت کرنے لگا وہ لوگوں سے کہتا کہ کوچ کی تیاری کرو۔ چنانچہ لوگ جلدی جلدی کوچ کرنے لگے۔ ابوسفیان نے عمرو بن عاص سے کہا کہ اے ابوعبداللہ تم اپنے گھوڑے سوار دستے لے کر محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کے مقابلے میں یہاں کھڑے رہو ورنہ وہ لوگ ہمارا پیچھا کریں گے۔ عمرو ابن عاص اور خالد ابن ولید دو سو سواروں کے ساتھ وہیں ٹھہرے رہے اور باقی لشکر واپس مکے کی طرف روانہ ہو گیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر مجھے رسول ﷺ تاکید نہ فرماتے اور مجھ سے عہد نہ لیا ہوتا تو میں ایک تیر مار کر ہی ابوسفیان کا کام تمام کر چکا ہوتا۔ ایک اور دلچسپ بات یہ ہوئی کہ ابوسفیان قریش کو لے کر فرار ہو گیا تھا مگر اس نے غطفانیوں کو اس کوچ کے بارے میں اعتماد میں نہیں لیا اور نہ ہی ان کو اپنے بھاگنے کے بارے میں پہلے سے مطلع کیا تھا۔ غطفانیوں کو قریش کے اس طرح کوچ کر جانے کا جب علم ہوا تو انہیں افسوس ہوا اور وہ بھی انتہائی تیزی کے ساتھ اپنے وطن کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے۔ جس کے مطابق وہ کہتے ہیں کہ میں جب مشرک لشکر میں داخل ہوا تو میں نے انہیں الرحیل الرحیل کہتے سنا یعنی کوچ کی تیاری کرو یہ جگہ تمہارے لئے ناسازگار ہے۔ اس وقت آندھی بہت زور سے چل رہی تھی

Marfat.com

جس سے لوگ ایک دوسرے پر گر رہے تھے، سامان الٹ رہا تھا اور ہوا کے جھکڑوں سے کنکر پتھر آ آ کر لوگوں کو لگ رہے تھے مگر آندھی کا زور ان کے لشکر سے آگے نہیں بڑھ رہا تھا جب راستہ ذرا صاف ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے گرد و پیش میں تقریباً بیس سوار کھڑے تھے جو سروں پر عمامے لپیٹے ہوئے تھے۔ ان میں دو سوار بڑھ کر میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنے پیشوا یعنی آنحضرت ﷺ سے کہہ دینا کہ اللہ نے انہیں دشمن سے نجات دلا دی۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے دشمن کی واپسی کا حال بتایا۔ آپ ﷺ نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور آپ ﷺ غیر معمولی طور پر ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک تاریکی میں موتیوں کی طرح نظر آنے لگے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ میں جب ان سطور کو سپرد قلم کر رہا تھا تو میری اپنی ہنسی چھوٹ رہی تھی۔ خاص طور پر حذیفہؓ کا کردار ادا کرنے پر اور اہل قریش کی بوکھلاہٹ پر۔

............☆☆............

Marfat.com

دشمن کی شکست اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی

جنگ خندق 5 ہجری میں وقوع پذیر ہوئی۔ جب دشمن کا لشکر تتر بتر ہو کر بھاگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ،''اب ہم ان لوگوں سے جنگ کریں گے، وہ ہم پر آئندہ حملہ آور نہیں ہوں گے''۔ جنگ خندق میں مسلمانوں کی فتح کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے بہت بڑا انعام کہا ہے:

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے، پھر ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور ایسی فوج جو تم کو دکھائی نہ دیتی تھی اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھتے تھے''۔ (سورہ احزاب، آیت 9)

دراصل جنگ خندق اور اس سے پہلے لڑی جانے والی جنگوں کی نوعیت دفاعی تھی گویا مسلمانوں پر اہل قریش حملہ کرنے میں پہل کرتے رہے اور مسلمان اپنا صرف دفاع کرتے رہے لیکن اس کے بعد رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگی حکمت بدل ڈالی اور کفار کا زعم باطل توڑنے اور قوت کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے ان پر خود حملہ آور ہونے کا فیصلہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فیصلہ تاریخ ساز ثابت ہوا اور اس نے تاریخ عالم کا رخ موڑ دیا۔

...........☆☆...........

Marfat.com

مسجد قبلتین کی زیارت

جبل سلع کے دامن میں واقع مساجد کی زیارت کے بعد ہم نے مسجد قبلتین کی زیارت کا رخ کیا۔ چونکہ جبل سلع کے دامن میں آباد مساجد غزوۂ احزاب کے نتیجہ میں ظہور میں آئی تھیں، اس لیئے اس جنگ کا مختصر ذکر کرنا ناگزیر تھا۔ میں جس قدر غزوۂ اُحد کی یاد تازہ کر کے نہ صرف کئی بار رویا بلکہ میں نے محسوس کیا کہ میں لہولہان ہو گیا ہوں اتنا ہی میں جنگ خندق کی فتح ونصرت سے خوش اور مسرور ہوا اور نعیم رضی اللہ عنہ کی جنگی چالوں اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی کارکردگی سے تو میری کئی مرتبہ ہنسی چھوٹتی رہی اور جب میں نے حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ہنستے ہوئے پایا تو مجھے بے حد روحانی مسرت اور آسودگی محسوس ہوئی۔ جنگ خندق میں مسلمانوں کی فتح نہ صرف اللہ تعالیٰ کا اُن کے لئے بہت بڑا انعام تھا بلکہ اس میں آئندہ کے لئے فتوحات کی بشارتوں کا واضح اشارہ تھا۔

مسجد قبلتین مدینہ منورہ سے کوئی دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ مسجد بھی وسیع، کشادہ اور خوبصورت ہے۔ اس کے وسیع ہال میں دو محرابیں دو قبلوں کی نشان دہی کر رہی ہیں۔ اسی مسجد میں نماز ظہر کے وقت جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امامت فرما رہے تھے تو تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی دو رکعت ختم کر چکے تو بیت المقدس سے منہ پھیر کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد الحرام کی طرف رخ کر لیا اور مقتدیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تتبع میں بھی ایسا ہی کیا باقی دو رکعتیں بیت اللہ کی طرف رخ کر کے ادا کی گئیں۔ دلچسپ امر ہے کہ اسی مناسبت سے اس مسجد کو قبلتین کہا جاتا ہے۔ ایک ہی نماز کو دو قبلوں کی طرف رخ کر کے ادا کیا گیا۔ مکہ میں بیت اللہ اور اس کے اردگرد کھلے صحن اور بنی ہوئی راہداریوں بمعہ صفا و مروہ کی گیلری کو مسجد الحرام کہا جاتا ہے۔ (بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ فلسطین میں واقع ہے) مسجد قبلتین میں ہم نے دو رکعت نماز ادا کی اور رب العزت سے صدق دل سے دعائیں کی اور ان نعمتوں کا شکر ادا کیا جو اللہ تعالیٰ نے ہم عاجز بندوں کو عطا کر رکھی ہیں۔

Marfat.com

مسجد قبلتین کا مختصر پس منظر

تحویل قبلہ سے پہلے رسول اللہ ﷺ اپنی نمازیں اور عبادتیں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے ادا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ رکن یمانی اور رکن حجر اسود کے درمیان شمال کی طرف رخ کرتے تھے اور اپنی عبادات میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اس طرح آپ ﷺ کا رخ تو بیت المقدس میں یہودیوں کا قبلہ تھا۔ دراصل ابھی تک مسلمانوں کے لئے قبلے کا تعین نہیں ہوا تھا لیکن آنحضرت ﷺ کی یہ دلی خواہش تھی کہ اللہ رب العزت بیت اللہ کو قبلہ بنانے کا حکم صادر فرما دیں۔ اس خواہش اور اللہ کے حکم کے انتظار میں آپ ﷺ کبھی کبھی آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے کہ شاید ادھر سے کوئی حکم الٰہی آ جائے۔

آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو ہجرت کے اوائل میں سولہ سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا ہی حکم تھا۔ اور عملی طور پر اس کی توجیہہ یہی تھی کہ مشرق و مغرب سب اللہ ہی کا ہے اور تم جس طرف منہ کر و وہاں ہی اللہ متوجہ ہے اللہ بیشک بخشش کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے لیکن اس کے باوجود آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہی خواہش اور آرزو تھی کہ ان کا قبلہ بیت اللہ ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی محمد ﷺ کی خواہش کو پیش نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل آیت نازل فرمائی۔

Marfat.com

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ (سورۃ بقرہ: آیت نمبر 144)

(اے نبی ﷺ یہ تمہارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں۔ لو ہم اسی قبلہ کی طرف تمہیں پھیر دیتے ہیں جسے تم پسند کرتے ہو۔ مسجد حرام کی طرف رخ پھیر دو۔ اب جہاں کہیں تم ہو اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔ یہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی تھی خوب جانتے ہیں کہ (تحویل قبلہ کا) یہ حکم اُن کے رب ہی کی طرف سے ہے اور برحق ہے، مگر اس کے باوجود یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اُس سے غافل نہیں ہے)

حکم کے ملتے ہی آپ ﷺ دوران نماز ہی میں اٹھ کر جنوب کی طرف مڑ گئے اور اپنے رخ انور کو بیت اللہ کی طرف کر کے بقیہ نماز ادا کی مقتدیوں نے بھی ایسے ہی کیا۔ یوں آپ ﷺ کی دیرینہ خواہش مراد کو پہنچی۔

مدینہ کے یہودیوں کو تحویل قبلہ سے بہت تکلیف پہنچی اور انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا حالانکہ وہ اہل کتاب ہوتے ہوئے جانتے تھے کہ تحویل قبلہ کا یہ حکم اُن کے رب ہی کی طرف سے ہے اور برحق ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی اس خواہش کی تکمیل ہونے سے مسلمانوں کا ملت ابراہیمی سے اصل وابستگی ہو گئی کا علیحدہ تشخص قائم ہو گیا۔ یہ بتقاضائے حکم الٰہی ایک جہت کو تمام دنیا میں پھیلے مسلمانوں کے لئے ایک قبلہ بنا کر ایک دینی وحدت کا عملی مظاہرہ بنانا مقصود تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور

Marfat.com

ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے بعد اسی گھر کی طرف لوگوں کو آنے اور طواف کرنے کی دعوت دی تھی۔ یوں فطری طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی تمنا تھی جو اللہ رب العزت نے قبول فرمائی۔ یہ مسجد ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہم ملت ابراہیمی سے واسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے منسلک اور وحدت کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ ہمارا اللہ ایک رسول ایک، قرآن ایک اور دین ایک ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کی توفیق عطا کرے۔

مسجد قبلتین کی زیارت اور وہاں دو رکعت ادا کرنے کے بعد ہم واپس سیدھا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم گئے اور وقت پر نماز ظہر باجماعت ادا کی۔ درحقیقت چالیس نمازوں کا مسلسل باجماعت ادا کرنا ایک چلہ ہے جس سے پورا ہونے پر نہ صرف روحانی طور پر سرور ملتا ہے بلکہ ہر زائر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا یقین بھی ہو جاتا ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس چلہ سے نماز پڑھنے اور اس کی حفاظت ایک عادت کی کیفیت اختیار کر جاتی ہے۔ نماز میں جتنا خشوع و خضوع ہوگا، جتنی لگن اور وابستگی ہوگی اتنی ہی روحانی توانائی بڑھتی ہے اور جتنی روحانی توانائی بڑھتی ہے، انسان کے دل اور روح میں اتنا ہی قرب الٰہی اور عشق رسول مقبول جنم لیتا ہے اور تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ مسجد قبلتین کی زیارت کے بعد نہ تو وقت تھا اور نہ ادھر ادھر پھرنے کا ہوش تھا۔ آس پاس کے علاقہ اور چیزوں پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی اور آگے بڑھتے گئے اور ٹیکسی پر بیٹھ کر سیدھا واپس مدینہ منورہ پہنچ گئے اور نماز ظہر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں باجماعت ادا کرنے کے بعد اپنی رہائش گاہ پر آ گئے۔ دوپہر کا ہلکا سا کھانا کھانے کے بعد آرام کیا۔ بعد ازاں نماز عصر

Marfat.com

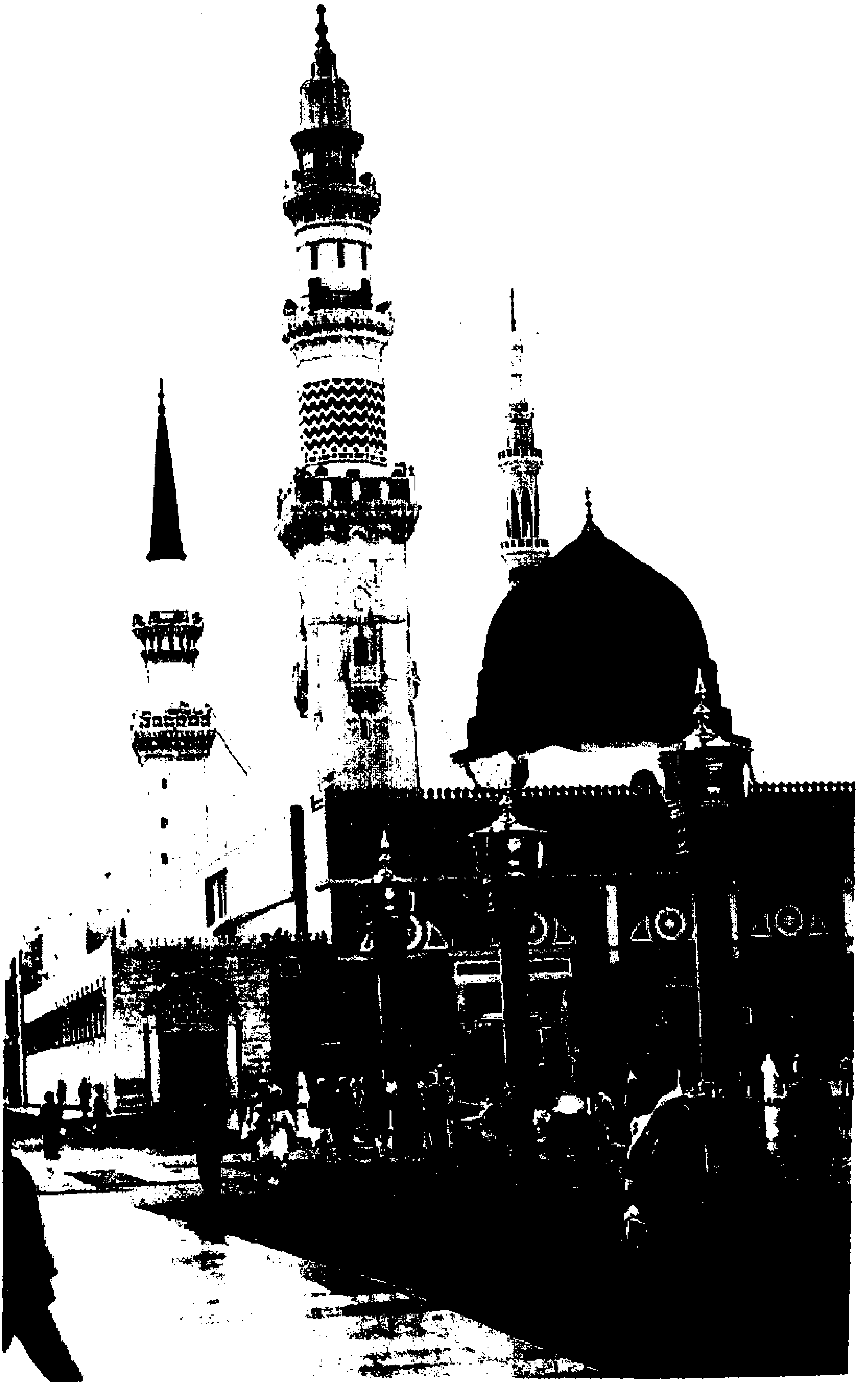

مسجد نبوی ﷺ

Marfat.com

غارِ ثور

Marfat.com

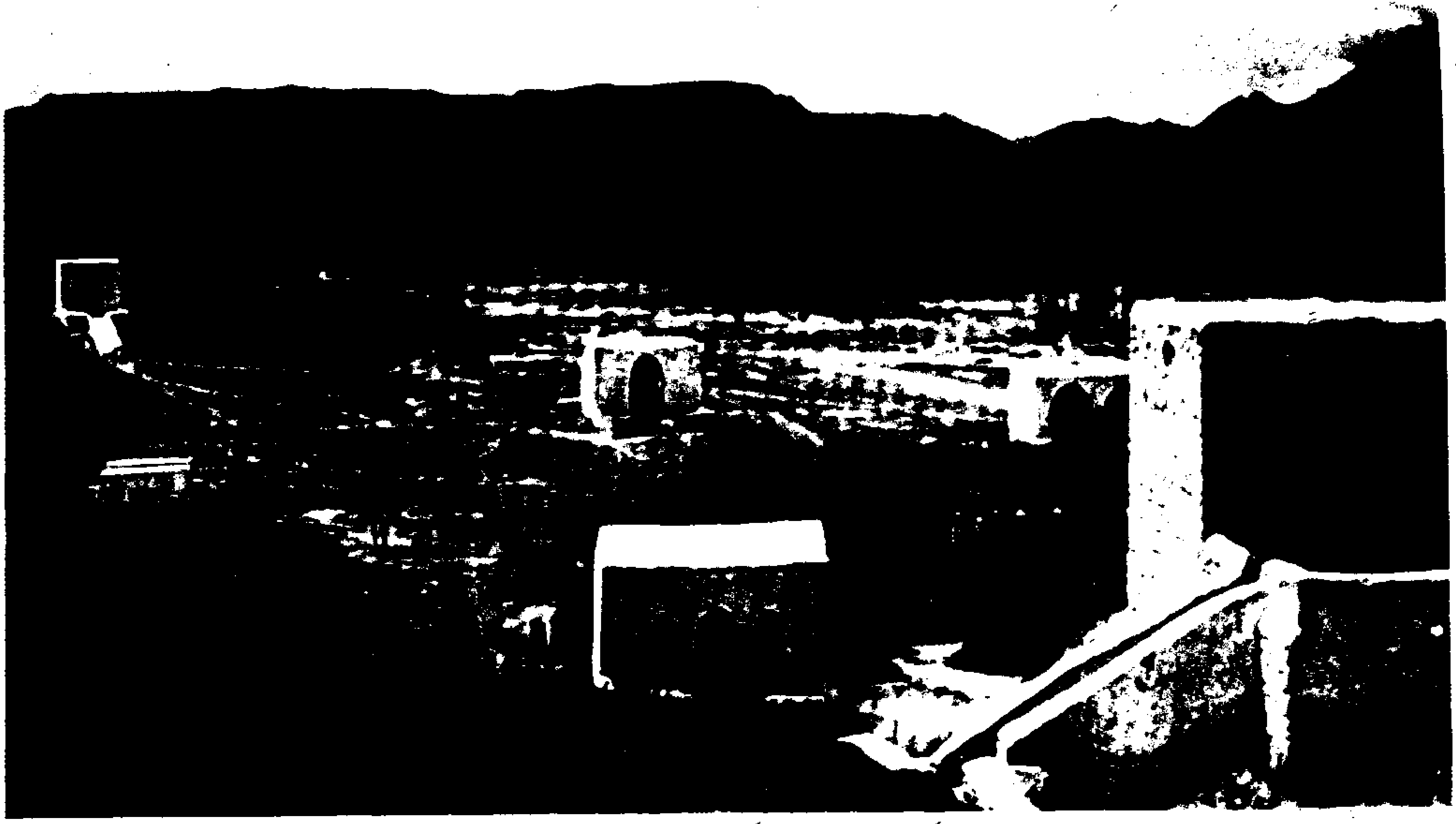

جنگِ خندق والی جگہ......سات مساجد

Marfat.com

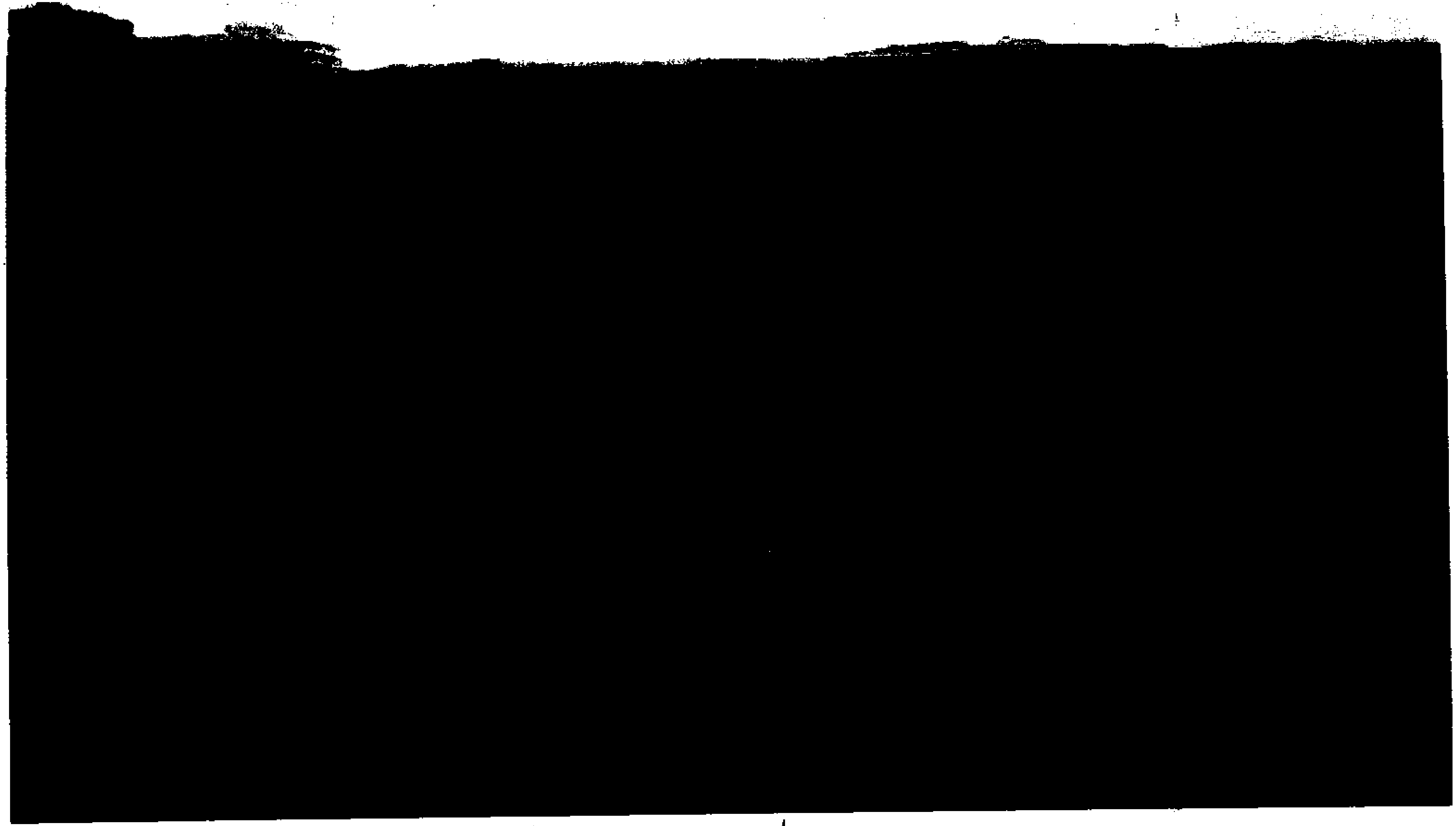

جنت البقیع کا قبرستان

Marfat.com

پڑھنے کے لئے پھر مسجد نبوی ﷺ گئے۔ عصر کی نماز کے بعد ہم نے مسجد ہی میں عبادت میں مصروف رہنے کو ترجیح دی۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں باجماعت ادا کرنے کے بعد ہم واپس پاکستان ہاؤس آگئے اور رات کا کھانا کھانے کے بعد سو گئے۔ اللہ کا شکر ہے کہ نہ مجھے نہ میری اہلیہ کو اور نہ میرے ساتھیوں کو کوئی جسمانی مرض لاحق ہوا۔ اگلے روز جمعہ تھا، ہم حسب معمول تہجد کے لئے اٹھے، غسل کیا اور سیدھے پاکستان ہاؤس کی وین میں بیٹھ کر مسجد نبوی ﷺ پہنچے پہلے مواجہ شریف کے سامنے درود و سلام پیش کیا، پھر حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ اور تہجد کی نماز ادا کی۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد واپس پاکستان ہاؤس آگئے۔

شہر آرزو، مدینہ منورہ میں آج ہمارے قیام کا یہاں آٹھواں دن تھا اور آج نماز عشاء کے بعد ہماری انتالیس نمازیں ادا ہو جائیں گی۔ اگلے روز ہفتہ کو فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد ہماری کل چالیس نماز باجماعت ادا کرنے کا چلہ مکمل ہو جائے گا۔ اسی روز ہفتہ کو شیڈول کے مطابق ہم نے ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کرنے کے بعد مکہ کے لئے روانہ ہونا ہے۔ ہم نے مدینہ سے کھجوریں، طلائی زیورات اور گھڑیاں وغیرہ پہلے ہی سے خرید لی تھیں۔ لہٰذا یہ چیزیں مزید خریدنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اگلے روز بروز ہفتہ ہم نے حسب معمول مسجد نبوی ﷺ میں تہجد کی نماز انفرادی طور پر ادا کی۔ پھر نماز فجر پڑھنے کے بعد میں تو مسجد قبا کی طرف چل نکلا لیکن میری اہلیہ دوسرے ساتھیوں کے ساتھ پاکستان ہاؤس چلی گئیں۔ دراصل میں مسجد قبا پیدل جانا پسند کرتا تھا اور وہاں جا کر دو رکعت پڑھنے سے جو روحانی سکون ملتا تھا میں اسے لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ وہاں چند گھڑیاں جو یاد الٰہی میں گزاریں اور حضور ﷺ کی ہجرت کے وقت وہاں آمد کو جب

Marfat.com

اپنے چشم تصور سے دیکھتا تو ایک عجیب عالم حیرت میں ڈوب جاتا تھا۔ مزید براں مسجد سے باہر نکل کر جو وہاں کا منظر دکھائی دیتا ہے وہ ناقابل فراموش ہے۔ زرد رنگ کی ناپختہ کھجوروں کا گچھوں کی شکل میں لٹکنا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے جا بجا فانوس معلق کر دیئے ہوں۔ ڈسپوزایبل گلاس میں چائے پینا اور اس کے ساتھ ہی پوٹیٹو چپس کے کھانے کا اپنا ہی مزہ ہوتا ہے۔ حالانکہ میں عام زندگی میں چائے پینا پسند نہیں کرتا۔ مگر یہاں آ کر میری زندگی کے تمام معمولات بدل گئے تھے۔ بڑی بڑی ویگنوں میں زائرین کا سوار ہو کر مقدس مقامات کے لئے روانہ ہونے کا اپنا ہی منظر نامہ پیش کرتے ہیں۔ وہاں پر بھی کنڈکٹر ایسے ہی آوازیں لگاتا ہے جیسے ہمارے یہاں کی بسوں کے کنڈیکٹر سواریوں کو اپنی بس میں بٹھانے کے لئے آوازیں لگا کر متوجہ کرتا ہے۔ آج ہفتہ تھا اور ہمارے قیام کا آخری دن میں عجیب کیفیت سے دو چار تھا۔ واپس پاکستان ہاؤس آیا اور ناشتہ کر کے آرام کیا۔ پھر نماز ظہر اور نماز عصر ادا کرنے کے بعد مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر پیغمبر ﷺ کی خدمتِ اقدس میں اشکبار آنکھوں کے ساتھ الوداعی سلام و درود پیش کیا اور حضرت شیخین رضی اللہ عنہم کی خدمت میں بھی آہوں و سسکیوں کے ساتھ الوداعی سلام عرض کیا دوبارہ پاکستان ہاؤس آ گئے اور کاؤنٹر پر آ کر تمام حساب بے باک کیا اور اپنا مختصر سا سامان لے کر معلّم کی بس کا انتظار کرنے لگے۔

............☆☆............

Marfat.com

مدینہ منورہ سے سوئے مکہ مکرمہ روانگی

الحمدللہ! آج ہفتہ کا دن تھا مسجد نبوی ﷺ میں اور نہ صرف ہماری چالیس نمازیں پوری ہو چکی تھیں بلکہ مقررہ تعداد سے دو زیادہ تھیں یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور توفیق کا نتیجہ تھا اور یہ بات نہایت باعث اطمینان تھی۔ ٹھیک عصر کی نماز کے ایک گھنٹہ بعد ہمارے معلم کی بس ہمیں لینے کے لئے پاکستان ہاؤس پہنچ گئی۔ ہم لوگ پہلے ہی اپنا تمام سامان پیک کر کے نیچے سڑک کے کنارے پر بس کے انتظار میں کھڑے تھے۔ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ہم لوگ بس میں سوار ہو گئے۔ اب ہم مدینے سے سوئے مکہ رواں دواں تھے۔ جب ہم شاہراہ سے گزر رہے تھے تو میری نگاہِ اشتیاق مسجد نبوی ﷺ کی آخری جھلک دیکھنے کو بیتاب اور بیقرار تھی اور جب دور سے میری نظر مسجد نبوی ﷺ پر پڑی تو آنکھیں پرنم ہو گئیں اور خیال آیا یہاں دوبارہ آنا نصیب ہوگا یا نہیں؟ لب پہ درود شریف کا ورد جاری ہو گیا جس سے قلب تپاں اور دل بیقرار کو قرار آ گیا۔

مدینہ منورہ سے کوئی 12 کلومیٹر کے فاصلے پر مسجد ذوالحلیفہ کے سامنے ہماری بس رکی۔ ہماری بسوں کے علاوہ ایک دو اور بسیں بھی اُدھر کھڑی تھیں۔ یہ جگہ مدینہ سے عمرہ یا حج کی نیت سے جانے والے لوگوں کے لئے میقات کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس جگہ کو بیر علی کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ کسی زمانے میں یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام سے وابستہ کنواں ہوتا تھا۔ افسوس مدینہ میں مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس کنویں کو دیکھنے کی زیارت نصیب نہیں ہوئی جو انہوں نے ایک یہودی سے خرید کر مسلمانوں کو ہدیہ کر دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ کے مقام ہی پر حج کے لئے روانہ ہونے پر احرام

Marfat.com

باندھا تھا اور ان کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی یہیں سے احرام باندھا اور عمرے کی اسی طرح نیت کی جیسے پہلے کیا کرتے تھے۔

"یا اللہ میں خالص تیری رضا کے لئے عمرے کی نیت کرتا ہوں، تو میرے لئے اسے آسان فرما اور قبول فرما"۔

پھر بہ آواز بلند تلبیہ پڑھا۔ جب ہم احرام باندھ چکے اور عمرے کی نیت کر چکے تو اپنی بس میں سوار ہو گئے اور تلبیہ کا ورد کرتے ہوئے سوئے مکہ چل پڑے۔ جب ہم پہلے مکہ سے مدینہ آ رہے تھے تو لب پر درود شریف کا ورد تھا۔ اب ہمارے لبوں پر تلبیہ کا ورد ہے کیونکہ اب ہم مدینہ سے مکہ کی طرف جا رہے ہیں اور بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے چکر کاٹنا ہیں اور عمرہ کا فریضہ بھی ادا کرنا ہے۔ بس میں بیٹھے زائرین میں سے ایک نوجوان باآواز بلند تلبیہ پڑھتا اور اس کی سنگت میں تمام زائرین بھی باآواز بلند تلبیہ پڑھتے۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ۔ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ۔
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ۔ لَا شَرِيْكَ لَكَ ۔

"میں حاضر ہوں یا اللہ میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں اور سب نعمتیں تیری ہی دی ہوئی ہیں اور ملک بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔"

احرام باندھتے، عمرے کی نیت کرتے اور تلبیہ پڑھتے ہی ایک عجیب سی روحانی کیفیت وارد ہو جاتی ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ جیسے ہم نے اس دنیائے فانی سے ناطہ توڑ لیا ہے اور صرف اور صرف اللہ سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ ہم ایک وجد آور کیفیت سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔ ابھی کچھ دیر پہلے بس میں بیٹھے زائرین مختلف لباس میں ملبوس تھے اور اب احرام باندھنے کے بعد سب کا ایک ہی لباس ہو گیا۔ ایک چادر اوپر کی اور ایک چادر بطور تہبند کے۔ دونوں ان سلی چادریں ہیں، دونوں چادریں سفید رنگ کی ہیں گویا ہم نے

Marfat.com

زندگی ہی میں کفن پہن لیا ہے، ہمارے سر ننگے ہیں اور پاؤں میں معمولی سے چپل ہیں اور وہ بھی ایسے ہیں کہ جس میں پاؤں کے اوپر ایک ابھری ہوئی ہڈی والا حصہ ننگا ہے۔ ایک عجیب عاجزی اور انکساری کا پیکر بنے، اپنے خالق کے سامنے سر جھکائے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر نادم!

''اے ہمارے رب! ہم آپ پر یقین لائے، سو ہمیں معاف فرما دے اور ہم پر رحم فرما، تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر ہے!''

''بارِ الٰہا! اپنا ذکر ہماری غذا بنا دے اور اپنا قرب ہماری تونگری''

''اے ہمارے پروردگار! ہم کو عطا فرما دُنیا میں بھی خوبی اور آخرت میں بھی خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے''

''اے اللہ! یہ تیرا عاجز بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر نادم ہے۔ آپ اپنے اس عاجز اور کمزور بندے کو اپنے خاص لطف وکرم سے بخش دے!

''اے اللہ! میرے دل میں ہدایت کی روشنی ڈال دے، آپ سے بہتر ہدایت دینے والا اور کوئی نہیں اور مجھے میرے نفس کے شر سے پناہ دے!

''اے اللہ! مجھے اپنی عافیت اور سلامتی کے سایہ میں لے لے! آمین''

............☆☆............

Marfat.com

مکہ مکرمہ میں دوبارہ آمد

ذوالحلیفہ سے احرام باندھ کر اور عمرے کی نیت کر کے ہماری بس سوئے مکہ رواں دواں ہوگئی۔ راستے میں بس دو جگہ رکی۔ ایک دفعہ نماز مغرب ادا کرنے کے لئے اور دوسری مرتبہ نمازِ عشاء کی ادائیگی کے لئے۔ نماز عشاء ایک سڑک کنارے آباد ریسٹورنٹ میں ادا کی تھی اور وہیں پر رات کا تھوڑا بہت کھانا بھی کھالیا تھا۔ وہاں کے ریسٹورنٹ میں پلاؤ اور روسٹ چکن ضرور دستیاب ہوتا ہے۔ مشروبات میں سیون اپ اور پیپسی بھی بہت فراوانی سے چھوٹے چھوٹے ٹن کے ڈبوں میں ملتی ہے۔ میں عموماً پیپسی اور کوکا کولا پینے سے اجتناب کرتا ہوں البتہ سیون اپ کبھی کبھی پی لیتا ہوں۔ میں زیادہ تر آب زم زم ہی پیتا رہا تھا۔ آب زمزم مدینہ شریف میں بھی اسی طرح فراوانی سے دستیاب ہے جس طرح مکہ مکرمہ میں۔ خادم حرمین شریف نے حاجیوں کی سہولت کا ہر طرح سے خیال رکھا ہوا ہے۔ یہاں پر جو چیز مجھے بہت اچھی لگتی تھی وہ چیزوں کی قیمتوں کا استحکام ہے۔ فل چکن روسٹ دس ریال کا مکہ مکرمہ میں بھی اور مدینہ منورہ میں بھی بکتا ہے۔ اسی طرح چائے، سیون اپ اور پھلوں کی قیمتوں میں بھی یکسانیت ہے۔ چائے اور سیون اپ ایک ایک ریال کا اور سیب ایک کلو پانچ ریال کا۔

بس میں سگرٹ پینے کی ممانعت ہے لہٰذا بس میں کسی زائر نے سگرٹ نوشی نہیں کی۔ ویسے بھی ایک زائر کے لئے جب وہ احرام باندھے ہو سگریٹ پینا ایک مکروہ فعل ہے اور یہ حج وعمرہ کے مقدس عمل میں ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔ میں دل سے دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو سگریٹ نوشی کی مکروہ عادت سے محفوظ رکھے۔

Marfat.com

تلبیہ کی صدائیں وقفہ وقفہ سے بلند ہوتی رہیں۔ بس رات کی تاریکی میں رواں دواں رہی، میں کھڑکی کے شیشے سے باہر کے تاریک منظر سے بھی فیض یاب ہوتا رہا۔ یہاں سڑکیں دو رویہ ہیں۔ ادھر سے گزرتی ہوئی بسوں کی لائیٹیں، دور سے صحراؤں میں بنے مکانوں میں جلتی بتیاں، اوپر آسمان پر چمکتے چاند اور ستارے، صحراؤں میں کھڑی سیاہ چٹانی پہاڑیاں اور کوتاہ قد جھاڑیاں اور کہیں کہیں اکا دکا اونٹ یہاں کے صحرائی حسن کی جلوہ نمائی کر رہے تھے۔ ایک جگہ پٹرول پمپ اسٹیشن پر بس پٹرول لینے کے لئے رکی۔ ہر پٹرول پمپ اسٹیشن پر ٹائلٹ اور سنیکس وغیرہ کا انتظام ہوتا ہے۔ یہاں بجلی اور پٹرول کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس ملک کو توانائی کی دولت سے مالا مال کر رکھا ہے۔ انصاف، تحفظ اور امن کا احساس ہوتا ہے۔ ہم علی الصبح مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے۔ ہماری بس نے ہمیں مسفلہ میں ہماری رہائش گاہ کے سامنے اتار دیا۔ سب سے پہلے ہم نے اپنا مختصر سامان اور دوسری چیزیں اپنے کمروں میں رکھیں اور پھر سیدھا مسجد الحرام کا رخ کیا تا کہ نماز فجر اور عمرہ ادا کر لیں۔ مسجد الحرام میں داخل ہو کر ہم نے پہلے نمازِ فجر ادا کی، پھر بیت اللہ کے طواف کی نیت کی اور سات چکر پورے کرنے کے بعد صفا و مروہ کی سعی کے لئے صفا کی طرف رخ کیا۔ پھر صفا پہنچ کر سعی کے سات پھیروں کی نیت کی اور سات پھیرے پورے کرنے کے بعد بال کٹوائے۔ قصر کروائے) اور دو نفل شکرانہ کے ادا کرنے کے بعد ہم لوگ پھر اپنی رہائش گاہ میں آ گئے، غسل کیا اور عام لباس پہن کر احرام کی تمام پابندیوں سے آزاد ہو کر ناشتہ وغیرہ کیا اور نماز ظہر تک آرام کیا، رات کے سفر کی تھکاوٹ، عمرہ کی ادائیگی اور احرام کی پابندی کا ہر لمحہ خیال رکھنا ایک زائر کو خاصا تھکا دیتا ہے۔ شاید اسی لئے اس عبادت میں اللہ رب العزت سے آسانی پیدا کرنے کی دعا کی جاتی ہے۔ اب ہم نے ایام حج تک مکہ مکرمہ ہی میں قیام پذیر ہونا تھا اور ہمارے پاس بیس پچیس روز باقی تھے۔ 8 ذی الحج سے پہلے ہمارا یہ معمول ہو گیا کہ بیت اللہ کا زیادہ

Marfat.com

سے زیادہ طواف، بیت اللہ کی زیارت کے لئے مسجد الحرام میں اعتکاف کرنا، اور مزید عمرے ادا کرنے کے علاوہ غارِ ثور اور غار حرا کی زیارت سے فیض یاب ہونا۔ اب وقت کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے ممالک سے بالعموم اور مسلم ممالک سے بالخصوص عازمین حج کی آمد کا زور بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ یہاں دوبارہ یا جتنی مرتبہ بھی عمرہ کرنا مقصود ہوتا، ہم دو ریال دے کر مسجد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چلے جاتے اور وہاں احرام باندھتے، عمرے کی نیت کرتے اور عمرہ ادا کرتے میں نے اپنے والدین کے لئے عمرے ادا کئے اور اعزہ و اقارب کے لئے طواف کیے اور ان سب کی بلندیٔ درجات کی دعائیں کیں۔ میری اہلیہ نے بھی اسی طرح عمرے اور طواف کئے، میرے ساتھیوں مسٹر اینڈ مسز بٹ اور چودھری عبدالغنی عاجز اور ان کی بیگم نے بھی کئی کئی مرتبہ طواف اور عمرے ادا کئے۔ میں ان کی تفاصیل میں جانے سے یہاں گریز کروں گا۔ مسجد عائشہ صدیقہؓ مکہ مکرمہ میں مقیم عازمین حج اور زائرین کے لئے ''میقات'' کا مقام ہے۔

............☆☆............

Marfat.com

مسجد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پس منظر

اس مسجد کا مختصر سا پس منظر یہ ہے کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور پُر نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ مدینہ سے مکہ مکرمہ کے لئے تشریف لا رہی تھیں تو راستے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اداس ہو گئیں۔ آپ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بے حد پیار تھا۔ انہیں اداس دیکھ کر ان کی اداسی کی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ انہیں حیض شروع ہو گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ وہ غم نہ کریں اللہ رب العزت انہیں حج اور عمرہ دونوں کی سعادت نصیب فرمائے گا۔ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''وہ لنگوٹا کس لیں اور حج ادا کریں اور منیٰ میں جمرات کو کنکریاں بھی ماریں انشاء اللہ اس وقت تک آپ پاک ہو جائیں گی۔'' لہٰذا ایسا ہی ہوا جب آپ رضی اللہ عنہا فریضہ حج کی ادیگی اور کنکریاں مارنے کے عمل سے فارغ ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کہا کہ اب وہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن ابن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقام تنعیم پہنچ کر غسل کریں اور عمرے کی نیت کریں۔ چنانچہ آپؓ نے ایسے ہی کیا۔ تنعیم پہنچ کر غسل فرمایا، احرام باندھا، نفل ادا کئے اور عمرے کی نیت کر کے عمرہ ادا فرمایا اس مقام پر مسجد بنائی گئی جسے مسجد تنعیم یا مسجد عائشہؓ کے نام سے پکارا جانے لگا اور پھر آئندہ کے لئے مکہ میں مقیم زائرین کے اس مسجد کو میقات کا جلیل القدر مقام عطا ہو گیا۔

یہ مسجد نہایت خوبصورت ہے۔ مستورات، اور مردوں کے لئے علیحدہ علیحدہ

Marfat.com

ٹائلٹس اور غسل خانے بنے ہوئے ہیں۔ مسجد کے باہر زائرین کی بسوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ سرکاری بسوں کا آنے اور جانے کا کرایہ صرف دو ریال ہے۔ مسجد کے باہر اشیائے خورد ونوش بہت عمدہ اور فراوانی سے دستیاب ہیں۔ مسجد کے اندر اور باہر کا منظر نہایت روح پرور ہے۔ مسجد میں رہائش گاہوں سے زائرین عام لباس میں آتے ہیں۔ یہاں آ کر احرام باندھتے ہیں اور عمرے کی نیت کر کے نئے سفید ملکوتی رنگ کے لباس میں ملبوس بسوں میں سوار ہو کر مسجد الحرام کی طرف روانہ ہوتے ہیں اور عمرہ ادا کرتے ہیں بعض زائرین اپنی رہائش گاہ سے ہی احرام کی چادریں زیب تن کر لیتے ہیں اور اس مسجد میں آ کر دو نفل احرام کے ادا کرتے ہیں اور عمرے کی نیت کر کے واپس بسوں میں بیٹھ کر مسجد الحرام میں آ کر عمرہ ادا کرتے ہیں۔ یہ طریقہ زیادہ آسان ہے اس سے آپ عام لباس بدلنے اور تھیلے میں ڈال کر واپس اپنے ہمراہ لے جانے کی تکلیف سے بچ جاتے ہیں۔

............☆☆............

Marfat.com

مسجد جن کا تاریخی پس منظر

میں نے گزشتہ صفحات کے ابتداء میں مکہ مکرمہ میں چند مقاماتِ مقدسہ کا ذکر کیا تھا۔ اُن میں ایک مسجد جن بھی شامل تھی۔ مسجد جن بڑی شاہراہ کے کنارے واقع ہے یہاں میں اس مسجد کا پس منظر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ تمام جن وانس سب کی طرف بھیجے ہوئے اللہ رب العزت کے آخری نبی ﷺ اور رسول ہیں۔ لہٰذا جو بھی آپ ﷺ پر ایمان لائے گا وہ آپ ﷺ کی امت میں شمار ہوگا۔ جب آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درس قرآن دے رہے اور قرآن شریف کی تلاوت فرما رہے تھے تو جنوں کا ایک گروہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن کریم کی تلاوت سن کر آپ ﷺ کے دستِ مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ جنوں کی اسی جماعت نے واپس جا کر اپنے لوگوں کو یہ خوش خبری سنائی اور اُن میں سے بہت سے جنوں کی جماعت نے اسلام قبول کیا۔ گویا انسانوں کی طرح جنوں میں بھی مسلمان اور کافر موجود ہیں۔ سورہ جن میں اس واقعہ کا اس طرح ذکر ہے

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ

(سورہ جن آیت 1 تا 2)

"(ترجمہ: آپ (ان لوگوں سے) کہیے کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا ہے جو راہ راست بتلاتا ہے، سو ہم تو اس پر

Marfat.com

ایمان لے آئے ہیں اور ہم (اب) اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے)"

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق یہ خاص واقعہ اس وقت پیش آیا جب آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز فجر پڑھا رہے تھے۔ صورتِ حال یہ تھی کہ ان دنوں جنوں نے محسوس کیا کہ کوئی بہت بڑا واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے کیونکہ جنوں پر آسمان کی طرف جانے پر سخت دشواریاں آنے لگی تھیں اور ان کا تقریباً وہاں پہنچنا ناممکن ہو گیا تھا وہ جونہی آسمان کی خبریں لانے کے لئے ادھر کا رخ کرتے تھے، ان پر شہاب ثاقب پھینکے جاتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے جنوں کی مختلف جماعتوں کو ادھر ادھر دوڑایا کہ معلوم کریں کہ حقیقت حال کیا ہے؟ ان میں سے ایک جماعت نے مکہ کا رخ کیا اور آنحضرت ﷺ سے قرآن سنا اور آپ ﷺ پر ایمان لے آئی۔ اس جماعت نے واپس جا کر اپنی قوم کو اس حقیقت سے مطلع کیا اور انہیں بتلایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ اور اُن کے رب پر ایمان لے آئے ہیں اور آئندہ ہم رسول اللہ ﷺ کے احکامات پر عمل پیرا ہوں گے جنوں کی اس جماعت نے اپنی قوم سے اس طرح کہا:

"کہنے لگے کہ اے بھائیو ہم ایک کتاب سن کر آئے ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے حق اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے بھائیو اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا مانو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو عذاب دردناک سے محفوظ رکھے گا۔"

(ترجمہ: آیات 30، 31، سورہ احقاف)

مسجد جن میں دو رکعت نماز ادا کی اور رب الکریم کی رحمتوں اور عنایتوں کا شکر ادا کیا۔ یہ اس کا فضل و کرم تھا کہ اس فقیر کو یہیں سجدہ کی توفیق عطا فرمائی۔ پاکستانی زائرین اس مسجد کا دیدار کرنے کے لئے ذوق وشوق سے آتے ہیں۔

............☆☆............

Marfat.com

جبل نور اور غار حرا کی زیارت

جبل نور مکہ مکرمہ سے تقریباً دو میل مشرق کی طرف اپنے پورے جلال و جمال کے ساتھ ایستادہ ہے۔ یہ بھی سرمئی رنگ کا چٹیل پہاڑ ہے۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بس میں سوار ہو کر اس پہاڑ کے دامن میں نماز فجر ادا کرنے اور ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر پہنچ گیا۔ پہاڑ پر چڑھنے کے لئے کئی زائرین آجا رہے تھے۔ پہاڑ کی بلندی شروع ہونے سے پہلے دائیں جانب چند ایک دکانیں تھیں جہاں کھانے پینے کی اشیاء اور تعداد وافر مقدار میں دستیاب تھیں۔ میں نے پختہ ارادہ کیا ہوا تھا کہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ کر غارِ حرا کی زیارت سے فیض یاب ہوں گا۔ ہم نے پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا پہاڑ پر ہمیشہ بل کھاتی ہوئی راہوں پر چڑھنا پڑتا ہے۔ سیدھا راستہ ویسے بھی پہاڑوں پر نہیں ہوتا۔ ہم جوں جوں پہاڑ پر چڑھتے گئے توں توں سانس کے پھولنے اور تھکاوٹ کا احساس ہونے لگا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آتی گئی کہ وہ اتنی بلندی پر کس طرح چڑھتے رہے اور غار حرا میں کس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت میں محو ہوتے ہوں گے اور وہ اس وقت تک عبادت میں مشغول رہتے تھے جب تک اپنے ساتھ لئے ہوئے ستو اور پانی ختم نہیں ہو جاتا تھا۔ پہاڑ پر کہیں کہیں قدرتی راستے بنے ہوئے تھے کہیں پر سیڑھیاں بنا دی گئی تھیں۔ ہمیں چوٹی پر پہنچنے میں تقریباً ایک گھنٹہ لگ گیا اوپر ایک اونٹ بھی دیکھا اور ایک دو دکانیں بھی موجود تھیں جہاں چائے اور سیون اپ جیسی مشروبات سے تھکے ہارے زائرین اپنے آپ کو تازہ دم محسوس کرتے تھے۔ بلندی پر پہنچ کر ہم نے دیکھا کہ ہمارے سامنے غار حرا ہے اور ہماری چوٹی سے زیادہ دور تو نہیں تھی البتہ وہاں تک پہنچنے کے لئے راستہ بہت تنگ تھا اور

Marfat.com

زائرین کی قطار لگی ہوئی تھی ۔اس تنگ سے راستے کے دونوں طرف قدرے گہری کھائیاں تھیں لہٰذا اس راستے پر اگر احتیاط سے کام نہ لیا جائے تو گرنے کا بڑا خطرہ تھا۔ اس غار کے بعد پہاڑی راستہ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ یہ غار فاصلے سے پتھروں کی جھگی سی معلوم ہوتی ہے جس کا اندر باہر جانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور اس کے تین اطراف مکمل طور پر چٹانوں سے مستور ہیں۔ اللہ! اللہ! اس ویران تنہائی میں محبوب الٰہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح رات دن یاد الٰہی میں مشغول ہوتے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے حد ریاضت کی ہوگی۔ یہ عجیب بات تھی کہ غار حرا کا رخ بیت اللہ شریف کی طرف تھا۔ لوگ اس کے اندر جا کر دو رکعت نفل ادا کرتے تھے اور پھر واپس آجاتے تھے۔ راستہ بھی خاصا تنگ تھا لہٰذا آنے جانے والے زائرین کو احتیاط سے کام لینا پڑتا تھا۔ اس سست روی اور احتیاط کی وجہ سے کچھ وقت لگتا تھا تاہم میں نے کمر ہمت باندھی اور اس چٹانی پگڈنڈی پر چلتا ہو غار حرا میں پہنچنے میں کامیاب ہو گیا مختصر سے چٹائی فرش پر دو رکعت نفل ادا کیے اور اشکبار آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ مجھ فقیر کو اس جگہ سجدہ نصیب ہوا جہاں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔

............☆☆............

Marfat.com

نزول وحی کا واقعہ

آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز ہونے کا وقت جس قدر قریب ہوتا جا رہا تھا اسی قدر آپ ﷺ کو غارِ حرا میں زیادہ سے زیادہ وقت بسر کرنے کی عادت ہوتی جا رہی تھی اور یادِ الٰہی میں استغراق بڑھتا جا رہا تھا۔ 611ء تا 612ء میں جب آپ ﷺ چالیس سال کی عمر کو پہنچے تو رمضان کے مہینے میں ایک دن آپ ﷺ حسبِ معمول غارِ حرا میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر و فکر میں محو تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ "پڑھ"۔ آپ نے جواب دیا کہ "میں پڑھ نہیں سکتا"۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگایا اور بھینچا۔ پھر کہا کہ پڑھ۔ آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھ نہیں سکتا۔ فرشتۂ رحمت نے پھر دوسری مرتبہ اپنے گلے سے لگا کر بھینچا اور کہا کہ اقراء (پڑھ) آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ فرشتہ وحی نے تیسری بار اپنے سینے سے لگا کر بھینچا اور کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ① خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ② اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ③ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ④ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ⑤ (سورۃ علق۔ 1 تا 5)

(ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ہے انسان کو خون کے لوتھڑے سے، ہاں پڑھ تیرا رب بڑی شان والا ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا، انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اُسے پہلے معلوم نہ تھیں"۔

یہ پڑھا کر فرشتہ رحمت غائب ہو گیا اور آپ ﷺ قدرے گھبرائے ہوئے

Marfat.com

اپنے گھر پہنچے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے غار حرا کا سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے حضرت خدیجہ ؓ نے کہا کہ یہ واقعہ آپ ﷺ کو مبارک ہو، رب کریم کی قسم اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ مہمان نواز ہیں اور اچھے کام کرنے والوں کا آپ ساتھ دیتے ہیں۔

اس کے بعد وہ آپ ﷺ کو اپنے رشتے کے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو مذہباً عیسائی تھے اور توریت اور انجیل کے بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے یہ واقعہ سن کر کہا ''یہ تو وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا، جب تیری قوم تجھے وطن سے نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر حیران ہوئے اور پوچھا ''کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟'' ورقہ بن نوفل نے کہا، ''ہاں'' کوئی رسول ایسا نہیں جس کے ساتھ اس کی قوم نے دشمنی نہ کی ہو۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو ضرور تمہاری مدد کروں گا۔''

میں ان واقعات کی اپنے دل میں بازیافت کرتا ہوا واپس اپنے ساتھیوں کے ساتھ آملا جو اس پہاڑ کے پوائنٹ پر میرا انتظار کر رہے تھے ہمارا واپسی کا سفر بھی جو ڈھلوان کا تھا کوئی کم دشوار نہ تھا۔ تاہم میری مراد مسٹر بٹ اور عبدالغنی عاجز سے ہے۔ بخیریت وہ بھی نیچے اتر آئے۔ میں سوچتا ہوں میرے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اتنی دشوار گزار بلندی پر چڑھنے کے لیے کتنی مشقت برداشت کرتے ہوں گے اور اس چھوٹی سی غار میں کس طرح تنہائی میں رہتے ہوں گے۔ یقیناً یہ عمل کسی معجزہ سے کم نہیں ہے۔ اسی غارِ حرا سے نور و شعور کی کرنیں بلند ہوئیں اور چہار دانگ عالم میں پھیل گئیں اور دنیا اور جہاں کے گوشے گوشے کو منور کر دیا۔ یہی نبوت کی کرنیں اسی طرح چھن چھن کر ہمارے قلب و روح کو آج بھی درخشاں کر رہی ہیں۔ بے اختیار یہی کہنے کو جی چاہتا ہے:۔

Marfat.com

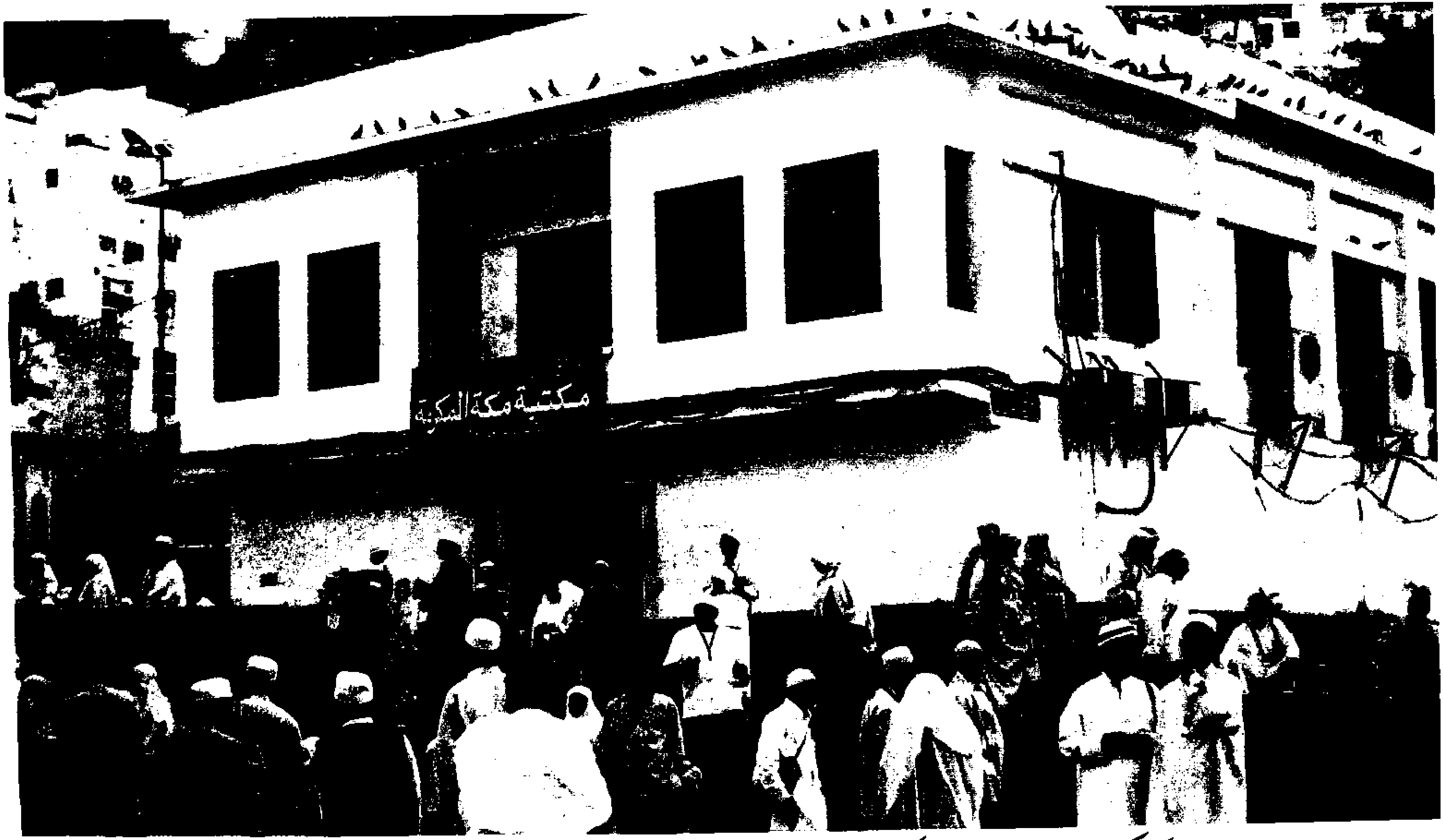

مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کی ولادت گاہ (یہاں اب وزارت حج واوقاف قائم ہے)

Marfat.com

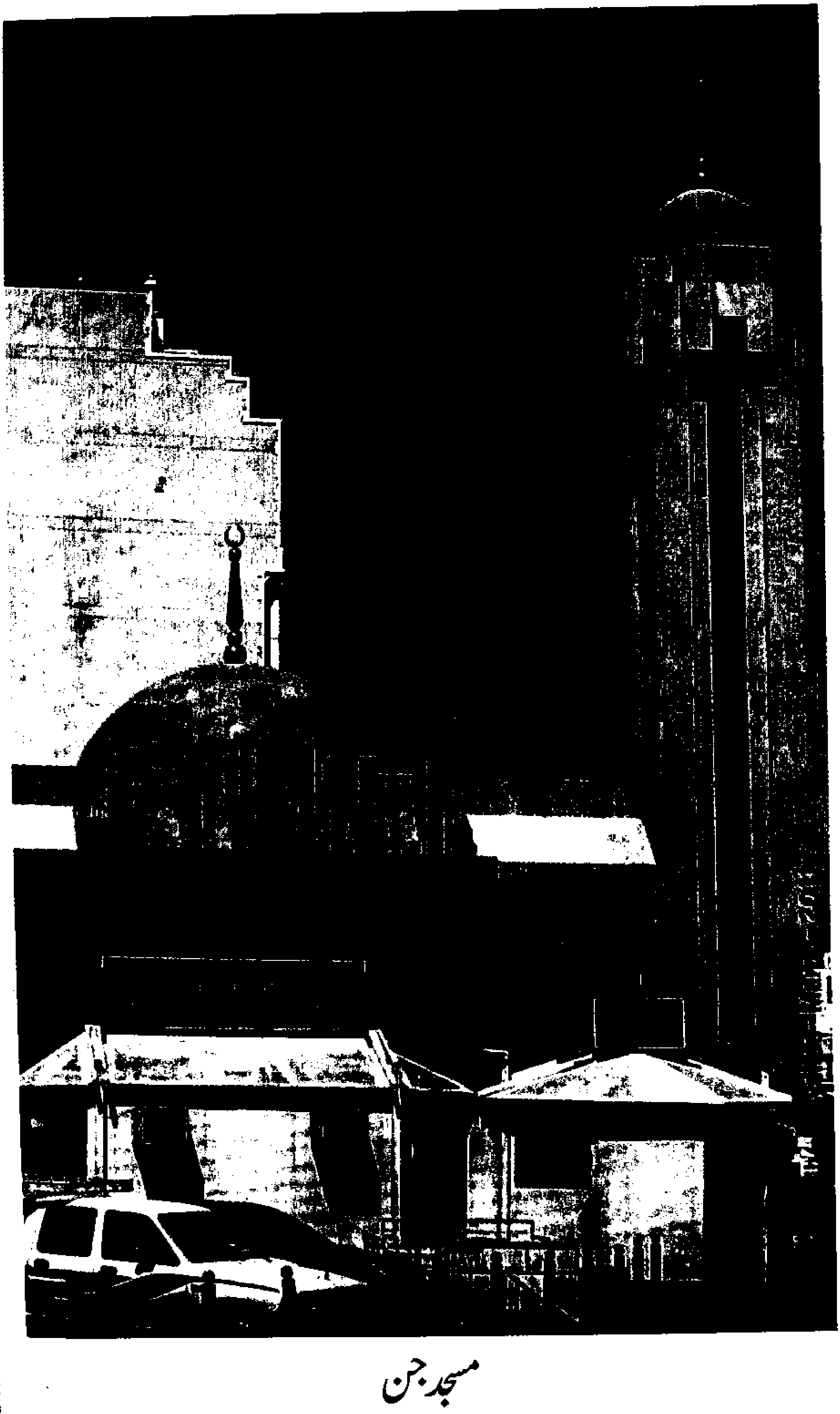

مسجد جن

Marfat.com

وہ دانائے سُبل ختم الرُسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہ عشق و مستی میں، وہی اول، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

ہم بس میں بیٹھ کر واپس مکہ مکرمہ آ گئے اور نماز ظہر مسجد الحرام میں ادا کی۔ جبل نور اور غار حرا کی زیارت کے بعد اٹھتے بیٹھتے میں اسی پہاڑ اور اسی پُر نور غار کے بارے میں سوچتا رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام کی تبلیغ کے لیے تکالیف اور مصائب برداشت کرنے پر غور و فکر کرتا رہا۔ اللہ رب العزت کا شکر بجالایا کہ اس نے مجھے مسلم گھرانہ میں پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے ہدایت اور استطاعت عطا کرے کہ میں اٹھتے بیٹھتے اس کا ذکر کروں، اسی کی عبادت کروں جیسا کہ عبادت کرنے کا حق ہے اور اس کی عطا کردہ نعمتوں کا بے پایاں شکر ادا کر سکوں۔

اس کے بعد ہمارے دل میں غارِ ثور کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ یہ پروگرام ہم نے اگلے روز کے لیے بنا لیا کہ نماز فجر کے بعد اس تاریخی مقام کی بھی زیارت کریں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت کچھ دن دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لئے پناہ لی تھی۔

............☆☆............

Marfat.com

غارِ ثور کی زیارت

جبلِ ثور مکہ کے جنوب میں تقریباً تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔اس پہاڑ کی بلندی جبلِ نور سے دوگنی ہے۔جبل نور مکہ مکرمہ کے مشرق میں ہے جبکہ جبلِ ثور جنوب میں ہے۔ہم پروگرام کے مطابق غارِ ثور کی زیارت کے لیے نماز فجر کے بعد بس میں سوار ہو کر اس طرف نکل پڑے۔کوئی دس پندرہ منٹ کی ڈرائیو کے بعد ہم اس تاریخ پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے۔غارِ ثور تک پہنچنا غار حرا کی نسبت زیادہ دشوار محسوس ہوا اگرچہ یہاں بھی کہیں کہیں سیڑھیاں بنادی گئی تھیں۔غارِ ثور کی زیارت کے لیے بھی زائرین اسی جوش وخروش کے ساتھ جارہے تھے جس طرح وہ غارِ حرا کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ہم نے راستہ میں جگہ جگہ ٹھہر کر دم لیا اور پھر چڑھتے چلے گئے تاآنکہ ہم غار کے سامنے پہنچ گئے۔چٹانوں میں گھری ہوئی بیضوی شکل کی یہ غار اپنے اندر تاریخ کا ورق لیے ہوئے ہے۔اس غار کے پاس بھی نہ صرف زائرین کا ہجوم تھا بلکہ ایک اونٹ بھی وہاں موجود تھا جو نہایت خوبصورتی سے سجا ہوا تھا جو نوجوان زائرین کے لیے سواری کی تفریح طبع کا کام دے رہا تھا۔جبل ثور بھی سیاہ چٹیل پہاڑ ہے۔اگرچہ جبل نور بھی سیاہ چٹیل ہے لیکن میں نے وہاں اکاڈکا درخت بھی دیکھے ہیں۔بالخصوص بلندی پر پہنچ کر جہاں سے ہم جنوبی غار حرا کا نظارہ کرسکتے ہیں وہاں ایک سایہ دار درخت بھی بہار دے رہا ہے ریگستان عرب

Marfat.com

میں کہیں کوئی درخت یا سبزہ نظر آ جائے تو عجیب قسم کا روحانی سرور اور لذت ملتی ہے۔ یہ بات جبل نور میں نہیں ہے۔ یہاں پر چھوٹی چھوٹی خاردار جھاڑیاں ضرور ہیں جنہیں چبا کر بھیڑ بکریاں اپنا پیٹ بھرتی ہیں۔ غار حرا طول عرض اور بلندی کے لحاظ سے غار ثور سے بہت بڑی ہے۔ غار حرا میں کھڑے ہو کر بآسانی نماز ادا کی جا سکتی ہے جب کہ غار ثور میں جھک کر اندر داخل ہونا پڑتا ہے۔ غار ثور کا اگلا حصہ تھوڑا کھلا اور روشن ہے۔ یوں یہ غار سرنگ نما ہے۔

............☆☆............

Marfat.com

غارِثور کا تاریخی پس منظر

بیعت عقبہ ثانی کے بعد حضور پُرنور ﷺ نے اہل مکہ کی ایذا رسانی کے پیش نظر صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ ایک ایک کر کے مدینہ ہجرت کر جائیں۔ مسلمانوں نے گھر بار کی پرواہ نہ کی اور قریش کی نظروں سے چھپ چھپا کر ہجرت کرنے لگے مدینہ کے انصار نے تنگ دستی کے باوجود مہاجرین کا جس کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے استقبال کیا اور اُن کی مہمان نوازی کی تاریخ عالم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ایک سو گھرانوں کے لگ بھگ لوگ نہایت خاموشی کے ساتھ مکہ سے نکل گئے۔ اس طرح مکہ میں محلے کے محلے خالی ہو گئے۔ عقبہ بن ربیعہ نے جو مشرکین مکہ میں سے تھا، ان ویران گھروں کو دیکھ کر ایک ٹھنڈا سانس بھرا اور ایک شعر پڑھا کہ ''ہر آبادی خواہ وہ کتنی خوش حالی کی مرکز رہی ہو، ایک نہ ایک دن ویران ہو جاتی ہے'' وہ افسوس سے کہنے لگا کہ ''یہ ساری کارستانی ہمارے اپنے ہی ایک بھائی کی ہے جس نے ہماری جماعت کو منتشر کر دیا ہے۔ ہمارے معمولات کو تباہ کر دیا ہے اور ہمارے درمیان پھوٹ ڈال دی ہے۔'' (نعوذ باللہ)

پیغمبر اسلام ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابھی تک دشمنوں کے نرغے میں ہی تھے۔ جب قریش مکہ نے یہ حالات دیکھے تو ایک مجلس مشاورت قائم ہوئی اور لمبی چوڑی بحث اور تمحیص کے بعد ابو جہل کی اس تجویز کو قبول کیا گیا کہ ہر قبیلے سے ایک ایک نوجوان لیا جائے۔ یہ لوگ حضرت محمد ﷺ کے مکان کے گرد گھیرا ڈال لیں اور جوں ہی وہ باہر نکلیں، یکبارگی حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا جائے۔ اس طرح محمد ﷺ کے اعزہ و اقربا انتقام نہ لے سکیں گے۔ لیکن آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قریش مکہ کے مذموم ارادے کی پہلے ہی خبر ہو چکی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہجرت کر جانے کا حکم دے دیا۔

Marfat.com

حضور ﷺ کے گھر کا محاصرہ: کفار مکہ نے ہجرت کی رات کو آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرلیا تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹا دیا اور اپنی سبز چادر اُن پر ڈال دی اور خود قریش کے جوانوں کے درمیان میں ہوتے ہوئے نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور وہ آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکے جس رات آپ ﷺ کفار مکہ کے درمیان سے گزر رہے تھے اس وقت آپ کی زبان مبارک پر یہ آیت جاری تھی۔

وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝۹

(سورہ یسین آیت 9)

(ترجمہ: اور ہم نے ایک آڑ اُن کے سامنے کردی اور ایک آڑ اُن کے پیچھے کردی جس سے ہم نے ہر طرف سے اُن کو پردوں سے گھیر دیا، سو وہ نہ دیکھ سکے)۔

............☆☆............

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غار ثور میں پناہ گزین ہونا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور انہیں ہجرت کے بارے میں مطلع کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زادراہ کا تھیلہ اپنی کمر سے باندھا اور دونوں خاموشی سے راوانہ ہوگئے اور غار ثور میں جا کر ٹھہر گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے دو تین دن کا کھانا ساتھ دے دیا تھا۔ آپؐ نے اس غار میں تین راتیں گزاریں۔

آپ نے جاتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلا دیا تھا۔ صبح قریش نے دیکھا کہ بستر پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے ہیں۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس لیے پیچھے چھوڑ گئے تھے تاکہ وہ اہل مکہ کی وہ امانتیں جو رسول اللہ کے پاس رکھی ہوئی تھیں اُن لوگوں کو واپس کر دیں) کفار نے جب دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچ کر نکل گئے ہیں تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں لوگوں کو ادھر اُدھر دوڑایا۔ قریش تعاقب کرتے کرتے غار کے عین قریب آ گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آہٹ پاکر گھبرا گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت تاریخی جملہ ارشاد فرمایا ''گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔ یہ معجزہ تھا کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا بن دیا اور کبوتری نے گھونسلہ بنا کر انڈے دے دیئے۔ یہ دیکھ کر کفار دھوکا کھا گئے اور تین دن کی جستجو کے بعد تھک ہار کر واپس چلے گئے۔

غار ثور سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کا لقب بعد میں ''یار غار'' بھی پڑ گیا، کے ساتھ نکلے اور سوئے مدینہ روانہ ہوگئے۔

Marfat.com

جب آپ کی تلاش میں ناکامی ہوئی تو قریش نے آپ کی گرفتاری کے لیے ایک سواونٹ کا انعام مقرر کر دیا۔ انعام کے لالچ میں سراقہ بن جعشم گھوڑا دوڑاتا ہوا آپ کے قریب آ گیا۔

لیکن گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا۔ دوبارہ سوار ہوا، اب کے گھوڑا ریت میں دھنس گیا۔ سراقہ ناکامی کے بعد نہایت عاجزی سے معافی مانگنے لگا۔ آنحضرت ﷺ نے چمڑے کے ٹکڑے پر امان نامہ لکھوا دیا۔ سراقہ امان لے کر واپس ہوا اور ہر حملہ آور کو یہ کہہ کر واپس کرتا گیا کہ آپ ﷺ اس راستہ پر نہیں گزرتے دوران سفر بریدہ اسلمی سے ملاقات ہوئی جو سراقہ کی طرح انعام کے لالچ میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلا تھا۔ لیکن وہ آپ ﷺ کی شخصیت سے متاثر ہو کر ستر آدمیوں سمیت ایمان لے آیا اور اپنی پگڑی اتار کر نیزے پر باندھ کر جھنڈا بنا دیا اور آپ ﷺ کے آگے آگے چلنے لگا۔

آپ ﷺ 8 ربیع الاول بروز دوشنبہ (622ء) قبا میں پہنچے اور چند روز تک وہاں قیام فرمایا۔ قبا کا ذکر میں گذشتہ صفحات میں کر چکا ہوں۔ قبا مدینہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ تین روز بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی لوگوں کی امانتیں واپس کر کے حضور ﷺ سے آ ملے اور آپ ﷺ کے پاس ہی کلثوم بن ہدم کے مکان میں قیام پذیر ہوئے۔ قبا میں اپنے دست مبارک سے مسجد قبا کی بنیاد رکھی جو چند ہی روز میں مکمل ہو گئی۔ مسجد قبا پہلی مسجد ہے جو آغاز اسلام میں تعمیر ہوئی۔

غارِ ثور کی زیارت کے بعد ہم واپس مسجد الحرام آئے اور نماز ظہر ادا کرنے کے بعد اپنی رہائش گاہ میں چلے گئے۔

☆☆

Marfat.com

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضری

اگرچہ میں جنت معلےٰ کی زیارت کا ذکر پہلے بھی کر چکا ہوں لیکن ایک مرتبہ پھر اندر سے ایک خواہش پیدا ہوئی کہ جنت المعلیٰ پر ایک مرتبہ اور حاضری دوں اور اس عظیم ترین خاتون کی خدمت میں سلام پیش کروں جس نے سب سے پہلے مرد و خواتین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یقین کامل کیا اور آپ کو حوصلہ بخشا۔ جنت البقیع کے بعد مکہ مکرمہ میں جنت المعلیٰ کو بڑا مقام حاصل ہے۔ اس عظیم مقدس قبرستان میں چھ ہزار سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آسودہ خاک ہیں۔ اسی قبرستان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صاحبزادے قاسم رضی اللہ عنہ دفن ہیں اور یہی وہ قبرستان ہے جہاں مسلمانوں کی افضل ترین ماں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ابدی نیند سو رہی ہیں۔ یہ قبرستان محلہ شاہد کے قریب ہے۔ اس جگہ خواتین کا داخلہ منع ہے۔ اس قبرستان کے چہار اطراف کوتاہ قد دیواریں ہیں۔ قبریں صرف پتھروں سے پہچانی جاتی ہیں۔ یہاں قبرستان کو کسی سلیقہ اور قرینہ سے قائم نہیں رکھا ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک قبر میں کئی کئی بار مردوں کو دفنا دیا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد لاش کو کسی کیمیکل کے ذریعہ ختم کر دیا جاتا ہے تاکہ دوسرے مردوں کے لیے جگہ بن سکے۔ قبرستان کے آخری حصہ میں ایک سبز رنگ سلاخوں والا جنگلہ تھا۔ اسی جنگلہ کے اندر اپنے وقت کی امیر ترین اور عفت مآب خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ابدی نیند سو رہی ہیں۔ بے اختیار اشکبار آنکھوں کے ساتھ دعا کے لیے ہاتھ اٹھے اور سورہ فاتحہ، قل ہو اللہ، اور درود شریف پڑھ کر دعا کی اور نہایت عجز و انکسار کے ساتھ سلام پیش کیا اور پھر اس پرنور قبرستان کی زیارت کے بعد ہم واپس مسجد الحرام آ گئے اور نماز ظہر ادا کرنے کے بعد حسب معمول اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گئے۔

Marfat.com

ایام حج کے قریب زائرین کا ہجوم

جوں جوں حج کا مہینہ قریب آرہا تھا توں توں زائرین کا رش بڑھتا جارہا تھا۔ جب ہم شروع میں آئے تھے تو قالینوں والی صف بندی تھی۔ بیت اللہ کے چاروں طرف قالین بطور صف بچھے ہوئے تھے اور آب زم زم کے سرخ واٹر کولرز راہداریوں کے کنارے کنارے رکھے ہوئے تھے۔ اب انہیں وہاں سے اٹھادیا گیا تھا۔ قالینیں بھی سمیٹ لی گئی تھیں۔ ابتداء میں زائرین کی آمد کا سلسلہ ایسا تھا جیسا کہ ابتدائی بارش میں ندی نالوں کا پانی سے بھر جانا ہوتا ہے۔ پھر جب بارش کا سلسلہ مزید بڑھتا ہے تو یہی ندی نالے دریاؤں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور پھر یہی دریا جب بھر جاتے ہیں تو سیلاب کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اب مسجد الحرام میں زائرین کا سیلاب آیا ہوا تھا۔ مسجد الحرام کا سارے کا سارا، کھلا، وسیع صحن زائرین سے بھر گیا تھا۔ اوپر کی تمام گیلریوں میں، راہداریوں میں، چھتوں پر صفا اور مروہ کی راہداری میں زائرین کا جم غفیر نظر آرہا تھا۔ یہاں تک کہ جمعہ کے دن تو زائرین مسجد الحرام کے باہر بڑے دالان میں جس طرف حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی جگہ لائبریری بنی ہوئی ہے وہاں تک اور اُدھر باب عبدالعزیز اور باب فہد کے باہر تک تمام اطراف میں نمازیوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا ہے۔ یہ روح پرور منظر دیکھ کر جہاں دل کو اطمینان نصیب ہوتا ہے، وہاں ساتھیوں کے بچھڑ جانے کا خدشہ بھی لاحق ہوتا ہے۔ اوپر گیلریوں اور چھتوں پر جانے کے لیے اسکیلٹرز زائرین کے لیے رواں دواں ہیں۔ ان اسکیلٹرز کے لیے زائرین اوپر چڑھ بھی رہے ہیں اور اتر بھی رہے ہیں۔ جمعہ کے روز تو سیڑھوں تک میں لوگ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں بیت اللہ کے چاروں طرف عبادت کے لیے ایک وقت میں جمع ہونا بذاتِ خود ایک معجزہ معلوم ہوتا ہے۔

Marfat.com

چند ناخوشگوار واقعات

اس مقدس ترین جگہ پر جہاں بیت اللہ کا روح پرور منظر ہے، وہاں چند ایک ایسے ناخوشگوار واقعات بھی ہمیں نظر آتے ہیں جن سے دل میں افسردگی اور کبیدگی پیدا ہوتی ہے۔ ہماری صفوں کے درمیان بعض چھوٹے چھوٹے سیاہ رنگ کے بچے کوئی دس بارہ سال کی عمر کے مگر ہاتھوں سے محروم، اپنی ٹنڈ منڈ کہنیوں کو عریاں کیے ہوئے بیٹھے بیٹھے چلتے ہوئے بھیک مانگ رہے تھے۔ یہی نہیں بعض بڑی عمر کے لوگ بھی کہنیوں تک کٹے بازوؤں کے ساتھ صفوں کے درمیان رینگتے ہوئے بھیک مانگتے دیکھے گئے۔ ایک ترکی خاتون نے میری بیگم کو روتے ہوئے اپنا پیٹ دکھایا کہ کسی جیب کترے نے اس کی جیب کاٹنے کے لیے بلیڈ سے اس کا پیٹ بھی چاک کر دیا اور وہ لہولہان ہو کر فریاد کر رہی تھی۔ ایک دفعہ طواف کے دوران میری جیب سے ہاتھ ڈال کر کسی نے نقدی نکال لی تھی اور مجھے خبر تک نہ ہوئی۔

ایک اور ہوشربا منظر دیکھا۔ ایک شخص کو جو احرام میں ملبوس تھا چند شرطے پکڑ کر اُسے مارتے اور گھسیٹے ہوئے لئے جا رہے تھے۔ شاید اس نے کسی کی جیب کاٹی تھی۔ ہر دوسرے تیسرے روز پتہ چلتا تھا کہ دو تین مجرموں کا سر قلم کیا جا رہا ہے۔ اتنی سخت سزاؤں کے باوجود لوگ یہاں بھی جرم میں ملوث ہوتے ہیں۔ کوئی منشیات کے جرم میں، کوئی زنا کے جرم میں اور کوئی قتل اور چوری کے جرم میں غضب ناک اور عبرت ناک سزا پاتا ہے۔ یہاں عدالتی نظام زیادہ پیچ دار نہیں ہے کہ مقدمہ بازی میں، ضمانت میں اور

Marfat.com

تاریخوں پر عدالتوں میں وقت ضائع ہو رہا ہے۔ بس شرطے نے جو کہہ دیا وہی حرف آخر بن جاتا ہے۔ لہٰذا یہاں ہر لمحہ احتیاط لازم ہے۔ اسی لیے ہمیں تاکید کی گئی تھی کہ یہاں سے کوئی گری پڑی چیز ہرگز نہ اٹھائیں ورنہ دھر لئے جائیں گے۔

مسجد الحرام کے چاروں طرف خفیہ کیمرے نصب ہوتے ہیں جس سے ہر زائر پر نظر رکھی جاتی ہے اگر کوئی شخص جیب کترتے ہوئے پکڑا جاتا ہے تو وہ سزا سے نہیں بچ سکتا۔ مانگنے کا ایک اور طریقہ بھی ہے۔ ایک لمبی چوڑی پجارو یا گاڑی میں دو تین عمدہ حجاب میں ملبوس خواتین ہوتی ہیں، ایک یا دو مرد اُن کے ساتھ ہوتے ہیں وہ نہایت خوبصورت عربی یا پاکستانی لباس میں ملبوس ہوتے ہیں۔ جب آپ اُن کے پاس سے گزرتے ہیں تو ان میں ایک مرد نہایت ادب کے ساتھ آپ کو سلام کرتا ہے۔ پھر بڑے مہذب اور شریفانہ انداز میں آپ سے مخاطب ہوتا ہے ''جناب آپ سے کچھ عرض کرنا ہے کہ میری بیوی کا پرس جس میں ہمارے ریال اور ڈالر تھے، چوری ہو گیا ہے یا وہ وضو کرتے ہوئے گم ہو گیا ہے۔ ہم ریاض سے حج کرنے آئے ہوئے ہیں۔ اب ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں بچا۔ آپ ہماری مدد فرمائیں۔'' آپ خوبصورت پجارو یا کار اور بظاہر معزز خواتین کو دیکھ کر پسیج کر رہ جاتے ہیں۔ آپ کا دل پہلے ہی یادِ الٰہی سے نرم ہوا ہوتا ہے اور آپ ازراہِ ہمدردی اس سے پوچھتے ہیں ''بھئی! یہ تو بڑے افسوس کی بات ہے۔ آپ کو کتنے پیسے درکار ہیں؟ وہ ذرا سے توقف کے بعد بڑے اعتماد سے کہتا ہے'' فی الحال ایک ہزار ریال میں گزارا ہو جائے گا۔ آپ ہمیں یہ رقم خیرات سمجھ کر نہ دیجئے آپ ہمیں اپنا پتہ بتا دیں۔ ہم گھر جا کر آپ کو یہ رقم واپس ارسال کر دیں گے'' آپ کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ بندے نیک ہیں ان کے ساتھ واقعی زیادتی ہوئی ہے اور ان کی مدد کرنی چاہئے۔ ادھر آپ کی جیب بھی بھاری ہوتی ہے۔ آپ فوراً ایک ہزار ریال نکال کر اس کے حوالے کر دیتے ہیں اور اس نیکی کے عوض آپ سرشار ہو جاتے ہیں۔ فی الحقیقت وہ پیشہ ور اٹھائی

Marfat.com

گیرے ہوتے ہیں۔ انہیں مانگنے کا فن آتا ہے۔ ایک اور دردناک ناقابل فراموش واقعہ ہے جسے میں یاد کرتا ہوں تو حیرت زدہ بھی ہو جاتا ہوں اور خوف بھی آنے لگتا ہے۔ ایک زائر اوکاڑہ (پاکستان) سے حج کرنے کی غرض سے آیا ہوا تھا۔ نہ جانے اسے کیا سوجھی کہ اس نے غسل خانے مین جا کر خودکشی کرنے کی ناکام کوشش کی۔ وہ ذہنی طور پر اس قدر مایوسی اور پریشانی کا شکار ہو گیا تھا کہ اُسے وہاں رہنا مشکل ہو گیا۔ زخمی حالت میں اسے ہسپتال لے جایا گیا۔ ڈاکٹروں نے اُسے بچانے کی بڑی کوشش کی مگر وہ پانچ چھ روز کے بعد انتقال کر گیا۔

اس بندے کی موت کے بعد مجھے یاد آیا کہ مسجد الحرام میں بھی اور مسجد نبوی ﷺ میں بھی نمازِ ظہر یا نمازِ عصر کے بعد ایک دو میتیں روزانہ آتی تھیں۔ اور ان میتوں کو مسجد الحرام میں بیت اللہ کے پاس ملتزم کے سامنے اور مسجد نبوی ﷺ میں محراب کے قریب رکھ کر نماز جنازہ ادا کی جاتی ہیں۔ ہمارے ہاں عموماً مسجدوں کے اندر نمازِ جنازہ ادا نہیں کی جاتی بلکہ قبرستان میں علیحدہ نمازِ جنازہ کی جگہ مخصوص ہوتی ہے۔

............☆☆............

Marfat.com

چند خوشگوار مناظر

جہاں نا خوشگوار مناظر ہمیں دیکھنے کو ملے، وہاں چند نا قابل فراموش خوشگوار واقعات بھی پیش آئے۔ یہاں پر بعض متمول اور مہمان نواز لوگ اپنی بڑی بڑی گاڑیوں یا ویگنوں میں آتے ہیں اور کھجوروں کے ایک ایک کلو کے پیکٹ زائرین میں تقسیم کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کو میں نے غرباء اور مساکین میں ریالوں کو بانٹتے ہوئے بھی دیکھا۔ بعض دوست احباب جو یہاں مقیم ہوتے ہیں، پاکستان سے آئے ہوئے زائرین کی اپنے گھروں میں کھانے کی دعوت دیتے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ اُن کی رہائش گاہوں پر آ کر انہیں فروٹ اور بند ڈبوں میں ٹھنڈے مشروبات بھرے شاپرز پیش کرتے ہیں اور اپنی محبت اور مہمان نوازی کا دل کھول کر ثبوت دیتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں بھی اسی طرح وہاں پر مقیم پاکستانی حضرات اپنے دوستوں اور عزیزوں کی اپنے گھروں میں کھانے کی دعوت دیتے ہیں۔ مکہ کے مقیم لوگ زائرین کی جو دعوت کرتے ہیں اسے اللہ کی طرف سے دعوت کا نام دیا جاتا ہے اور مدینہ میں مقیم جو حضرات زائرین کرام کی دعوت کرتے ہیں وہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے دعوت تصور کی جاتی ہے۔ میں نے یہاں پر پاکستانیوں میں بھائی چارے اور محبت و خلوص کے خوبصورت انداز دیکھے ہیں جن پر رشک آتا ہے۔ یہاں پر حقیقتاً پیار و محبت اور الفت و ایثار کے شواہد اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔

Marfat.com

کچھ ذکر کھانوں کا

یوں تو ہر طرح کے کھانے یہاں دستیاب ہیں مگر یہاں پاکستانی کھانے بڑی رغبت سے کھائے جاتے ہیں۔ مٹن یا چکن پلاؤ، چھوٹے گوشت کا قورمہ یا بریانی، قیمہ اور آلو گوشت، پالک گوشت، بھنڈی اور لوکی وغیرہ خاص طور پر ریسٹورینٹس میں ملتی ہیں لیکن جس روز کڑھی پکتی ہے اس روز اس کھانے کی بڑی مانگ ہوتی ہے۔ زائرین کرام کڑھی بڑے ذوق وشوق کے ساتھ کھاتے ہیں۔ انڈونیشی اور ملائشی لوگ اور بنگلہ دیش سے آئے ہوئے لوگ مچھلی خاص طور پر پسند کرتے ہیں۔

دنیا بھر سے آئے ہوئے لوگ کیلے، انگور، سیب اور مالٹے جیسے پھل خاص طور پر خرید کرتے ہیں۔ ترکی کھانے بھی لذیذ ہوتے ہیں۔ مخروطی شکل میں اونٹ یا بیف یا مرغی کے گوشت کو لوہے کی لمبی سیخ میں پرو کر نیچے دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹکایا ہوتا ہے۔ یہ مخروطی شکل کا گوشت سرخ بھنا ہوتا ہے اور پھر اسے لمبے تیز چھرے سے کاٹ کاٹ کر گاہکوں کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس بھنے ہوئے گوشت کے ساتھ کھانے کو یا تو بند دیا جاتا ہے یا نان یا تلا ہوا پراٹھا۔ پراٹھے نفیس سٹیل کے ہموار توے پر تلے جاتے ہیں۔ میدے کا پراٹھا بنا کر گرم توے پر ہلکا سا تیل ڈال کر اسے پھیلا دیا جاتا ہے اور جب نچلا حصہ پک جاتا ہے تو اسے چمٹے سے اٹھا کر پلٹ دیا جاتا ہے اور پھر اس پکے ہوئے حصے پر ایک یا دو انڈے پھینٹ کر ڈال دیتے جاتے ہیں۔ اس پر تھوڑا سا تیل بھی ڈالتے ہیں۔ جب پراٹھا تیار ہو جاتا ہے تو اسے رول کر کے کاغذ میں لپیٹ کر گاہک کو پیش کر دیا جاتا ہے۔ یہ کاغذ بھی خاص سفید رنگ کا ہوتا ہے یہ ترکی کھانا شوارما کہلاتا ہے۔ چکن تکے اور سیخ کباب بھی لوگ شوق سے کھاتے ہیں۔ مگر لوگ چکن روسٹ کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ایک چکن

Marfat.com

روسٹ دس ریال کا ملتا ہے جو دو افراد کے لئے کافی ہوتا ہے۔فل تمیس اور نان سستا ترین کھانا ہے جو دو ریال میں ملتا ہے۔فل تمیس گھٹی ہوئی دال ہوتی ہے۔ یہاں ''البیک'' ریسٹورنٹ کے کھانے زیادہ پسند کئے جاتے ہیں۔ شہر مکہ میں متعدد ہوٹل اور ریستوران ہیں۔ پاکستانی ہوٹل اور ریستوران کے علاوہ دیگر مسلم ممالک کے ہوٹل اور ریستوران بھی جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ مگر تو سچی بات ہے ہمیں اپنے پاکستانی ہوٹلوں کے ہی کھانے پسند تھے۔ان کھانوں میں جو لذت اور خوشبو ہے وہ ہمیں کہیں اور نظر نہیں آتی۔ میں نے مدینہ منورہ میں ایک پاکستانی ہوٹل میں پکی ہوئی بھنڈی کھائی جو بے حد لذیذ تھی اس بھنڈی کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس کے اندر کا بیج خشخاش کے باریک دانوں جیسا تھا جو مجھے پھر کہیں نظر نہیں آئی۔ میں کھانے کے ساتھ کھیرا شوق سے کھاتا ہوں۔ یہاں پر کھیرے بھی چھوٹے چھوٹے اور ذائقہ میں لذیذ ہوتے ہیں۔ صبح کے ناشتے میں حلوہ پوری اور چنوں کے علاوہ نہاری بھی ہوتی ہے۔ نہاری میں نان سری، پائے اور پنڈلی کی مچھلی کا گوشت شامل ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مغز بھی ناشتہ بھی بعض حضرات کھانا پسند کرتے ہیں۔ الغرض انواع واقسام کے کھانے زائرین کی خوش خوری کے لئے جگہ جگہ ملتے ہیں۔ بس یوں سمجھ لیجئے یہ ایک فوڈ سٹریٹ ہے جہاں کھانوں کا میلہ لگا ہوا ہے۔ آخر ایسا کیوں نہ ہو، یہاں اللہ کے مہمان دور دراز کے ملکوں سے آئے ہوئے ہیں اور اُن کی میزبانی کا شرف بھی تو اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہوا ہے۔ مشروبات میں جو سب سے زیادہ مجھے مرغوب تھا وہ لبن تھی۔ لبن جسے ہم اپنی زبان میں ''لسی'' کہتے ہیں نہایت لذیذ اور زود ہضم ہوتی ہے۔ میں تو اپنے ہر دوپہر کے کھانے کے بعد لبن کا ایک ڈبہ جس میں پاؤ بھر ''لسی'' ہوتی تھی پینا زیادہ پسند کرتا تھا۔ ''لسی'' کھانے کو ہضم کرنے میں بھی بڑی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ کاش! اس طرح کی لسی یہاں بھی اسی طرح سے دستیاب ہو۔ ویسے تو ہماری دیسی دہی کی لسی یہاں لاہور میں صبح کے ناشتہ میں کثرت سے استعمال ہوتی ہے۔ ہماری دہی کی لسی میں مکھن ملا ہوتا ہے جب کہ وہاں کی لسی میں مکھن نہیں ہوتا۔ وہ پیسٹرائزڈ لسی ہوتی ہے جو معدے پر بوجھ نہیں ڈالتی۔ اس لبن میں تھوڑا سا آب زم زم ڈال کر مزید پتلا کر لیتا تھا۔

Marfat.com

حفظانِ صحت کے انتظامات

چونکہ زائرین کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے، اس لئے مسجد الحرام کے فرش کو صاف ستھرا رکھنا از حد ضروری ہوتا ہے۔ اکثر نماز فجر کے بعد یا نماز ظہر کے بعد فرش کو اکثر پانی سے دھویا جاتا ہے پانی میں کیمیکل کے اجزا یا سرف وغیرہ بھی ڈال کر استعمال کیا جاتا ہے کہ بو وغیرہ کا احتمال نہ رہے۔ جب فرش دھونا ہوتا ہے تو متعدد خدام بڑے مضبوط رسوں کو دائرہ نما شکل میں پکڑ کر زائرین کو مطاف کے باہر نکال دیتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ فرش کو صاف کرتے ہوئے یہ دائرہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ بظاہر یہ کام مشکل نظر آتا ہے مگر وہ دھلائی اور صفائی کا کام اتنی پھرتی اور ہنر مندی سے کرتے ہیں کہ تھوڑے سے وقت میں اتنے وسیع احاطہ کو صاف ستھرا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح یہی کام وہ راہداریوں مین کرتے ہیں۔ لاکھوں کے مجمع کو سنبھالنا یقیناً مشکل کام ہے لیکن متعدد خدام یہ کام بڑی تن دہی سے سرانجام دیتے ہیں۔

حفظانِ صحت کے انتظامات بہت عمدہ ہیں۔ پاکستانی زائرین کے لئے چند مقامات پر ڈسپنسریاں کھولی گئی ہیں جہاں ایلوپیتھی ڈاکٹروں کے ساتھ پاکستانی حکماء بھی موجود ہیں جو طبی امداد مہیا کرتے ہیں۔ یہ پاکستان کی حکومت وقت کا انتظام انصرام ہوتا ہے۔ جو شخص زیادہ شدید مرض یا پیچیدہ مرض کا شکار ہوتا ہے، اسے سعودی حکومت کے

Marfat.com

ہسپتال میں داخل کرایا جاتا ہے۔ان تمام سہولیات کے باوجود ڈیڑھ دوسو زائرین ہر سال انتقال کر جاتے ہیں۔اس کی بڑی وجہ تو یہ ہے کہ پاکستان سے جانے والوں میں معمر حضرات کی تعداد خاصی ہوتی ہے۔بعض بزرگ تو ستر سال سے بھی زیادہ عمر کے ہوتے ہیں اور بعض زائرین تو وہاں مرنے کی آرزو بھی کرتے ہیں تاکہ انہیں اس مقدس سرزمین ہی میں دفن ہونا نصیب ہو۔

سعودی حکومت کے حفظانِ صحت سے متعلقہ عملے کے لوگ ہمہ وقت صفائی ستھرائی کا خیال رکھتے ہیں۔وہ لوگ دکانوں میں جا کر خورد ونوش کی اشیاء کا معائنہ کرتے ہیں اور کوالٹی کنٹرول کرتے ہیں۔کیا مجال جو کہیں کسی مکھی کا گزر ہو۔دکانداروں کو سخت ہدایات دی جاتی ہیں کہ وہ اپنی دکانیں ہر صورت صاف ستھری رکھیں۔دکاندار بھی جانتے ہیں کہ یہاں پر قوانین کی پابندی لازمی ہے ورنہ سزا ملتی ہے۔

...........☆☆...........

Marfat.com

خرید و فروخت پر ایک نظر

جب میں 1986ء میں پہلی بار حج پر گیا تھا تو مسجد الحرام کے باہر ساتھ ہی صرافوں کی دکانیں بھی تھیں جو خواتین کو سونے کی چیزیں خریدنے کی دعوت دیتے تھے۔ عطریات کی دکانیں، متنوع بیرونی عطریات پرفیومز اور کولونز، شوقین حضرات کو اپنی طرف راغب کرتے تھے پاس ہی چھتا بازار ہے جہاں دنیا بھر کی غیر ملکی جدید اشیاء خریدی جاتی ہیں جن میں کوریا کے کمبل، چین کی کراکری اور بچوں کے خوبصورت کھلونے، انگلستان کی بنی ہوئی بجلی کی اشیاء، جاپان کا بنا ہوا بجلی کا جدید سامان، انڈیا کے عطر اور ساڑھیاں اور کپڑے، پاکستان کے بنے ہوئے کپڑے لیدر کا سامان اور دیگر ممالک کی نہایت کارآمد چیزیں ملتی ہیں۔ زائرین دل کھول کر یہاں سے چیزیں خریدتے ہیں تا کہ اپنے اعزہ واقارب کو بطور تحفہ پیش کر سکیں۔ مسجد الحرام کے باہر جب سیڑھیاں چڑھ کر محلہ قرارہ کی طرف جائیں تو دائیں بائیں مسواک، سرمہ اور دیگر جڑی بوٹیاں بیچنے والے لوگ نظر آتے ہیں۔ یہاں سے لوگ مسواکیں، دردوں کے بام، سرمہ اور تیل وغیرہ خریدتے ہیں۔ بقول ان لوگوں کے یہ بام اور تیل گھٹنوں کے دردوں کے لئے بہت مفید ہیں۔ سرمہ آنکھوں کی بینائی کو تیز کرنے کے لئے اور آنکھوں کو خوشنما بنانے کے لئے اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بعض پاکستانی خواتین زائرین سے درخواست کرتی ہیں کہ وہ ان کے لئے

Marfat.com

سرمہ ضرور لائیں۔ مکہ اور مدینہ دونوں شہروں میں دکانیں نہ صرف تمام دن کھلی رہتی ہیں بلکہ رات گئے تک دکانوں میں گہما گہمی جاری رہتی ہے۔ایک نہایت اہم بات یہ ہے کہ جونہی نماز کے لئے اذان بلند ہوتی ہے تو سبھی دکانیں بند ہونا شروع ہو جاتی ہیں لیکن نماز کے بعد دکانیں پھر کھل جاتی ہیں۔ دونوں شہروں میں نماز کا ایک ہی وقت مقرر ہوتا ہے۔ دکانیں بند ہو جانے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ دروازے بند کر کے تالا لگایا دیا جائے۔ بس علامتی طور پر یا آدھا شٹر ڈاؤن کر دیا جاتا ہے یا کوئی پردہ آگے ڈال دیا جاتا ہے۔ لائٹیں وغیرہ بھی بجھا دی جاتی ہیں۔ قانون کی سختی سے پابندی ہوتی ہے۔خلاف ورزی کرنے والے پر فوراً جرمانہ ہو جاتا ہے۔وہ لوگ زیادہ تر فرض رکعتیں پڑھتے ہیں تاہم جن کے پاس وقت ہوتا ہے وہ سنتیں اور نوافل بھی ادا کرتے ہیں۔زیادہ تر نماز با جماعت ہی ادا کرتے ہیں۔ کاش! ہمارے ملک میں بھی اذان اور نماز کا ایک ہی وقت ہو،تمام مساجد میں رائج قانون کا احترام ہو اور کسی کو جان و مال کا خطرہ نہ ہو۔ یہاں پر اشیاء میں ملاوٹ یا نمبر دو مال کی فروخت کا بھی اندیشہ نہیں ہے۔ ہر چیز خالص ملتی ہے۔

............☆☆............

Marfat.com

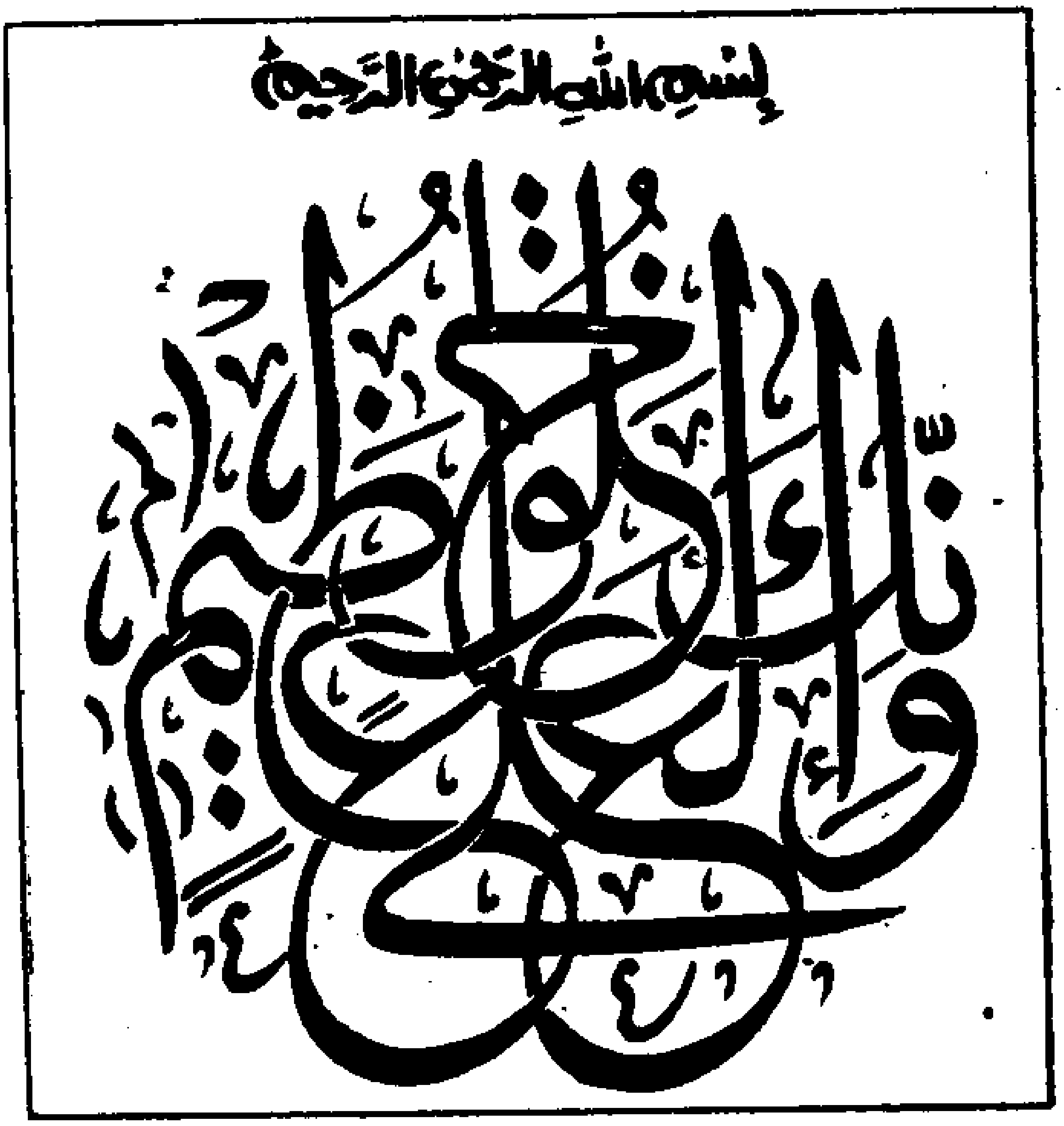

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ (القلم-۴)

Marfat.com

باب پنجم

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

ترجمہ: ''یہ گنتی کے چند روز ہیں جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد میں بسر کرنے چاہئیں، پھر جو کوئی جلدی کر کے دو ہی دن میں واپس ہو گیا تو کوئی حرج نہیں اور جو کچھ زیادہ ٹھہر کر پلٹا تو بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ یہ دن اس نے تقویٰ کے ساتھ بسر کئے ہوں۔ اللہ کی نافرمانی سے بچو اور خوب جان رکھو کہ ایک دن اس کے حضور تمہاری پیشی ہونے والی ہے۔'' (البقرہ۔۲۰۳)

Marfat.com

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پے در پے حج اور عمرہ کیا کرو کیونکہ یہ فقر ومحتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے۔ اور حج مبرور کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہے۔
(جامع ترمذی)

Marfat.com

حج بیت اللہ

ذوالحج کا چاند نظر آتے ہی عازمین حج کی مراد پوری ہونے کا وقت قریب آ گیا۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھ گئے کہ اے اللہ ہمیں حج مبرور عطا کر۔ ہم جس نیت سے تیری بارگاہ میں آئے ہیں، اُسے پوری فرما دے۔ ایک دوسرے کو عید کے چاند کی مبارک بادیں دینے لگے۔ ہم نے پاکستان میں مقیم اپنے اعزہ واقارب اور انہوں نے ہمیں نئے چاند کی مبارک بادیں دیں اور ایک دوسرے کے لیے نیک تمناؤں اور دعاؤں کا تبادلہ کیا۔ تمام زائرین میں ایک نیا جوش اور ولولہ تھا۔ ہر ایک کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا۔ ذوالحج کے سات دِن پلک جھپکنے میں گذر گئے۔

8 ذوالحجہ: آج جمعہ کا دن تھا۔ اِس دن کو یوم ترویہ بھی کہتے ہیں۔ ہم نے علی الصبح اٹھتے ہی حسب معمول غسل کیا اور مسجد الحرام جا کر تہجد، نماز فجر، بیت اللہ شریف کا طواف اور اشراق پڑھ کر اپنی رہائش گاہ میں آ گئے۔ یہاں پہنچ کر احرام باندھا، دو رکعت نفل ادا کیے۔ نفل ادا کرتے وقت سر کو اوپر والی چادر سے ڈھانپے رکھا۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون پڑھی، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پوری سورۃ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد...... پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد سر ننگا کرلیا اور مصلے پر بیٹھے ہی حج کی نیت کی۔

Marfat.com

"یا اللہ! میں خالص تیری رضا کے لیے حج کی نیت کرتا ہوں تو اسے میرے لئے آسان فرما اور قبول فرما، اور اسے میرے لئے دنیا و آخرت میں خیر و برکت کا وسیلہ بنا"

نیت کرنے کے بعد باآواز بلند تین مرتبہ تلبیہ یعنی **لبیک الھم لبیک** پڑھا۔ اب تلبیہ کا ورد اٹھتے بیٹھتے ہماری زبان پر جاری ہو گیا۔ معلم کی بس پروگرام کے مطابق ہماری رہائش گاہ پر پہنچ گئی۔ ہم نے بہت سا سامان اپنے تھیلوں میں رکھ لیا تھا جس میں عام لباس کا ایک جوڑا، کچھ خشک میوہ جات مثلاً بھنے ہوئے چنے، بادام، کشمش، خشک خوبانی، پستہ، کاجو اور چلغوزے وغیرہ بھی ساتھ لے لئے دو عدد چٹائیاں بھی ساتھ لے لیں کیونکہ وہاں پر ان چٹائیوں کی خاص طور پر مزدلفہ میں ضرورت پڑتی ہے۔ ہلکے پھلکے سے دو تکیے، ایک اپنے لیے اور ایک اپنی اہلیہ کے لیے بھی ساتھ رکھ لیے۔

............☆☆............

Marfat.com

منیٰ کی طرف روانگی

تمام حجاج کرام کو آج دو چادروں کا احرام باندھے اور حج کی نیت کیے ہوئے نماز فجر مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام میں ادا کرنے کے بعد زوال سے پہلے منیٰ میں پہنچنا ہے۔ جہاں انہوں نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کرنے کے بعد اگلے روز یعنی 9 ذوالحجہ کو نماز فجر منیٰ میں پڑھنے کے بعد عرفات روانہ ہونا ہے۔ آج 8 ذوالحجہ جمعہ کا دِن ہے لہٰذا جمعہ کی نماز منیٰ میں ہی مسجد خیف میں پڑھنے کا موقع ملے گا۔ آج حجاج کرام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر منیٰ کی طرف بسوں میں، ویگنوں میں، کارواں کی صورت یا پیدل رواں دواں ہے۔ ہر ایک کی زبان پر تلبیہ کا کلمہ بلند ہو رہا ہے۔ یہ عجیب دلکش روح پرور منظر ہے۔ لوگ دیوانہ وار ایک ہی سمت میں چلے جا رہے ہیں۔ سرنگوں سے گزرتے ہوئے عزیزیہ کی بستی کو عبور کرتے ہوئے ہم منیٰ پہنچ گئے۔ ہمارا مکتب نمبر 13 تھا۔ منیٰ کا علاقہ جو کل تک بالکل غیر آباد تھا۔ آج عظیم الشان خیموں کی بستی میں تبدیل ہو چکا تھا۔ منیٰ مکہ سے کوئی تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ مکتبوں کے معلمین اپنے اپنے مکتب کے علاقہ میں سفید کپڑے کے مضبوط خیمے نصب کر دیتے ہیں۔ ہر ایک خیمہ میں 6 سے 8 تک حجاج کرام کے ٹھہرنے کا انتظام ہوتا ہے۔ وہاں پر بجلی کے پنکھے، ٹھنڈے پانی کے کولر اور ریت کے فرش پر دریاں بچھائی گئی ہوتی ہیں۔ یہ

Marfat.com

الگ الگ خیمے ایک دوسرے کے ساتھ پیوستہ بھی ہوتے ہیں اور علیحدہ بھی۔ان کے سامنے بھی خیمے نصب ہوتے ہیں اور قطار اندر قطار لگے ہوتے ہیں درمیان میں گذرگاہ ہوتی ہے جو گلی کا کام دیتی ہے۔ ہر مکتب کی عارضی قائم کردہ خیمہ بستی میں تقریباً پانچ سو سے لے کر ایک ہزار حجاجِ کرام کا قیام ہوتا ہے۔ یہ تعداد ضرورت کے مطابق کم یا زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ پچھلی طرف غسل خانے بھی بنے ہوتے ہیں جو عارضی طور پر بنائے گئے ہوتے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے لیے علیحدہ غسل خانے اور ٹائیلٹس ہوتے ہیں۔ یہ کام معلمین ایک ہفتہ یا کچھ دن پہلے شروع کر دیتے ہیں۔ ہر ٹائلٹس یا غسل خانے کے ساتھ معذور لوگوں کے لیے انگلش کموڈ بھی ہوتے ہیں اور عام لوگوں کے لیے انڈین ٹائپ ٹوائلٹس ہوتے ہیں۔ خیمہ بستی دو حصوں میں اِس طرح تقسیم ہے کہ درمیان میں بہت بڑی شاہراہ ہے۔ اِس شاہراہ کے دونوں کناروں پر خیمہ بستیاں لگی ہوتی ہیں جن پر مکتب نمبر درج ہوتا ہے۔ ہمارا مکتب نمبر 13 تھا لہٰذا ہماری بس مکتب نمبر 13 کے سامنے رکی اور ہم اپنا سامان لے کر اپنے مکتب نمبر 13 میں الاٹ شدہ خیمہ نمبر 7 میں چلے گئے۔ یہ خیمہ بستیاں دور دور تک پھیلی ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ ہماری خیمہ بستی کے شمال اور جنوب کی طرف جو پہاڑ ہیں وہاں بھی خیمے لگے ہوئے ہیں۔ جنوب کی طرف جو پہاڑ ہے وہاں بڑے بڑے محل یا پختہ ولاز بھی نظر آتے ہیں جو غالباً بادشاہوں یا حکمرانوں کے لیے بنے ہوتے تھے۔ مغرب کی طرف جدھر مسجد خیف ہے اور اُس کے ساتھ ہی آگے جمرات ہیں، وہاں پر کاروانوں کو ڈیرے ڈالے ہوئے پایا یہ لوگ آس پاس کے مشرق وسطےٰ کی ریاستوں سے آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اِن میں زیادہ تر میں نے سیاہ فام لوگوں کو دیکھا۔ یہ لوگ پبلک غسل خانوں اور ٹائلٹس کو اِستعمال کرتے ہیں۔ غالباً یہ

Marfat.com

لوگ معلم کے قبضہ میں نہیں ہوتے۔مگر اِن لوگوں کا وہاں دن رات قیام کرنے کا اپنا منفرد انداز ہے۔ یہ لوگ دھوپ وغیرہ سے بچنے کے لیے اپنے بنائے ہوئے شامیانے استعمال کرتے ہیں۔اِن میں مرداور عورتیں سب ہی شامل ہوتے ہیں

آج جمعۃ المبارک کا دن ہےاور میں نے نماز جمعہ مسجد خیف میں ادا کی۔ یہ تاریخی مسجد خاصی بڑی ہے۔اِس وقت نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔امام مسجد نے نہایت دل نشین انداز میں خطبہ دیا۔روایت ہے کہ اِس مسجد کی بنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رکھی تھی۔ چونکہ تمام حجاج کرام اِس مسجد میں نہیں آسکتے تھے،لہذا بہت سے حجاج کرام نے اپنے اپنے خیموں میں ہی نماز جمعہ ادا کی۔ہم نے نمازِ جمعہ کے بعد عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں اپنے اپنے خیموں میں باجماعت پڑھیں۔ان نمازوں کے دوران مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرا قلب ذکرالٰہی میں مصروف ہے۔آسمان سے سکون وقرار کی بوندیں میرے بدن پر گر رہی ہیں اور جیسے میرے گناہ دُھلتے جارہے ہیں یہ خوش کن کیفیت کافی دیر رہی۔میں اپنے آپ کو دنیا کا خوش نصیب ترین انسان سمجھ رہا تھا۔

............☆............

Marfat.com

عرفات کی طرف روانگی

9 ذوالحجہ! آج حج کا دوسرا دن ہے۔ اِسے یوم عرفہ بھی کہتے ہیں۔ آج نماز فجر ہم نے منیٰ میں اپنے خیموں میں ادا کی۔ نمازِ فجر کے بعد حجاج کرام میدان عرفات کی جانب روانہ ہو جائیں گے جہاں پر ظہر اور عصر کی نمازیں مسجد نمرہ میں امیر حج کی اقتداء میں پڑھی جائیں گی۔ یعنی عصر کی نماز بھی ظہر ہی کے وقت پڑھائی جائیگی۔ لیکن مکہ معظمہ سے ہر شخص کے لیے یعنی مسجد نمرہ میں پہنچنا دشوار ہوتا ہے لہذا پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور افغانستان وغیرہ سے آئے ہوئے حجاج کرام اپنے اپنے خیموں میں ظہر کی نماز ظہر کے وقت اور عصر کی نماز عصر کے وقت ہی پڑھ لیتے ہیں۔

فجر کی نماز منیٰ میں اپنے اپنے خیموں میں با جماعت پڑھنے کے بعد ناشتہ وغیرہ کیا اور اپنے ساتھ چٹائیاں لے لیں۔ اِس مختصر سے سامان کے ساتھ ہم اپنی بس کا انتظار کرنے لگے جس نے ہمیں عرفات کے میدان میں لے جانا تھا اور ہمیں ہمارے مکتب نمبر 13 کے بڑے خیمے تک پہنچانا تھا۔ منیٰ میں جو خیمہ بستیاں آباد کی گئی تھیں وہ چھوٹے چھوٹے گروہوں کے لیے علیحدہ علیحدہ خیمے تھے۔ لیکن عرفات کے میدان میں بڑے بڑے خیمے تھے کیونکہ اُس روز وہاں کا قیام صرف ظہر سے لے کر مغرب تک کا تھا اور نماز مغرب بھی یہاں نہیں پڑھنا تھی۔ نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء دونوں نمازیں ایک اذان اور علیحدہ علیحدہ دو تکبیروں کے ساتھ مزدلفہ میں ادا کرنا ہوتی ہیں۔ عرفات کا وقوف حج کا لازمی جزو ہے۔ یہاں کی چند لمحات کی حاضری کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔ حج کے تین اہم رکن میں سے یہ دوسرا رکن ہے پہلا رکن احرام باندھ کر حج کی نیت کرنا، دوسرا رکن وقوف عرفات یعنی

Marfat.com

عرفات میں حاضری تیسرا رکن طواف زیارت (یا جسے طواف اضافیہ کہتے ہیں) جس میں بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی شامل ہے۔ ہم صرف احرام کی دو چادروں ہی میں ملبوس ہیں۔ عام لباس ہم نے مِنیٰ میں اپنے خیمے ہی میں رکھ چھوڑا ہے جسے ہم نے بڑے شیطان کو کنکریاں مار کر اور قربانی دے کر پہننا ہے۔

مِنیٰ سے عرفات کا فاصلہ کوئی 7 میل کے لگ بھگ ہے جسے ہم 9 کلو میٹر بھی کہتے ہیں۔ بہتر تو یہی تھا کہ ہم بھی عرفات پیدل جاتے لیکن خواتین کے ساتھ ہم نے بس ہی میں جانا پسند کیا۔ ہمارے مکتب کا معلم نہایت شریف انسان تھا۔ اس نے ہمیں کہیں بھی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ ٹھیک طلوع آفتاب کے ٹھیک ایک گھنٹہ بعد ہماری بس ہمارے خیمے کے سامنے لا کھڑی کی۔ ہم وقت ضائع کیے بغیر اس میں سوار ہو گئے زبان پر لبیک کی صدائیں بلند تھیں۔ ہم عرفات میں کوئی 9 بجے کے قریب پہنچ گئے تھے۔ ہمیں اپنا خیمہ تلاش کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوئی ہمارا سبز ہلالی پرچم دور سے بلند ہوتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ عرفات کے میدان میں حدِ نگاہ تک خیمے ہی خیمے نظر آ رہے تھے۔ یہ قیام اگرچہ غروب آفتاب تک کا تھا لیکن عجیب پر کیف منظر تھا۔ دراصل عرفات کے میدان میں ''حاضری'' ہی حج ہے۔ یہی حج کا دِن ہے جس کے لیے ہماری روحیں بیقرار رہتی ہیں۔ اِسی جگہ پر سامنے جبل رحمت دکھائی دیتا ہے جہاں اماں حوا اور حضرت آدم علیہ السلام کا فردوسِ بریں سے بچھڑنے کے بعد ملاپ ہوا تھا۔ اِسی پہاڑ کے دامن میں ایک چھوٹے سے ٹیلے پر چڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تھا جسے ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سماعت فرمایا تھا۔ عرفات کا میدان ہی حشر کا مقام ہے۔ یہاں پر ہی نمازِ عصر کے بعد وقوف کرتے ہوئے توبہ و استغفار کرنا ہے۔ یہیں پر تحمیدوں، تحلیلوں، تکبیروں، تسبیحوں اور دعاؤں کی کثرت سے اپنے آقائے لایزال کو راضی کرنا ہے۔

جب ہم منیٰ سے مشرق کی طرف عرفات کے لیے پیدل چلتے ہیں تو ایک تنگ

Marfat.com

وادی سے گذر ہوتا ہے۔ سلطنت خدادسعودیہ نے مکہ مکرمہ سے عرفات تک پختہ کشادہ سڑکیں بنادی ہیں۔ کثرت، ہجوم کے پیش نظر ایک نہیں بلکہ چار سڑکیں بنادی گئی ہیں۔ جہاں بسیں چلتی ہیں دو پختہ اور دو کچی جہاں سے پیدل چلنے والے گذرتے ہیں۔ یہ وادی آگے چل کر ذرا تنگ ہوجاتی ہے۔ اِس جگہ کو وادی محسر کہتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ابرہہ کے ہاتھی ہلاک ہوئے تھے۔ ''اَرۡسَلَ عَلَیۡھِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ'' ۔کا عذاب یہیں ہاتھی والوں پر نازل ہوا تھا۔ یہاں سے حجاجِ کرام کو تیزی سے گزر جانے کی ہدایت ہے۔ آنحضرت اِس جگہ سے تیزی سے گزرے تھے۔

منیٰ سے عرفات کی طرف جانے کے دوراستے ہیں۔ ایک ضب کا اور دوسرے مازمین کا۔ ضب کا راستہ مازمین کے دائیں طرف سے نمرہ کو گیا ہے۔ اِسی راستے سے عرفات کو جاتے ہیں اور مازمین کے راستے سے واپس آتے ہیں۔

وادی محسر دو میل آگے چل کر فراخ ہو جاتی ہے۔ یہاں مزدلفہ ہے جہاں عرفات سے لوٹ کر رات گزاری جاتی ہے۔ عرفات کی طرف جاتے ہوئے مشعر الحرام (مزدلفہ) ہمارے دائیں طرف رہ جاتا ہے اور لوگ سیدھے نکل جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ عرفات جاتے ہوئے مزدلفہ میں نہیں ٹھہرے تھے۔ سیدھے عرفات تشریف لے گئے تھے۔

وادیِ مزدلفہ سے آگے چل کر راستہ پھر تنگ ہو جاتا ہے۔ اِس وادی کو وادیِ عرنہ کہتے ہیں۔ یہ وادی جہاں ختم ہوتی ہے وہاں پر ہی مسجد نمرہ ہے۔ منیٰ سے مزدلفہ تین میل ہے اور مزدلفہ سے عرفات چار میل کے فاصلے پر ہے۔

مسجد نمرہ فراخ اور وسیع ہے۔ اِس مسجد کا مغربی نصف حصہ حرم میں شامل ہے اور مشرقی نصف حصہ حرم سے خارج ہے۔ اِس مسجد میں نہر زبیدہ سے پانی پہنچایا گیا تھا۔ تا کہ حجاج کرام کو پانی کی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اِس مسجد سے تھوڑے فاصلے پر دو ستون دکھائی دیتے ہیں۔ یہاں سے عرفات کی حد شروع ہوتی ہے۔ یہی وہ میدان

Marfat.com

عرفات ہے جہاں سے اب پچیس تیس لاکھ حجاج کرام اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لیے آنسوؤں کے سیلاب کے ساتھ حاضر ہوئے ہیں۔ نہر زبیدہ، عباسی حکمران خلیفہ ہارون الرشید کی ملکہ نے حجاج کرام کو پانی کی سہولت فراہم کرنے کے لئے اپنی جیب خاص کی رقم سے تعمیر کروائی تھی جو آج تک جاری ہے۔

جبل رحمت: میں نے اپنی اہلیہ اور ساتھیوں کو مکتب نمبر 13 کے بڑے خیمے میں چھوڑا اور خود جبل رحمت کی زیارت کو نکل پڑا اس وقت جبلِ رحمت حجاج کرام کی وجہ سے جو چیونٹیوں کی طرح اس پر چڑھ اور اتر رہے تھے سفید نظر آ رہا تھا۔ اِسی پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے ایک لاکھ چالیس ہزار نفوسِ قدسیہ کے سامنے تاریخ عالم کا آخری خطبہ ارشاد فرمایا جو خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جس ٹیلہ پر کھڑے ہو کر اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہو کر یہ خطبہ ارشاد فرمایا تھا اُسے ایک ستون کے ذریعہ سے نشان زد کیا ہوا ہے۔ اِسی ستون تک پہنچنے کے لیے حجاج کرام کی سفید احرام میں ملبوس قطاریں لگی ہوئی تھیں۔ اِس تاریخی خطبہ کو یہاں درج کرنا میں ضروری خیال کرتا ہوں۔

............☆☆............

Marfat.com

خطبہ حجۃ الوداع

آپ ﷺ نے یہ خطبہ 10 ہجری (بمطابق 632 عیسوی) میں ارشاد فرمایا۔
یہ جامع خطبہ بنیادی انسانی حقوق کا اولین عالمی منشور ہے۔ اِس خطبہ میں ایسے عظیم اصول پیش کیے گئے ہیں جو عالمِ انسانیت کی ہمیشہ ہمیشہ رہنمائی کرتے رہیں گے۔ خطبہ حجۃ الوادع بنیادی انسانی حقوق کا ایسا بے نظیر عالمی منشور ہے جو پیغمبر انسانیت محسن عالم ﷺ کی طرف سے جاری کیا گیا۔ سیدھا، صاف، سچا فرمان، اِس منشور اعظم کا اجرا نہ کسی سیاسی مصلحت پسندی کا نتیجہ تھا نہ کسی وقتی جذبے کی پیداوار کا، نہ کسی طبقہ یا گروہ کی طرف سے دباؤ یا دھونس اور دھاندلی سے متاثر ہو کر جاری کیا گیا تھا۔ یہ عظیم دستور العمل نہ کسی حال و احوال کا تابع تھا نہ کسی معاہدے کی تکمیل کا مرہون منت تھا۔ یہ فی الحقیقت وہ خطبہ انقلاب تھا جو ہر قسم کی انسانی، حکومتی، سیاسی، معاشرتی، معاشی یا معاہداتی منظوری سے بے نیاز وقت کی آواز بن کر بلند کرتا ہوا اور تمام انسانوں کے حقوق کے محافظ و نگران کی حیثیت سے نمودار ہوا اور آئندہ آنے والے تمام زمانوں کے لیے قیامت تک شرفِ انسانیت واحترامِ آدمیت کے چراغ روشن کر گیا۔

آج کل انسانی حقوق اور آزادیوں کی بحث کا نقطہ آغاز ''بالعموم میگنا'' کے چارٹر کو قرار دیا جاتا ہے جبکہ یہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ اِس منشور کا اجرا شہنشاہ انگلستان (ہنری دوم کے بیٹے اور رچرڈ شیر دل کے بھائی) جان (۱۱۹۹ تا ۱۲۱۶ء) نے تیرھویں صدی عیسوی (جون 1215ء) میں کیا تھا اور وہ بھی صریحاً سیاسی مصلحت کے تحت امراء کی بغاوت کی آگ فرو کرنے اور حالات کے وقتی حل کے لیے میگنا کارٹا جاری

Marfat.com

کیا گیا تھا۔ اس میگنا کارٹا میں کسی لحاظ سے بھی ابدی، آفاقی، انسانی، عالمی پہلوؤں کو پیش نظر نہیں رکھا گیا تھا۔ اس کی افادیت بھی بہت حد تک محدود، عارضی، وقتی اور مقامی تھی۔

علاوہ ازیں جس زمانے (جون 1215ء یعنی تیرھویں صدی عیسوی) میں میگنا کارٹا جاری کیا گیا تھا اس وقت تک مسلمانوں کی تاریخ سینکڑوں نشیب و فراز دیکھ چکی تھی اور اسلام کے عطا کردہ حقوق اور آزادیوں کا شہرہ چہار دانگ عالم میں پھیل چکا تھا۔ اور دنیا کے مختلف حصوں میں مسلمان حکمران انسانی آزادیوں اور حقوق کی پاسداری کر رہے تھے۔ ان حقائق کی روشنی میں میگنا کارٹا کی اولیت عالمی تاریخ اور انسانی حقوق اور آزادیوں کے حوالے سے میزان عدل پر کیا وقعت رکھتی ہے؟ میگنا کارٹا کے اجراء پر پانچ سو سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد فرانس کے اعلان حقوق انسانی و باشندگان (1789ء) نے بھی شہرت پائی۔ یہ اعلان ان تصورات کا نمایاں عکاس ہے جو انقلاب فرانس کے پس پشت کارفرما تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ اپنی نوعیت کا پہلا اعلان تھا جس نے آزادی کی شمع روشن کی۔ عہد جدید کی ایک اور اہم دستاویز امریکی نوشتہ حقوق بل آف رائٹس مجریہ 1791ء ہے جو فرانس کے اعلان حقوق انسانی کی طرح دستوریت اور قانونیت کی اعلیٰ مثال خیال کی جاتی ہے۔

عصر حاضر کی وہ دستاویز جسے حقوق انسانی کی نقیب قرار دیا جاتا ہے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 10 دسمبر 1948ء کو منظور کیا تھا جسے حقوق انسانی کے آفاقی قانون کی حیثیت بھی محض تجویز و سفارش کی ہے اور کسی مملکت کے لیے اس کا تسلیم کرنا لازمی نہیں ہے اور ایک مصنف کے بقول یہ ''منشور تحفظ حقوق انسانی'' سے معاملے میں بالکل ناکارہ اور ناقابل اعتماد دستاویز ہے اور قانونی نقطہ نظر سے اس کا کوئی وزن اور مقام نہیں اور اس کی رو سے جو معاشی اور سماجی پالیسیاں محض اصول ہیں۔ بلکہ میثاق برائے

Marfat.com

انسانی حقوق کے 1947ء میں طے کیے جانے والے اصول کی روشنی میں ایک سال قبل ہی کہہ دیا گیا تھا کہ اس پر کوئی ملک چاہے تو رضا کارانہ طور پر عمل درآمد کرا سکتا ہے اور چاہے تو اٹھا کر ردی کی ٹوکری میں پھینک سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی سپر پاور امریکہ، آج طاقت کے زعم میں اقوام متحدہ کی دستاویز کو نہ صرف پرکاہ کی حیثیت نہیں دیتا بلکہ اس کو ردی کی ٹوکری میں پھینک کر جس ملک پر چاہے، حملہ آور ہو جاتا ہے اور اقوام متحدہ اس کی باندی بن کر اس کی حمایت میں قرارداد پاس کر دیتی ہے۔ امریکہ نے دہشت گردی کا ہوا خود ہی کھڑا کیا اور پھر انسداد دہشت گردی کا چیمپئن بن گیا ایٹمی اسلحہ کی تیاری کے جھوٹے الزام لگا کر عراق پر حملہ کر دیا اور مسلمانوں کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ مقصد عراقی تیل پر قبضہ کرنا تھا۔ پھر عراق پر چڑھ دوڑا اور وہاں دس لاکھ مسلمان شہید کر دیئے اور اب پاکستان پر اس کی نظر ہے بقول علامہ اقبالؒ۔

پردۂ تہذیب میں غارت گری، آدم کشی روا رکھی جا رہی ہے

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انسانی حقوق کے عالمی منشور ہونے کی اصل مصداق اگر کوئی دستاویز ہو سکتی ہے تو یہی خطبہ حجۃ الوداع کی دستاویز ہے۔ اگر کوئی اعلان، منشور، دستور، نوشتہ، بدرجۂ افاقیت، انسانی حقوق اور انسانی آزادیوں کی ضمانت بن سکتا ہے تو وہ سوائے خطبۂ انقلاب، خطبۂ رسالت مآب ﷺ کے کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ جریدۂ عالم میں آنحضرت ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع ہی کو نقش دوام حاصل ہے۔ اس خطبہ میں دیئے گئے حقوق امانتیں اور آزادیاں کسی مرد، ادارہ، کسی اجتماع، کسی گروہ یا حکومت و سلطنت کی منظوری تائید تجویز سے مشروط نہ تھیں بلکہ اللہ رب العالمین کی حاکمیت کے تحت حاصل کردہ اختیارات سے کام لیتے ہوئے ہادیٔ اعظم سرور عالم ﷺ جس منشور انسانیت کا اجرء فرما رہے تھے وہ اسی لمحے نافذ العمل ہو گیا اور قیامت تک کے لیے ساری انسانیت کے لیے واجب الاذعان قرار پایا۔

Marfat.com

خطبہ حجۃ الوداع کا اردو متن

آپ ﷺ نے اللہ رب العالمین کی حمد وثنا کرتے ہوئے خطبہ کی یوں ابتدا فرمائی۔ ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے۔کوئی اس کا شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔اس نے اپنے بندے (رسول ﷺ) کی مدد فرمائی اور تنہا اسی کی ذات نے باطل کی ساری مجتمع قوتوں کو زیر کیا۔“

”لوگو! میری بات غور سے سنو، کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ کبھی ہم اِس طرح کسی مجلس میں یکجا ہوسکیں گے (اور غالباً) اس سال کے بعد میں حج نہ کرسکوں گا“۔

لوگو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

”انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہوا ہے۔ اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جاسکو۔تم میں زیادہ عزت وکرامت والا اللہ کی نظروں میں وہی ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے“۔

رنگ ونسل اور نسب کی برتری: چنانچہ نہ کسی عرب کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے، نہ کسی عجمی کو کسی عرب پر، نہ کالا گورے سے افضل ہے نہ گورا کالے سے۔اسی طرح نہ کوئی اعلیٰ ہے اور نہ ادنیٰ، نہ کسی امیر کو غریب پر برتری حاصل ہے اور نہ کوئی غریب کسی امیر سے کمتر ہے۔اسی طرح نہ کسی کو حسب نسبت کے لحاظ سے عظمت حاصل ہے اور نہ رنگ ونسل ہے۔ ہاں! بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے۔انسان سارے ہی آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام (کی حقیقت اس کے سوا کیا ہے کہ وہ) مٹی سے بنائے گئے ہیں۔ اب فضیلت و برتری کے سارے دعوے، خون و مال کے سارے مطالبے اور سارے

Marfat.com

انتقام میرے پاؤں تلے دفن اور پامال ہو چکے ہیں۔ پس بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمات لی جاتی رہیں گی۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قریش کے لوگو! ایسا نہ ہو کہ اللہ کے حضور تم اس طرح آؤ تمہاری گردنوں پر تو دنیا کا بوجھ لادا ہو اور دوسرے لوگ سامان آخرت لے کر پہنچیں اور اگر ایسا ہوا تو میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔

فخر و مباہات: قریش کے لوگو! اللہ نے تمہاری جھوٹی عظمت اور برتری کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے فخر و مباہات کی اب کوئی گنجائش نہیں۔ تمہارے خون و مال اور عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کر دی گئیں، ہمیشہ کے لیے۔ ان چیزوں کی اہمیت ایسی ہے جیسی تمہارے اُس دِن کی اور اس ماہ مبارک (ذی الحج) کی خاص کر اس شہر میں ہے۔ تم سب اللہ کے پاس جاؤ گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا۔

امانت: دیکھو! کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ تم آپس میں کشت و خون کرنے لگو۔ اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت واپس پہنچا دے۔

بھائی چارہ اور اخوت: لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو، ہاں غلاموں کا خیال رکھو۔ انہیں وہی کھلاؤ، جو خود کھاتے ہو۔ ایسا ہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔ اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم دیکھو کہ معاف نہیں کر سکتے تو اللہ کے بندو انہیں فروخت کر دو مگر انہیں بھیانک سزا تو مت دو اور اُن کے بارے میں بھی تمہیں حسنِ سلوک کی وصیت کرتا ہوں جو لونڈیاں ہیں دورِ جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں تلے روند دیا۔ زمانہ جاہلیت کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں۔ پہلا انتقام جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں، میرے اپنے خاندان کا ہے ربیعہ رضی اللہ عنہ بن الحارث کے دودھ پیتے بیٹے کا خون، جسے بنو ہذیل نے

Marfat.com

مار ڈالا تھا، اب میں معاف کرتا ہوں، دورِ جاہلیت کا سود اب کوئی حیثیت نہیں رکھتا، پہلا سود جسے میں چھوڑتا ہوں عباسؓ بن عبدالمطلب کے خاندان کا سود ہے۔ اب یہ ختم ہو گیا۔

وصیت: لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق خود دیا۔ اب کوئی کسی وارث کے حق کے لیے وصیت نہ کرے۔

حرام کاری: بچہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا۔ جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا پتھر ہے۔ حساب و کتاب اللہ کے ہاں ہو گا۔

جو شخص اپنے آباؤ اجداد کو چھوڑ کر اپنا نسب بدلے گا، یا کوئی غلام اپنے آقا کے مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کرے گا، اس پر اللہ کی لعنت!

قرض: قرض قابلِ ادائیگی ہے۔ ادھار لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیے۔ تحفے کا بدلہ دینا چاہیے اور جو کوئی کسی کا ضامن ہو وہ تاوان ادا کرے۔

کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے، سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی دے۔ خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔ عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت کے بغیر کسی کو دے۔

عورتوں کے حقوق: دیکھو! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں۔ اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں۔ عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ اپنے پاس کسی ایسے شخص کو بلائیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور وہ کوئی خیانت نہ کریں۔ کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو اللہ کی جانب سے اس کی اجازت ہے کہ تم انہیں معمولی جسمانی سزا دو اور وہ باز آ جائیں تو انہیں اچھی طرح کھلاؤ پہناؤ۔

عورتوں سے بہتر سلوک کرو، کیونکہ وہ تمہاری پابند ہیں اور خود اپنے لئے وہ کچھ نہیں کر سکتیں۔ چنانچہ ان کے بارے میں اللہ کا لحاظ رکھو کہ تم نے انہیں اللہ کے نام پر حاصل کیا اور اسی کے نام پر وہ تمہارے لئے حلال ہوئیں۔ لوگو! میری بات سمجھ لو کہ میں نے

Marfat.com

حقِ تبلیغ ادا کر دیا۔

کتاب اللہ کی موجودگی: میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں، اگر تم اس پر قائم رہے اور اس کی پیروی کرتے رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب ہے۔ اور ہاں، دیکھو، دینی معاملات میں حدود سے تجاوز نہ کرنا کہ تم سے پہلے کے لوگ انہی باتوں کے سبب ہلاک کر دیئے گئے۔

شیطان کو اب اس بات کی کوئی توقع نہیں رہ گئی ہے کہ اب اس کی اس شہر میں عبادت کی جائے گی۔ لیکن اس کا امکان ہے کہ ایسے معاملات میں جنہیں تم کم اہمیت دیتے ہو، اس کی بات مان لی جائے اور وہ اسی پر راضی ہے، اس لیے تم اس سے اپنے دین اور ایمان کی حفاظت کرنا۔

ارکان اسلام: لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ وقت کی نماز ادا کرو، مہینے بھر کے روزے رکھو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو۔ اپنے اللہ کے گھر کا حج کرو اور اپنے اہلِ امر کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اب مجرم خود ہی اپنے جرم کا ذمہ دار ہو گا اور ماں باپ کے بدلے نہ بیٹا پکڑا جائے گا اور نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔

سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں یہ احکام اور باتیں ان لوگوں کو بتا دیں جو یہاں نہیں ہیں، ہو سکتا ہے غیر موجود یہ باتیں تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

اور (لوگو!) تم سے میرے بارے میں (اللہ کے ہاں) سوال کیا جائے گا۔ بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟

لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ ﷺ نے (دین) پہنچا دیا اور آپ ﷺ نے حقِ رسالت ادا کر دیا اور ہماری خیر خواہی فرمائی۔

خونِ مسلم کی حرمت: اللہ کے بندو! میری بات سنو اور سمجھو، بلاشبہ ہر مسلمان دوسرے

Marfat.com

مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ خبردار! ہر مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ومحترم ہے۔ اور ہر مومن دوسرے مومن پر حرام ومحترم ہے۔ جس طرح آج کے دن کی حرمت ہے۔ اس کا گوشت اس پر حرام ہے کہ اسے کھائے، اس کی عدم موجودگی میں غیبت کرے اور اس کی عزت وآبرو اس پر حرام ہے کہ اس کی چادر عزت پھاڑ دے۔ اس کا چہرہ اس پر حرام ہے کہ اس پر طمانچے لگائے جائیں اور تکلیف دہی بھی حرام کہ اسے تکلیف پہنچائی جائے اور یہ بھی حرام کہ تکلیف رسائی کے لئے اسے دھکا دیا جائے اور کسی مسلمان کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان بھائی کا خون حلال سمجھے۔ مالِ مسلم بھی حلال و جائز نہیں سوائے اس کے کہ جو وہ اپنی خوشی سے دے۔ (اور میں تمہیں بتاؤں کہ مسلمان در حقیقت ہے کون؟۔

مسلمان اور مومن: مسلمان وہی ہے جو اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگوں کو محفوظ رکھے اور مومن درحقیقت وہ ہے جس سے دوسرے لوگوں کا جان ومال وعافیت میں رہے۔

اور مہاجر درحقیقت وہ ہے جو اپنے گناہوں اور خطاؤں سے کنارہ کشی کرے اور مجاہد تو دراصل وہ ہے جو اطاعتِ الٰہی کی خاطر اپنے نفس کا مقابلہ کرے۔

مہینوں کی حرمت: لوگو! بے شک نسئ (مہینوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دینا) ازدیادِ کفر کا ہی باعث ہے اس سے کافر گمراہی میں پڑ جاتے ہیں کہ ایک سال تو (اپنی نفسانی خواہش سے) اُسے حلال ٹھہرا دیتے ہیں پھر دوسرے سال (جب کوئی ذاتی غرض نہ ہو) اس کو حرام کر دیتے ہیں تا کہ اللہ نے جو گنتی (حرام مہینوں کی) مقرر کر رکھی ہے، اُسے پورا کر لیں اس طرح وہ اللہ کے حرام کئے ہوئے، مہینے کو حلال اور اس کے حلال کئے ہوئے کو حرام کر لیتے ہیں۔

دیکھو! اور اب زمانہ گھوم پھر کر اسی جگہ آ گیا ہے جہاں سے کائنات کی پیدائش کے دن شروع ہوا تھا۔ مہینوں کی گنتی (تعداد) اللہ کے نزدیک ایک سال میں بارہ ہے۔

Marfat.com

ان میں سے چار محترم، حرام ہیں کہ تین (ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم) تو متواتر ہیں اور ایک الگ آتا ہے یعنی رجب جو شہر مضر کہلاتا ہے اور جو جمادی الثانی اور شعبان کے بیچ ہے اور مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے، تیس کا بھی۔

لوگو! بیشک مجھے حکم دیا گیا تھا کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الہٰ الا اللہ کے قائل ہو جائیں اور جب وہ اس کلمے کا اقرار کر لیں تو گویا انہوں نے اپنی اپنی جانوں اور مالوں کو بچا لیا اور باقی حساب اللہ کے ذمے ہیں۔

اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

اور نہ کسی کی ناحق جان لو (نہ قتل کرو) نہ بدکاری (زنا) کرو اور نہ ہی چوری (سرقہ) کرو۔ لوگو! (اچھی طرح سمجھ لو!) کہ میرے بعد نہ کوئی پیغمبر (آنے والا) ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی امت ہوگی مین خاتم النبین ہوں)

دجال کا ذکر: اپنے خطاب کے دوران رسول اللہ ﷺ نے مسیح الدجال کا ذکر فرمایا۔ پھر ذکر میں کافی طول پکڑا اور پھر دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: کوئی نبی ایسے نہیں گزرا کہ جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو پس میں بھی (میں بلاشبہ تمہیں اس سے ڈراتا ہوں) بیشک میری سب سے افضل دعا بلکہ تمام انبیاء ماقبل کی یہی ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ط:

خوب سن لو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو!

ناپ تول میں احتیاط: اللہ سے ڈرو! ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں ناپ تول میں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد کرتے نہ پھرو۔

خبردار! دین میں غلو (مبالغہ آمیزی، انتہا پسندی) سے بچو۔ اس لئے کہ تم سے پہلے جو قومیں تھیں وہ دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک کر دی گئیں۔

Marfat.com

شیطان: لوگو! دیکھو، شیطان اس بات سے تو بے شک بالکل مایوس ہو چکا ہے، کہ تمہاری اس سرزمین پر کبھی اس کی پرستش کی جائے گی، مگر چوکنا رہو! وہ اس بات پر بھی راضی ہوگا کہ اس (پرستش) کے سوا چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن میں اس کے اشاروں کی تعمیل کی جائے۔ پس اپنے دین وایمان کی (حفاظت کی) خاطر اس سے بچے رہنا۔

(بقول راوی پھر حضور ﷺ نے ہمیں صدقے کا حکم دیا اور فرمایا:

صدقہ اور قسمیں کھانا: صدقہ دیا کرو! میں نہیں جانتا مگر شاید تم آج کے بعد مجھے پھر نہ دیکھو سکو۔ اللہ کے نام پر (جھوٹی) قسمیں نہ کھایا کرو، بلکہ جو اللہ کے نام پر (جھوٹی) قسم کھائے گا اللہ اس کا جھوٹ ظاہر کر دے گا۔

علم کی اہمیت: لوگو! علم (تعلیم، معلومات) میں سے جو کچھ حاصل کر سکتے ہو، حاصل کر لو اس سے پہلے کہ وہ سمیٹ لیا جائے اور قبل اس کے کہ علم کو اٹھا لیا جائے۔ خبردار! علم کے اٹھائے جانے (ختم ہو جانے) کی ایک شکل یہ بھی ہے۔ کہ اس کے جاننے والے ختم ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

تین اہم باتیں: دیکھو! تین باتیں ایسی ہیں جن میں (مومن کا) دل (دھوکہ فریب) کینے کا شکار نہیں ہوتا یعنی عمل میں، اخلاص کہ صرف اللہ کے لئے، (مسلمان) حاکموں کی خیر خواہی میں، عام مسلمانوں (کی جماعت) سے وابستگی میں کیونکہ ان (مسلمانوں) کی دعائیں انہیں گھیرے رہتی ہیں (اس پر سایہ فگن رہتی ہیں)، اللہ نے ایسی کوئی بیماری (دکھ، تکلیف، بیماری) پیدا نہیں کی جس کی دوا علاج بھی نہ اتاری ہو سوائے بڑھاپے کے۔

اطاعت امیر: لوگو! سنو اور اطاعت کرو اگر چہ تمہارے اوپر کوئی نک کٹا حبشی غلام امیر بنا دیا جائے۔ جو تمہارے درمیان اللہ (کے احکام) کو قائم (نافذ) کرے۔

Marfat.com

کثرت تعداد پر فخر: جان لو! ہر نبی (پیغمبر) کی دعوت گزر چکی ہے سوائے میری دعوت (دین و شریعت) کے، کہ (وہ ہمیشہ کے لئے ہے) میں نے اس کو اپنے پروردگار کے پاس قیامت تک کے لئے ذخیرہ (جمع) کر دیا ہے۔ اما بعد! انبیاء علیہم السلام (قیامت کے دن) کثرتِ تعداد میں فخر کریں گے۔ پس تم مجھے (بداعمالیوں کے سبب) رسوا نہ کر دینا۔ میں حوضِ کوثر پر (تمہارے انتظار میں رہوں گا۔ خبردار! میں حوضِ کوثر پر تم سے پہلے پہنچوں گا اور دوسرے امتوں پر تمہاری کثرت کے سبب فخر کروں گا'' تو کہیں میری رسوائی کا باعث نہ بن جانا۔ سنو! میں بعض لوگوں کو (شفاعت کر کے) چھڑا لوں گا مگر بعض لوگ مجھ سے چھڑا لئے جائیں گے، پھر میں کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میرے اصحاب (امتی) ہیں؟ اللہ فرمائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیا کیا بدعتیں کر ڈالی تھیں؟

خبردار! میرے بعد کہیں کافر نہ بن جانا کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

اعمال کی باز پرس: اور ہاں سنو! تم اپنے رب سے ملو گے تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں (ضرور) باز پرس کرے گا۔ پس جو (دنیا میں رہتے ہوئے ہمہ وقت) آخرت کو ہی اپنے پیش نظر رکھے گا تو اللہ اُسے دل جمعی عطا کرے گا اور اُسے اس کی آنکھوں کے سامنے (دنیا ہی میں) بے نیازی و تونگری عطا کرے گا، اور دنیا اس کے (قدموں میں) سرنگوں ہو کر خود آئے گی لیکن جو دنیا کو ہی اپنا محبوب و مقصود قرار دے گا تو اللہ اس کے معاملات کو منتشر و متفرق کر دے گا اور وہ (آدمی دنیا میں ہی) اپنی آنکھوں کے سامنے افلاس و تنگ دستی دیکھ لے گا اور دنیا میں (سے تو) اُسے اتنا ہی حصہ ملے گا جتنا کہ اس کے لئے (مقدر میں) لکھا جا چکا ہے۔

دیکھو! اب تم نے مجھے (جی بھر کر) دیکھ بھی لیا ہے اور مجھ سے ان تمام باتوں کو

Marfat.com

سن بھی لیا ہے تم سے عنقریب میرے بارے میں پوچھا جائے گا (تو سچ سچ بتانا) پس جس نے بھی مجھ پر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے (گا)۔

سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں یہ احکام اور باتیں ان لوگوں کو بتا دیں جو یہاں نہیں ہیں، ہو سکتا ہے غیر موجود تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

اور لوگو! تم سے میرے بارے میں (اللہ کے ہاں) سوال کیا جائے گا۔ بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ ﷺ نے امانت (دین) پہنچا دی اور آپ ﷺ نے حقِ رسالت ادا کر دیا اور ہماری خیر خواہی فرمائی۔

یہ سن کر حضور ﷺ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی جانب اٹھائی اور لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ! گواہ رہنا۔

تکمیل دین: جب آپ ﷺ نے خطبہ ختم فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جسے آپ ﷺ نے اسی وقت لوگوں کو سنا دی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ
وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ ۳

''اور آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا''۔ (المائدہ:3)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت سنی تو رونے لگے، کیونکہ آپ ﷺ نے مومنانہ فراست سے سمجھ لیا تھا کہ اب جب کہ رسالت کا کام تکمیل کو پہنچ چکا ہے تو رسول اللہ ﷺ کی اس دنیا سے رحلت کی منزل قریب ہے۔

............☆☆............

Marfat.com

مسجد نمرہ میں نمازِ ظہر اور عصر ادا کرنا

جبل رحمت کی زیارت کرنے کے بعد میں نے مسجد نمرہ کا رُخ کیا تا کہ سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز الشیخ کی امامت میں نہ صرف ظہر اور عصر کی نماز ادا کر سکوں بلکہ ان کے خطبے سے بھی فیض یاب ہو سکوں۔ ان کا خطبہ نہ صرف روح پرور ہوتا ہے بلکہ وہ حالاتِ حاضرہ کی روشنی میں مسلمانوں کو خبردار کرتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کس طرح اسلام کے خلاف سازشوں کا جال بچھا رہے ہیں اور ان سے مسلمانوں کو کس طرح نبرد آزما ہونا چاہیے؟ ان کا خطبہ آنحضرت ﷺ کے خطبے کی یاد دلاتا ہے۔ مسجد نمرہ بہت کشادہ مسجد ہے۔ یہ اسی جگہ پر تعمیر کی گئی جہاں پر آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر نماز پڑھائی تھی۔ وادی نمرہ، میدان عرفات اور زمین حرم کے درمیان ایک مختصر سا ٹکڑا ارضی ہے۔ جو عرفہ اور حرم کے درمیان حد فاصل کا کام دیتا ہے۔ اسی وادی نمرہ میں یہ مسجد بنی ہوئی ہے۔ اس کا کچھ حصہ حرم میں ہے اور کچھ حصہ عرفات میں شامل ہے۔ چونکہ تمام حجاج کرام کے لئے یہاں آنا اور پھر واپس اپنے خیموں میں جانا دشوار ہے لہٰذا وہ حجاج کرام جو یہاں نہیں آسکتے اپنے اپنے خیموں میں ظہر کی نماز ظہر کے وقت اور عصر کی نماز عصر کے وقت اپنے اپنے اماموں کی امامت میں پڑھ لیتے ہیں۔ مسجد نمرہ میں امام صاحب دلنشیں خطبہ کے بعد ظہر و عصر کی نماز میں ایک اذان اور دو دو اقامت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں اور یہ نمازیں قصر ہوتی ہیں۔

<u>مفتی اعظم الشیخ عبدالعزیز عبداللہ آل شیخ</u>: 71 سالہ مفتی اعظم الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ گزشتہ 31 سال سے میدان عرفات میں واقع مسجد نمرہ میں حج کا خطبہ

Marfat.com

دے رہے ہیں۔ انہوں نے پہلی مرتبہ 1981ء (1402ہجری) میں حج کا خطبہ دیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ 1940 میں سعودی دارالحکومت ریاض میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے 12 سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اور 22 سال کی عمر میں امام الدعوہ انسٹیٹیوٹ سے شرعیہ میں گریجوایشن کی۔ انہیں 1996ء میں سعودی عرب کا نائب مفتی اعظم جبکہ 1999ء میں مفتی اعظم مقرر کیا گیا۔ وہ پیدائشی طور پر کم نظری کا شکار تھے اور 1980ء میں بینائی سے مکمل طور پر محروم ہو گئے۔ مفتی اعظم کی دلچسپی اور ترجیحات میں اسلامی دنیا کے بحران و مسائل کی آگاہی اور زندگی کے تمام شعبوں میں سے متعلقہ ایسے امور کی نشاندہی کرنا ہے جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ مفتی اعظم اپنے خطبے میں مسئلہ فلسطین پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ اس کا اثر خطبہ کے دوران ان کے لہجے اور چہرے پر واضح طور پر نظر آتا ہے۔ مفتی اعظم اپنے خطبہ میں مسئلہ فلسطین کے علاوہ امت مسلمہ کی وحدت پر خصوصی توجہ دیتے ہیں مسلمانان عالم کی یک جہتی، باہمی اختلاف کے خاتمے، اور میڈیا کے مثبت کردار کے ساتھ ساتھ خواتین کی آزادی کے نعرے کی حقیقت بھی بیان کرتے ہیں۔

غلافِ کعبہ کی تبدیلی: جب 9 ذوالحجہ کو حجاجِ کرام میدانِ عرفات میں حاضری دیتے ہیں، اس روز غلاف کعبہ کی تبدیلی ظہور پذیر ہوتی ہے۔ پچھلے سال (2011) میں نیا غلاف کعبہ دو کروڑ ریال کی لاگت اور خالص ریشم سے تیار گیا تھا۔ حج کے اِس موقع پر غلاف تبدیل کرنے کی تقریب میں اعلیٰ سعودی حکام، سفیروں اور حجاج کرام کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ غلاف کعبہ کی تبدیلی سے قبل بیت اللہ کو غسل دیا گیا جس میں عطر اور آبِ زم زم کا استعمال کیا گیا۔ غلاف کعبہ کی تیاری میں 150 کلوگرام خالص سونا اور چاندی کا اِستعمال کیا گیا ہے، اور اس پر بیت اللہ کی حرمت اور حج کی فرضیت اور فضیلت

Marfat.com

کے حوالے سے قرآنی آیات بھی کشیدہ کی گئی ہیں۔غلاف کعبہ کا سائز 667 مربع میٹر ہے اور یہ 47 حصوں پر مشتمل ہے اور ہر حصے کی لمبائی 14 میٹر چوڑائی 96 سینٹی میٹر ہے۔ زمین سے 3 میٹر کی بلندی پر نصب کعبہ کے دروازے کی لمبائی 6 میٹر اور چوڑائی 3 میٹر ہے۔اتارے جانے والے غلاف کعبہ کے ٹکڑے بیرون ملک سے آنے والے سربراہانِ مملکت اوراعلیٰ شخصیات کو تحفہ میں دیئے جاتے ہیں۔

............☆☆............

Marfat.com

مفتی اعظم کے خطبہ کا متن

میدانِ عرفات میں جب لاکھوں فرزندان اسلام اللہ کے آگے جھکے ہوئے تھے۔ ہر آنکھ پرنم تھی۔ ہر دل احساسِ ندامت سے شرمندہ تھا، ہر شخص اللہ کے آگے اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے اس سے مغفرت کا طلب گار تھا ایک ہی تلبیہ، ایک ہی لباس میں جب بندگانِ خالقِ کائنات ایک ہی مقصد کو لے کر میدانِ عرفات میں حاضر ہوئے تھے۔ آہوں اور سسکیوں کے ساتھ۔ اللہ کے بندوں کو اِس جذبۂ عقیدت کو دیکھ کر شیطان مردود اپنے سر پر خاک ڈال رہا تھا۔ اُسے اپنے سال بھر کے کیے کرائے پر پانی پھرتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ یوم عرفات کے موقع پر میدانِ عرفات میں یوم محشر کا سا سماں تھا۔ مختلف ممالک کے لوگ ایک ہی میدان میں جمع تھے۔ جب تمام قالب ایک ہی سانچے میں ڈھل چکے تھے۔ جب روحانیت کی ہواؤں سے میدان عرفات کی فضا معمور تھی۔ جب حُب الٰہی اور زبان پر تلبیہ کی صدا گونج رہی تھی، امام الحرم ''الشیخ عبدالعزیز آلِ شیخ'' نے میدان عرفات کی مسجد نمرہ میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ حجاج کرام خطیب کی آواز پر اس کے پیغام کو سننے کے لیے ہمہ تن گوش تھے اور ہواؤں کے دوش پر یہ پیغام تمام مسلمانانِ پاکستان اور دیگر ممالک اسلامیہ میں بھی سنا گیا

آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا:!

اے لوگو! اللہ سے ڈرو، میں خود اپنے آپ کو بھی اور تم لوگوں کو بھی تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہوں اور تقویٰ کی تلقین بہترین تلقین ہے۔ یہ سب سے بہترین وصیت اور نصیحت ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے سب سے بڑا مفید عطیہ

Marfat.com

اور ہدیہ ہے اس لیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بلاامتیاز تفریق ہر امت اور ہر قوم کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے" اور ہم نے ان لوگوں کو جنہیں تم سے قبل کتاب مل چکی ہے اور خود تمہیں بھی حکم دیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو" (سورۃ النساء)

خوف خدا! اے امتِ اسلامیہ! تقویٰ کا سب سے بلند مرتبہ دل میں اللہ کی محبت اور اس کی عظمت ہے اور یہی عظمت الٰہی اور حب الٰہی تقوی کی بنیاد ہے۔ اسی عظمت اور محبت کی بدولت بندے کو اللہ کے عذاب سے خوف ہوتا ہے اور اللہ کی رحمت کی امید ہوتی ہے اور یہی بندگی کا اعلیٰ مرتبہ ہے جوں ہی بندے کے دل میں اللہ کی عظمت اور محبت بڑھتی ہے یہ محبت اُسے خوفِ الٰہی کی طرف اللہ کے احکام پر عمل کرنے اور جن چیزوں سے اللہ نے منع فرمایا ہے اس سے بچنے کی طرف ابھارتی ہے۔ جب بندے کو اس بات پر یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے خفیہ اور ظاہری اعمال سے واقف ہے اور اس کے ہر ہر عمل کو دیکھ رہا ہے تو اس کے تقویٰ اور خشیت الٰہی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور اس تقویٰ کی صورت میں متقین کو وہ روحانی روشنی اور روحانی نور حاصل ہوتا ہے کہ اِس روشنی اور نور کے ذریعے وہ حق اور باطل اور ہدایت اور گمراہی میں فرق کر سکتا ہے اور اس پر کوئی بھی حکم الٰہی مشتبہ نہیں رہتا۔ اس کے سامنے راہ حق اور راہ ہدایت واضح اور روشن ہو جاتی ہے۔ اس کے لیے اس راہ پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے" اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اُس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ، اللہ تمہیں اپنی رحمت سے دو حصے دے گا اور تمہارے لیے وہ نور پیدا کرے گا کہ تم اُسے لیے چلو پھرو گے اور وہ تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑا مغفرت والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے" (سورۃ الحدید)

تقویٰ کے آثار میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقین کو ہر قسم کی تنگی سے نجات عطا فرماتا ہے اور انہیں مصیبت سے محفوظ رکھتا ہے اور اِس تقویٰ کے ذریعے بندے کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

غارِ حرا

Marfat.com

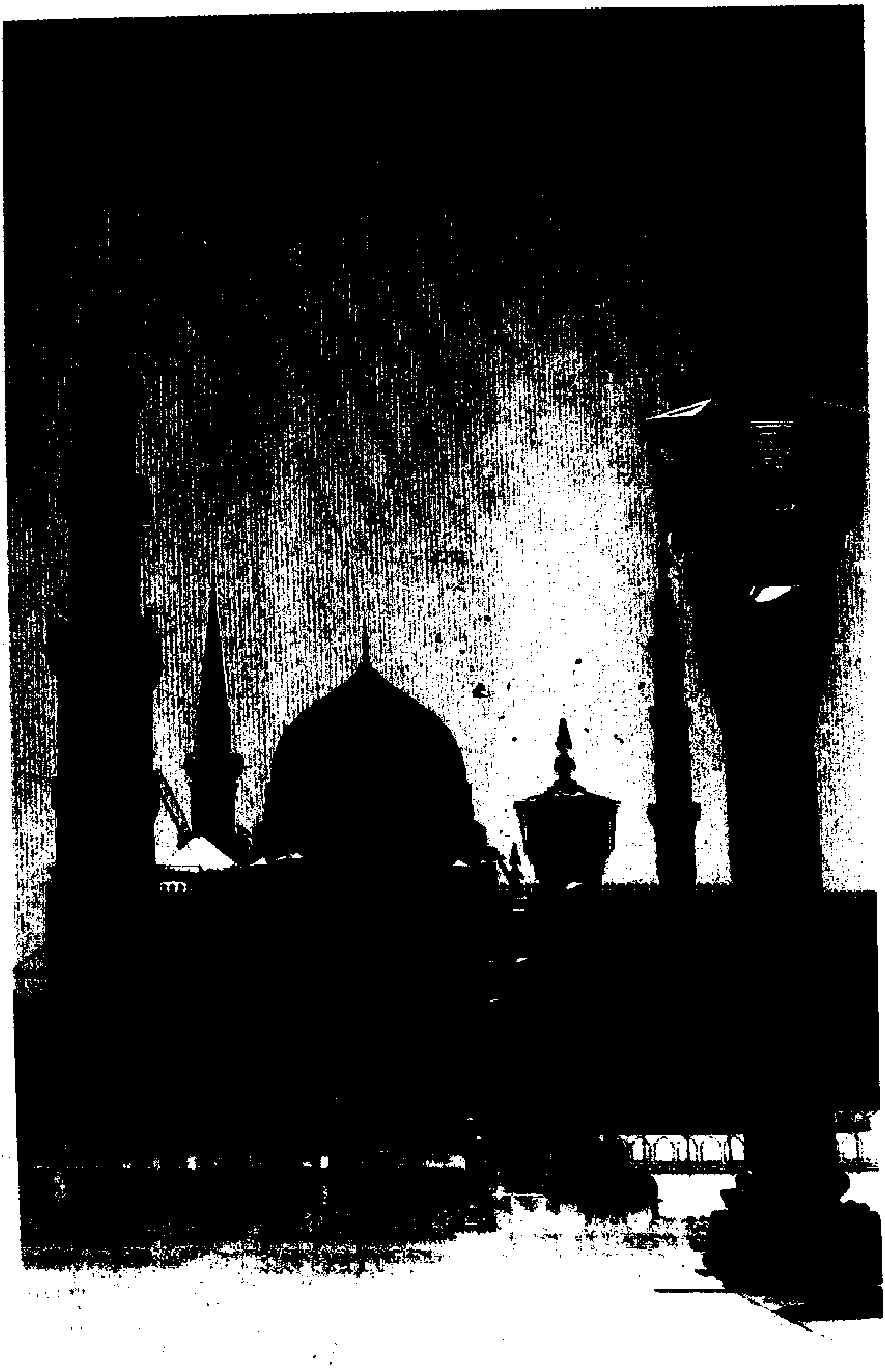

مسجد نبوی ﷺ

Marfat.com

روضہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضؓ (انہدام سے پہلے)

Marfat.com

Marfat.com

''اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے کشائش پیدا کر دیتا ہے اور اُسے ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اُسے گمان بھی نہیں ہوتا اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے گا، سو اللہ اس کے لئے کافی ہے اور جو کوئی اللہ سے تقویٰ اختیار کرے، اللہ اس کے ہر کام میں آسانی پیدا کر دے گا اور جو کوئی اللہ سے تقویٰ اختیار کرے گا اللہ اُس کے گناہ اس سے دور کر دے گا اور اُسے بڑا اجر دے گا''۔ (سورۃ الطلاق)

تقویٰ کے ذریعے بندے کو اللہ کی ولایت حاصل ہوتی ہے۔ یہ ولایت محض تمناؤں سے نہیں ملتی بلکہ ولایت کے حصول کے لئے ایمان باللہ کے ساتھ ساتھ اعمال بھی چاہئیں۔ لہٰذا ولایت کے حصول کے لئے خوف الٰہی درکار ہے اور جو شخص صرف اللہ سے ڈرے تو وہ اللہ کا ولی ہوتا ہے اور پھر اسے کسی کا ڈر نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''سنو! اللہ کے دوستوں پر قطعاً نہ کوئی خوف اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیزگاری اختیار کئے رہے۔ ان کے لئے خوشخبری ہے۔ دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی'' (سورۃ یونس)

<u>تقویٰ مضبوط رابطہ:</u> تقویٰ ایک ایسا مضبوط رابطہ ہے کہ جس پر کبھی زوال نہیں آتا، جو لوگ تقویٰ کرتے ہیں وہ متقین کہلاتے ہیں اور متقین کے درمیان رابطہ تقویٰ ہے، اس تقویٰ کے رابطے نے متقین کو ایک ایسی دوستی کے رشتے میں پیوست کر دیا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ جب کہ تقویٰ کے علاوہ جتنے بھی دوستی کے رابطے ہیں ان پر کبھی نہ کبھی زوال آئے گا اور وہ دوستی دشمنی میں بدل جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''قیامت کے روز دنیا کے جگری دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر متقین کے نہیں''۔ (سورۃ زخرف)

لہٰذا اے مسلمانو! تم اپنے ظاہری اور خفیہ اعمال میں ہر حال میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم کامیابی حاصل کر سکو۔ اے امت مسلمہ! اللہ تبارک و تعالیٰ کے کمال

Marfat.com

انصاف اور نظام عدل میں اصول یہ بھی ہے کہ اللہ نے اس دنیا میں حق و باطل، ہدایت و گمراہی اور اللہ کے دوستوں اور دشمنوں کا ایک سلسلہ قائم فرمایا ہے۔ اس میں ایک بہت بڑی حکمت ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے صادقین اور کاذبین کو ایک دوسرے سے ممتاز فرمادیا ہے اور اپنے بندوں کو ہر طرح کی آزادی دے کر انہیں آزماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''کیا لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ محض یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے چھوٹ جائیں گے اور وہ آزمائے نہ جائیں گے اور ہم تو انہیں بھی آزما چکے ہیں، جو اُن سے قبل گزرے ہیں، سو اللہ ان لوگوں کو جان کر رہے گا جو سچے تھے اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہے گا''۔ (سورۃ العنکبوت)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''جس حال پر تم ہو اللہ اس پر ایمان والوں کو چھوڑے رکھنے کا نہیں جب تک وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کرے'' (سورۃ ال عمران) اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء مبعوث فرمائے، ان میں ہر نبی کے ساتھ ایسے دشمن لگے ہوتے تھے جو اس نبی کی دعوت و تبلیغ کی راہ میں حائل ہوتے، اور اس طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن (بہت سے) شیطان، انسان اور جنات (دونوں) میں سے پیدا کر دیئے تھے، وہ ایک دوسرے کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے ہیں، دھوکے کے لئے اور اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو ایسا نہ کر سکتے، سو آپ انہیں اور جو کچھ یہ اختراع کر رہے ہیں اسے چھوڑے رکھیئے تاکہ اس (فریب آمیز بات) کی طرف ان لوگوں کے دل مائل ہو جائیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے'' (سورۃ الانعام)

بہر کیف ہر نبی کے دشمن ان کی تبلیغ کا مقابلہ کرتے ہیں۔ نبی کی دعوت ایمان کے مقابلے میں کفر اور نبی کی دعوت کے حق کے مقابلے میں باطل کی دعوت دیتے رہے۔ لیکن انبیاءؑ نے ان دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ ثابت قدم رہے تو نہ صرف یہ کہ اللہ نے اس

Marfat.com

ثابت قدمی کی وجہ سے نبی کے درجات کو بلند فرمایا، بلکہ اس ثابت قدمی کی وجہ سے حق کو باطل پر فتح نصیب ہوئی۔ اللہ کے دوستوں کو اللہ کے دشمنوں کے مقابلے میں کامیابی نصیب ہوئی اور حق باطل پر غالب آگیا اور حقیقت یہ ہے کہ حق کے لئے بلندی ہے اور باطل کے لئے ہلاکت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور ہم تو حق کو باطل کے اوپر پھینک مارتے ہیں، سو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے اور باطل ایک دم مٹ جاتا ہے'' (سورۃ الانبیاء)

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے ''اور آپ کہہ دیجئے کہ حق (بس اب) آہی گیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل تھا ہی مٹنے والا'' (سورۃ بنی اسرائیل)

............☆☆............

Marfat.com

افضل ترین اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمام انبیاءؑ میں سب سے افضل اور آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب عرب میں اپنی تبلیغ کا آغاز فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا پیغام لوگوں تک پہنچایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن رات اپنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی دین حق کو لوگوں تک پہنچانے میں مصروف رکھا۔ خفیہ اور اعلانیہ ہر طرح سے تبلیغ کی۔ اپنی قوم سے اس تبلیغ کی ابتداء کی اور انہیں جاہلیت سے نکال کر علم کی روشنی سے آشنا کیا۔ انہیں تلقین کی کہ وہ اپنی عبادات، اپنی قربانی، اپنی نذریں اور اپنے تمام اعمال کو محض اللہ کے لئے کریں۔ لیکن اس کے مقابلے میں فوراً دشمنان اسلام کھڑے ہو گئے اور انہوں نے علی الاعلان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذائیں اور تکالیف پہنچانے کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کی اور قرآن اور وحی کے ذریعے انبیاءؑ سابقین اور سابقہ امتوں کی ثابت قدمی کے واقعات پیش کئے۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں پر ایک اسلامی مملکت کا قیام عمل میں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے شریعت کے احکام مکمل طور پر نازل فرمائے اور نعمت اسلام کو مکمل فرمایا۔ لیکن نظامِ عدل کا وہ سلسلہ یعنی حق و باطل اور ہدایت و گمراہی کی آزمائش کا سلسلہ جاری رہا اور مدینہ منورہ میں بھی دشمنان اسلام اپنی سرگرمیوں میں لگ

Marfat.com

گئے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی نصرت و مدد فرمائی اور دین اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ عطا کیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ''یہ مشرکین چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں۔ حالانکہ اللہ کو نا منظور ہے (ہر صورت) بجز اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچائے خواہ کافروں کو کتنا ناگوار گزرے وہ اللہ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے وہ غالب کر دے سارے بقیہ دینوں پر خواہ مشرکوں کو کیسا ہی ناگوار ہو''۔(سورۃ براءۃ)

............☆☆............

Marfat.com

صراط مستقیم

اے اُمت مسلمہ! ایک مسلمان کے لئے دنیوی زندگی میں وہ راستہ اور طریقہ درست ہے جس پر قرآن اور سنت دلالت کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اسی قرآن اور سنت کے مطابق اپنی زندگی کا راستہ طے کریں، سیدھا راستہ اللہ کا راستہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "یہی میری سیدھی شاہراہ ہے سواری پر چلو (اور دوسری پگڈنڈیوں) راہوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی"۔ (سورۃ الانعام)

آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ ایک سیدھا خط کھینچا اور پھر اس کے دائیں بائیں بہت سے خطوط کھینچے اور ارشاد فرمایا: "یہ سیدھا خط دین اسلام ہے جبکہ دائیں بائیں جتنے خطوط ہیں سب پر شیاطین موجود ہیں اور اپنے اپنے راستوں کی طرف بلا رہے ہیں"۔ ریاضی کا ایک مضمون جیومیٹری ہے جس میں بتایا جاتا ہے کہ خط مستقیم صرف ایک ہوتا ہے اور خطوط منحنی ہزاروں بلکہ لاکھوں، کروڑوں کی تعداد میں ہو سکتے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ (علی ہذا القیاس)۔ آنحضرت ﷺ کا یہ اشارہ بالکل برحق تھا، آج دین اسلام کے علاوہ کتنے ہی راستے ہیں جن پر شیاطین بیٹھے ہیں اور وہ اپنی گمراہیوں، اپنے کفر، نفاق، فسق و فجور اور بدعات کی طرف بلا رہے ہیں، یہ سب راستے گمراہیوں کے راستے ہیں، دین اسلام سیدھا راستہ اور واضح طریقہ ہے جو قرآن اور سنت کے مطابق ہے۔ اے مسلمانو! تم قرآن و سنت کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ بازی اختیار مت کرو، اللہ تعالیٰ نے تمہیں بہترین امت اس شرط پر قرار دیا ہے کہ تم نیکیوں کی طرف بلاتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو تم اپنی اس خیر و خوبی کو ثابت کرو اور اس معیار پر

Marfat.com

پورے اترو۔ یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ بھی تم سے کیے گئے وعدے پورے فرمائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''تم میں سے جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اُن سے اللہ وعدہ کرتا ہے کہ انہیں زمین پر حکومت عطا کرے گا جیسا کہ اُن سے پہلے لوگوں کو حکومت دے چکا ہے اور جس دین کو اُن کے لئے پسند کیا اُسے اُن کے واسطے قوت اور اُن کے خوف کو امن میں تبدیل کر دے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں کسی کو میرا شریک نہ مانیں''۔ (سورۃ النور)

وحدت ایمانی اور اخوت اسلامی: اے امت مسلمہ! ہم مسلمان ہیں ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی اہمیت کا اندازہ کریں، ہم اپنی قیمت سمجھیں، ہمیں اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہو، اپنے دین پر عمل کرنے میں ہم خوشی اور فخر کریں۔ ہم خطاؤں کی اصلاح غیروں سے کرانے کے بجائے، خود اس کی اصلاح کا طریقہ سوچیں، ہمارے آپس میں باہمی تعاون کی فضا ہو، مسلمانوں کو آپس میں ایک چیز جوڑے ہوئے ہے اور وہ ہے اسلامی اخوت اور ایمانی وحدت۔ ہمیں چاہئے کہ اس وحدت واخوت کو مزید مضبوط سے مضبوط تر بنائیں۔ ہم اب بھی خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں اور اپنے اسی شاندار اور تابناک ماضی کی طرف لوٹ جائیں تا کہ ہمارا دین سربلند ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور نہ ہمت ہارو اور نہ غم کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن رہے'' (سورۃ آل عمران)

بقول علامہ اقبالؒ

اے امت مسلمہ! ہمارے دشمن اپنی اقتصاری اور فوجی طاقت کے ذریعے ہم پر دباؤ ڈالنا چاہتے ہیں۔ اقتصادی اور فوجی طاقت کو استعمال کر کے ہمیں منتشر کرنا چاہتے ہیں لیکن ہمارے پاس ایک مضبوط قوم کی قوت ہے، اور وہ قوت ایمان کی ہے لہٰذا ہم اس قوت ایمانی کے ذریعے اپنے مسائل کو خوب سمجھ سکتے ہیں اور اپنی اندرونی مشکلات کو خود ہی قرآن اور سنت کی روشنی میں حل کر سکتے ہیں ہمیں کسی بھی دشمن اسلام کے سامنے اپنی

Marfat.com

مشکلات کے حل کے لئے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں، ہماری سب سے بڑی طاقت اور قوت ہمارا اتحاد اور ہماری اجتماعیت ہے اور دین کو مضبوطی سے تھامے رکھنا، اگر یہ ہے تو پھر کسی دشمن اسلام کی کوئی مراد اور تمنا پوری نہیں ہوسکتی اور ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور تم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور آپس میں تفرقہ بازی اختیار مت کرو'' (سورۃ ال عمران)

<u>حکمرانانِ اسلام کے نام خطاب</u>: اے عالم اسلام کے مسلم قائدین! تم اپنے بارے میں اور اپنی قوم کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو اور جو کچھ دین باقی رہ گیا ہے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لے لو اور اپنی قوم اور اپنے ملک میں اللہ کے دین کو نافذ کرو، قرآن کے احکام کو نافذ کرو، تاکہ تم اور تمہاری قوم دونوں امن وسلامتی کے ساتھ زندگی گذار سکیں۔ یہاں عبادت رہ گئی ہے وہ محض ہمارے گناہوں اور ماضی کی وجہ سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اگر بستیوں والے ایمان نے آئے ہوتے اور پرہیزگاری اختیار کی ہوتی تو ہم اُن پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے۔ لیکن انہوں نے تو جھٹلایا سو ہم نے اُن کے کرتوتوں کی پاداش میں انہیں پکڑ لیا''۔ (سورۃ الاعراف)

اے حجاج بیت اللہ! اللہ تعالیٰ نے حج کو فرض کیا ہے اور اسے ارکانِ دین میں سے ایک بنیادی رکن قرار دیا ہے جس نے عمر میں ایک مرتبہ بھی حج ادا کیا، اس نے اس فرض کو ادا کر لیا۔ حج کے اجتماع میں اسلام کی عظمت کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ کس طرح مختلف رنگوں، زبانوں اور علاقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ ایک جگہ محض اسلامی اخوت کی بناپر جمع ہو گئے۔

اے حجاج بیت اللہ! تم اللہ کی اس نعمت پر شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں اس مقدس مقام تک پہنچایا اور پھر نہ صرف یہ بلکہ تم ایک ایسی جگہ پر آئے، جہاں تمہیں

Marfat.com

اطمینان اور سکون نظر آئے گا۔ یہ اطمینان اور سکون محض اس وجہ سے ہے کہ یہاں پر احکامِ شریعت نافذ ہے، یہاں حدود اللہ قائم ہیں، یہ سب کچھ وہ اس وجہ سے کر پاتے ہیں کہ انہوں نے دینی احکام کو نافذ کیا ہوا ہے۔ ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں: یہ فضل اور نعمتیں ہم پر ہمیشہ ہمیشہ قائم دائم رہیں۔

اے حجاج بیت اللہ! ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایک حج ادا فرمایا جسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ اس حج میں آپ ﷺ نے اپنی امت کو رخصت کیا اور یہ فرمایا: تم مجھ سے مناسک حج، افعال حج سیکھ لو شاید تم اگلے سال مجھے اپنے میں نہ پاؤ، اس حج میں آپ ﷺ نے اس وادی عرفات میں اسی مقام پر ایک عظیم خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ ﷺ نے جانوں اور عزت کی حرمت کا بیان فرمایا، تمام مراسم جاہلیت کو باطل قرار دیا۔ سود کی حرمت کو بیان فرمایا اور مسلمانوں کو آپس کے حقوق کی ادائیگی کی تلقین فرمائی، اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کو گواہ بنایا کہ اے اللہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا، تیری امانت لوگوں تک پہنچا دی اور لوگوں کو نصیحت کا حق ادا کر دیا اور حق یہ ہے کہ ہم میں سے ہر مسلمان مرد و عورت کو اس بات کی گواہی دینی چاہئے کہ نبی کریم ﷺ نے رسالت کا حق پورا پورا ہم تک پہنچا دیا۔ آپ ﷺ پر لاکھوں درود و سلام ہو۔ بقول شاعر اسلام حفیظ جالندھری۔

محمد جانِ عالم ، فخر آدم ، ہادیٔ اکرم
امام الانبیا ، خیر البشر ، پیغمبر اعظم
محمدؐ وہ جمال اولیں وہ پیکر نوری
محمدؐ کاشفِ سر ظہور و رمز مستوری
محمدؐ احمد و حامد جسے خالقِ نے فرمایا
ازل سے جس پہ قرباں ہے لوأ الحمد کا سایہ

Marfat.com

اے امت اسلامیہ ہمیں جو دشمنانِ اسلام کی عداوت، بغض وحسد کا سامنا ہے یہ کوئی نئی چیز نہیں۔ بلکہ یہ عداوت، یہ بغض وحسد اس وقت سے ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کو ظاہر فرمایا۔ لہٰذا جس طرح نبی کریم ﷺ نے ثابت قدمی اور الوالعزمی سے ان دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا اسی طرح تم بھی ان کا مقابلہ کرو۔ جس طرح اللہ نے انہیں دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں کامیابی عطا فرمائی تھی تمہیں بھی کامیابی عطا فرمائے گا۔

............☆☆............

Marfat.com

یہودیوں کی اسلام دشمنی

آج اُمت مسلمہ کے سب سے بڑے دشمن یہودی ہیں اوران کی یہ دشمنی نئی نہیں بلکہ جب سے آنحضرت ﷺ کی نبوت ظاہر ہوئی اس وقت سے یہ صرف اس حسد اور بغض کی بناء پر آنحضرت ﷺ کے دشمن ہو گئے کہ نبوت ورسالت بنو اسحاق سے نکل کر بنو اسمٰعیل میں کیسے آ گئی۔ ان یہود نے مدینہ منورہ میں دین اسلام کی مخالفت کی یہاں تک کہ قرآن میں انہیں اسلام کا سب سے بڑا دشمن قرار دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ان یہودیوں کو جزیرہ عرب سے باہر کر دیا اور جب سے یہ جزیرہ عرب سے دربدر ہوئے ہیں اس وقت سے آج تک اور قیامت تک یہ دین اسلام کی مخالفت کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے اور یہ ایک حقیقت واقعہ ہے۔ آج تک مسلمانوں کو کسی بھی قسم کے دشمنان اسلام کے ہاتھوں جو بھی نقصان پہنچا اس کے پس پردہ یہودیوں کا دخل ضرور تھا۔ یہ زمین میں فساد پھیلانا چاہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فساد پھیلانے والے کو پسند نہیں کرتا۔

اے مسلمانو! یہ پہلے کی طرح آج بھی سب کچھ سمجھتے بوجھتے ہوئے بھی تمہارے سب سے بڑے دشمن ہیں، یہ تمہاری وحدت، اتحاد اور جمعیت کے سب سے بڑے دشمن ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے گروہوں اور فرقوں میں تقسیم کر دیں لہٰذا اے اللہ کے بندو۔ تم ان کے مکروفریب سے بچو اور ان کی چالاکیوں سے باخبر رہو اور ان کے آلہ کار مت بنو۔

اے امت مسلمہ! یہودی اور عیسائی اور دیگر دشمنان اسلام کی عداوت تو مسلمہ

Marfat.com

اور مشہور ہے لیکن مسلمانوں کے ایک دشمن وہ ہیں جو ان سب سے بڑھ کر ہیں اور وہ ہیں منافقین، یہ مسلمانوں کی آستینوں کے سانپ ہیں۔ منافقین وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں، لیکن یہ اسلام صرف ان کی زبانوں تک ہی ہے۔ ان کے دل میں، ان کے اعمال میں اسلام نہیں ہے وہ دراصل یہودی اور کافروں کے ترجمان ہوتے ہیں۔ یہ منافقین وہ ہیں جو اپنے ہر تخریبی اور فسادانہ کام کو تعمیری اور اصلاحی قرار دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "جب ان منافقین سے کہا جاتا ہے کہ زمین پر فساد مت پھیلاؤ تو کہتے ہیں کہ ارے ہم تو اصلاح کر رہے ہیں۔ سن رکھو! حقیقتاً یہی لوگ فسادی ہیں۔ لیکن یہ اس کا بھی احساس رکھتے ہیں"۔ (سورۃ البقرۃ)

یہ ہماری جنس کے لوگ ہوتے ہیں، لیکن دوسروں کے ترجمان ہوتے ہیں، یہ جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔ لیکن اے اللہ کے بندو! اپنے دشمنوں کی اس صنف سے بچو کہ کہیں یہ تمہیں ناواقفیت میں ڈس نہ جائیں۔ یہ اپنی دشمنی کے اظہار میں زبان وقلم کی شیرینی استعمال کر کے تمہیں دین کے اصل احکام، قرآن وسنت سے ہٹا کر اپنی خواہشات کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ ان میں سرفہرست وہ لوگ ہیں جو زمانے کی ترقی، تہذیب وتمدن کے ارتقا کا رونا رو کر مسلمانوں کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ اسلام کا دور ختم ہو گیا، اسلام تو پرانے زمانے کی چیز اور پرانے زمانے کا قانون تھا۔ اب نیا دور ہے اس کے لئے نئے غیر اسلامی قوانین بننے چاہئے یہ اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں لیکن کمال ہوشیاری اور مکاری سے اسلامی قوانین کے غیر افادی ہونے کے دلائل دیتے ہیں تاکہ اسلامی قانون کو مسخ کر دیں۔ حالانکہ اسلامی احکام وہ ہیں جو پرامن معاشرہ تشکیل دیتے ہیں اور یہ قوانین اس علیم وخبیر ذات کی طرف سے وضع کردہ ہیں جو انسانوں کا خالق ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ انسانوں کے لئے کیسے قوانین ہونے چاہئیں کہ جو قیامت تک ان کے لئے کارآمد رہیں اور ہر زمان ومکان کے لئے بھی۔

Marfat.com

عرفات میں ماکولات ومشروبات: مسجد نمرہ میں نماز ظہر اور عصر یکے بعد دیگرے اکٹھی پڑھنے کے بعد جب میں اپنے خیمے میں واپس آ رہا تھا تو کھانے پینے کے ایک دلکش منظر نے مجھے اپنی طرف راغب کرلیا۔ سڑک کے کناروں پر ذرا ذرا سے فاصلے پر بڑے بڑے ٹرالر پر سے حجاج کرام میں کھانا تقسیم کیا جا رہا تھا۔ ڈسپوزایبل پلیٹوں میں گرم گرم پلاؤ اور بھنا ہوا نصف چکن، منرل واٹر کی ٹھنڈی بوتلیں، لُبن (لسی) کے چھوٹے چھوٹے ڈبے دھڑا دھڑ حجاج کرام وصول کر رہے تھے اور اپنے پیٹ کی اشتہا کو پورا کر رہے تھے۔ بھوک اور پیاس تو میں بھی اب شدت سے محسوس کر رہا تھا لیکن مجھے اب اپنے خیمے کی طرف جانے کی جلدی تھی لہٰذا میں سیدھا اپنے خیمے میں پہنچا جہاں پہلے ہی سے یہ سب چیزیں میری اہلیہ اور ساتھیوں نے وصول کر رکھی تھیں۔ میں بھی اِس نعمتِ غیر مترقبہ سے لطف اندوز ہوا۔ دراصل یہ کھانا خادم الحرمین کی طرف سے دیا گیا تھا۔ میں آج تک اِس کھانے کی لذت کو نہیں بھول سکا۔ گرمی کی شدت کو کم کرنے کے لیے ٹھنڈے پانی کی فوار اوپر سے چھینکی جا رہی تھی۔ خیموں کی بستیوں کے باہر سڑک کے کناروں پر بعض موبائیل ٹرک ٹھنڈے مشروبات کے علاوہ چائے اور کافی بھی بیچ رہے تھے۔ وہ لوگ جو چائے پینے کے عادی ہوتے ہیں بھلا چائے کے بغیر کیسے رہ سکتے ہیں لہٰذا وہ اِن ٹرکوں سے ایک ایک ریال میں ڈسپوزایبل گلاسوں میں گرم گرم چائے نوشِ جان کر رہے تھے۔ مجھے احرام میں ملبوس سگرٹ یا سگار پیتے ہوئے بعض حجاج کرام اچھے نہیں لگے۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا کی متعدد خوب، روپست قد بچیاں ابلے ہوئے انڈے اور چھوٹی چھوٹی تلی ہوئی مچھلیاں بیچتی ہوئی نظر آئیں جن سے انڈونیشی اور ملیشین لوگ یہ پکوان خرید کر اپنے کھانے کے شوق کو پورا کر رہے تھے۔

اِن ماکولات ومشروبات کے دلکش اور روح پرور منظر سے میرا دھیان غیر مسلم یا کافروں کے اجتماعی میلوں کی طرف چلا گیا جہاں پر لوگ، مرد و خواتین، رقص و سرود اور

Marfat.com

شراب نوشی جیسے بدمست کر دینے والے افعال و اعمال میں مستغرق ہوتے ہیں۔ جہاں صرف خواہشات نفسانی کو پورا کرنے کا منظر ہوتا ہے، جہاں دیویوں اور دیوتاؤں کو عریاں رقص و سرور سے خوش کرنے کا سماں ہوتا ہے، جہاں مشرکانہ رسم و رواج کا بے پایاں اظہار ہوتا ہے اور جہاں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔

مشرکانہ اجتماعوں کے برعکس، امت مسلمہ کا یہ عظیم الشان اور فقید المثال اجتماع اکناف عالم سے میدانِ عرفات میں دوان سلی سفید چادروں میں ملبوس، سر سے ننگے اور پاؤں میں سادہ سے چپل پہنے صرف اور صرف اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے، اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کے لیے منعقد ہوا ہے۔ یہ صرف حلال کھانا کھاتے ہیں اور حلال مشروب پیتے ہیں۔ یہ خواہشات نفسانی کے برعکس رضائے الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ جو ربِ کائنات اور اس کے نبی ﷺ کا حکم ہے اسی پر عمل پیرا ہونے کے لیے آج دنیا بھر سے آئے ہوئے مختلف اقوام، مختلف زبانیں بولنے والے اور مختلف دیسوں اور ملکوں سے تعلق رکھنے والے لوگ ایک ہی لباس میں ملبوس یہاں جمع ہوئے ہیں۔ عرفات کے اس وسیع و عریض میدان میں حدِ نگاہ تک ایک ہی جیسے خیمے، ایک ہی جیسے لباس، ایک ہی مقصد حیات کو لیے ہوئے حاضر ہوتے ہیں۔ جن کے لب پر ایک ہی صدا ہے۔

''میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تعریف تیرے لیے ہے اور سب نعمتیں تیری ہی دی ہوئی ہیں، اور ملک بھی تیرا ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں''۔

............☆☆............

Marfat.com

وقوفِ عرفات

سید المرسلین اور رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا "سارا میدانِ عرفات موقف یعنی ٹھہرنے کی جگہ ہے"۔ اِس میدان میں زوال (ظہر کے وقت) سے لے کر غروب آفتاب تک ٹھہرنا ہوتا ہے۔ اس قیام کے دوران حجاج کرام توبہ واستغفار سے، تحمیدوں، تہلیلوں، تکبیروں، تسبیحوں اور دعاؤں کی کثرت سے اپنے آقائے لایزال کو راضی کرتے ہیں۔

عرفات کا یہ وسیع وعریض میدان لاکھوں بندگانِ الٰہی کو اپنے دامن میں سمیٹتا ہے اور عرصہ محشر کا ہوش ربا نمونہ پیش کرتا ہے۔ ملک الموت، قبر کی تنگی، لحد کی تاریکی، نکیرین کے سوالات، پل صراط سے گذرنا، حشر کی گھبراہٹ، تمام مناظر و منازل، آخرت کی کٹھن گھڑیاں یاد کر کے حجاج کرام لرزتے، کانپتے اور روتے ہیں۔ اللہ سے آسانیوں کی دعا کرتے ہیں۔ ساری عمر کے صغیرہ وکبیرہ، کھلے چھپے گناہوں کو قبلہ کے سامنے کھڑے ہوکر، ہاتھوں کو پھیلا کر اللہ سے مغفرت اور رحمت کے طلبگار ہوتے ہیں، اس کے عذاب الیم سے پناہ مانگتے ہیں اور دین ودنیا کی ساری حاجتیں اس رب کائنات سے پورا کرنے کی دعا کرتے ہیں۔

خیموں میں مقیم حجاج کرام نے جو مسجد نمرہ نہیں جاسکتے تھے نمازِ ظہر اور نمازِ عصر اپنے اپنے وقت پر اماموں کے پیچھے ادا کی تھی۔ نمازِ عصر کے بعد ہمارے خیموں سے حجاج کرام باہر کھلے آسمان تلے آگئے تھے۔ وہ لوگ جو دھوپ کی تپش کو برداشت نہیں کر سکتے

Marfat.com

اپنی چھتریوں کو جو انہیں پی آئی اے نے مہیا کی تھیں، کھول کر اُن کے سائبان تلے کھڑے ہو گئے۔ بعض چھوٹے چھوٹے پیڑوں تلے کھڑے ہو گئے۔ خواتین اپنے خیموں ہی میں رہیں۔ الغرض جسے جہاں مناسب جگہ اپنی سہولت کے مطابق دستیاب ہوئی، وہیں مقیم رہا چونکہ یوم عرفات ہی حج کا دن ہے اور بڑے مرتبے کا دن ہے اور اسی دن کے لیے تو لوگ دور دراز کا سفر طے کر کے یہاں پہنچے ہیں، یہاں کا ایک ایک لمحہ نہایت قیمتی ہے۔ مکہ کے ہسپتال میں داخل مریض حجاج کرام کو بھی چارپائی پر ڈال کر یا پالکی میں بٹھا کر یہاں پر ''وقوف'' کرایا جاتا ہے کیونکہ یہاں پر وقوف کئے بغیر حج نہیں ہوتا۔ یہاں کا وقوف لازمی جزو ہے جو فرض ہے۔ یہ ذمہ داری معلم کے سپرد ہوتی ہے جسے وُہ نہایت ذمہ داری کے ساتھ نبھاتا ہے۔ خواہ یہ وقوف چند لمحات ہی کا کیوں نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''اللہ تعالیٰ عرفات کے دِن جس کثرت سے اپنے بندوں کو آگ سے آزاد کرتا ہے، کسی اور دِن اتنے لوگ آزاد نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس دِن بندوں سے قریب ہوتا ہے اور فرشتوں کے روبرو حاجیوں پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے بندے کیا چاہتے ہیں یعنی ان کی دعائیں قبول کی جائیں اور مرادیں برلائی جائیں۔ ہمارا دینی تاثر یہ ہے کہ میدان عرفات میں کی گئی حاجیوں کی تمام دعائیں بالعموم قبول ہوتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے لے کر مغرب تک تسبیح، تکبیر، تہلیل اور دعا میں مصروف رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جس کے لیے حاجی دعا کرتا ہے وہ بھی بخش دیا جاتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''عرفہ کے روز بالضرور اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں، اپنی رحمت اور احسان کے ساتھ اپنے بندوں کے قریب تر ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ حاجیوں

Marfat.com

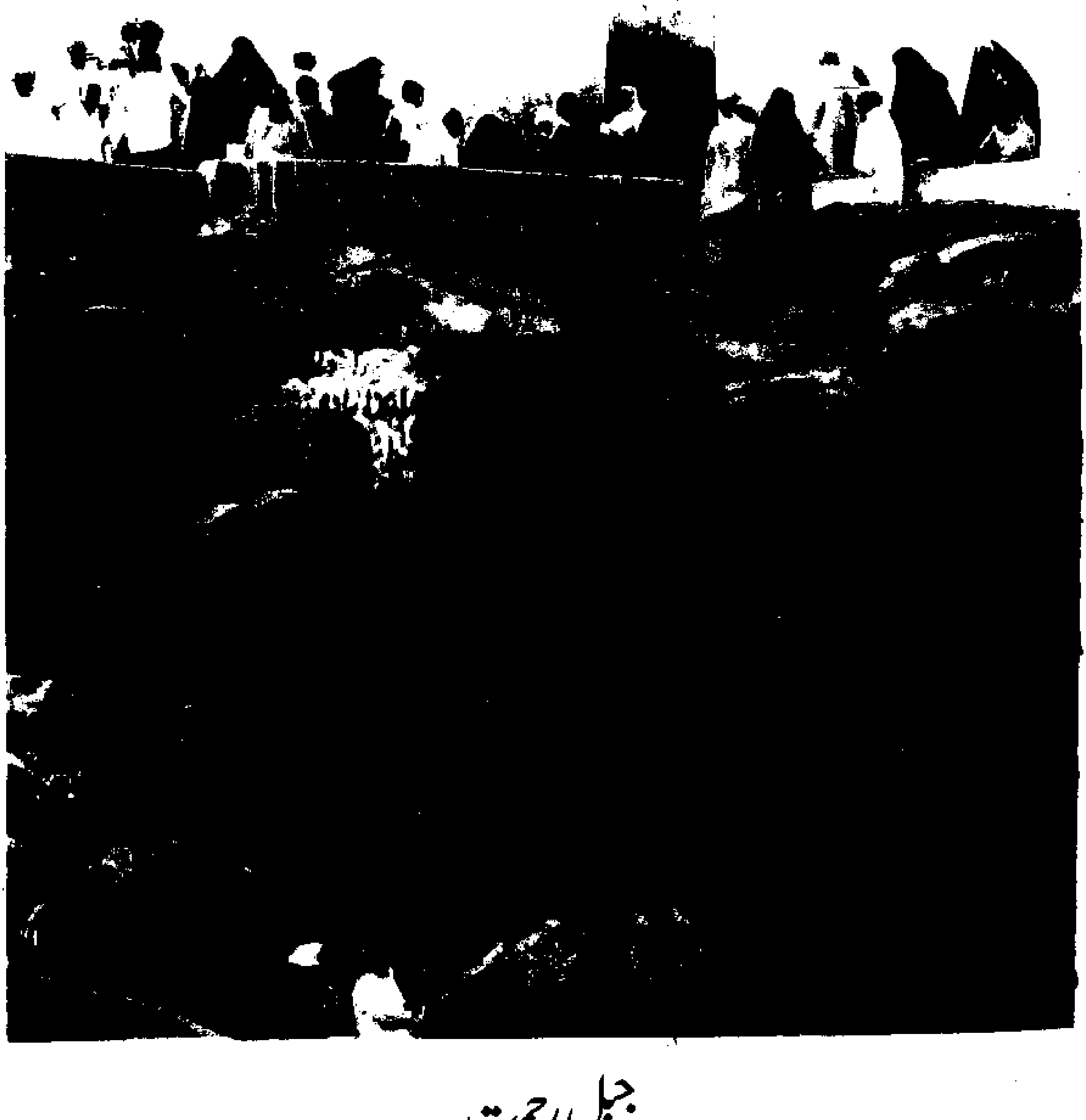

جبلِ رحمت

Marfat.com

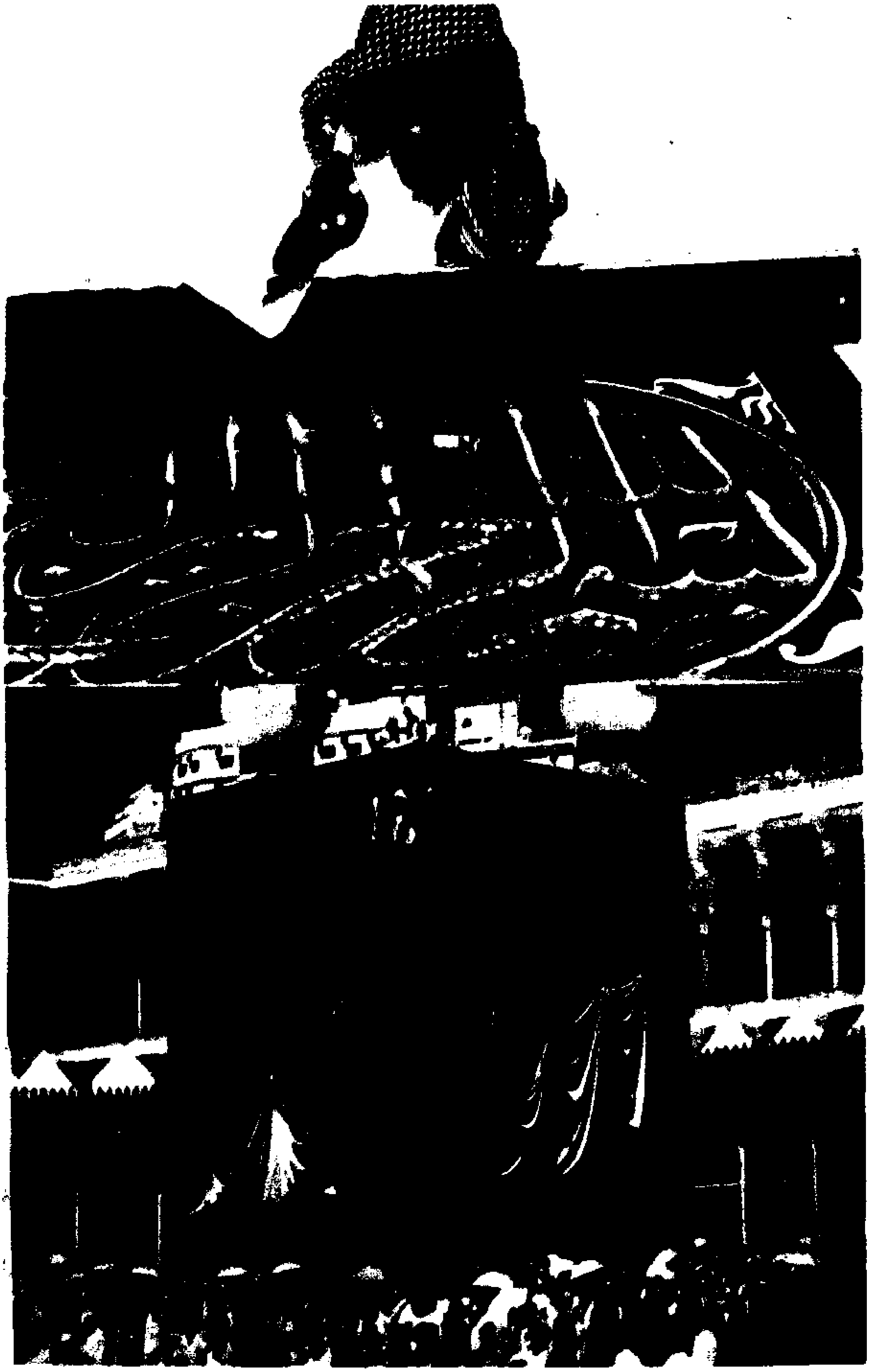

خانہ کعبہ کے غلاف کی تیاری کا ایک منظر

Marfat.com

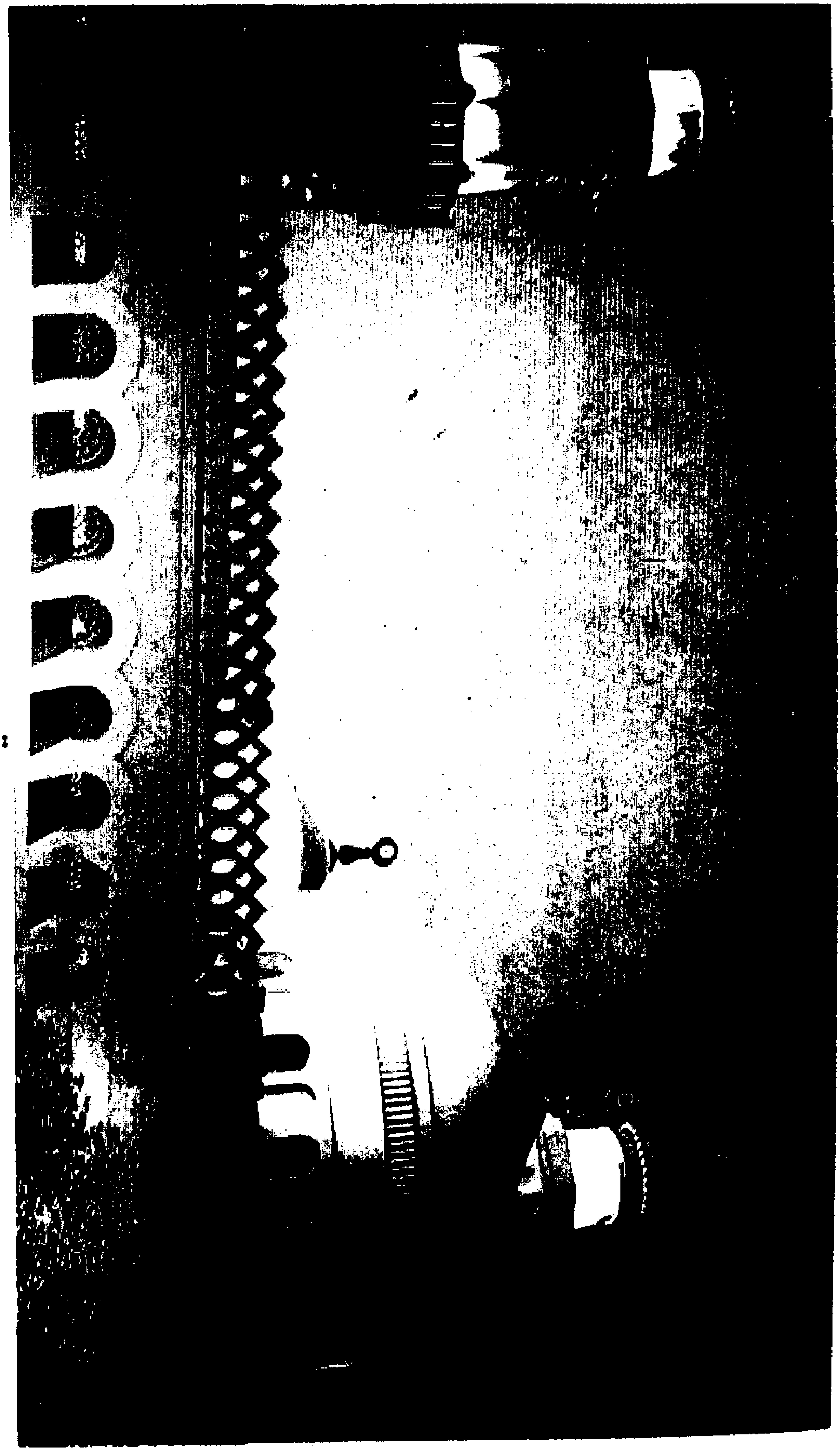

مسجد قبلتین

Marfat.com

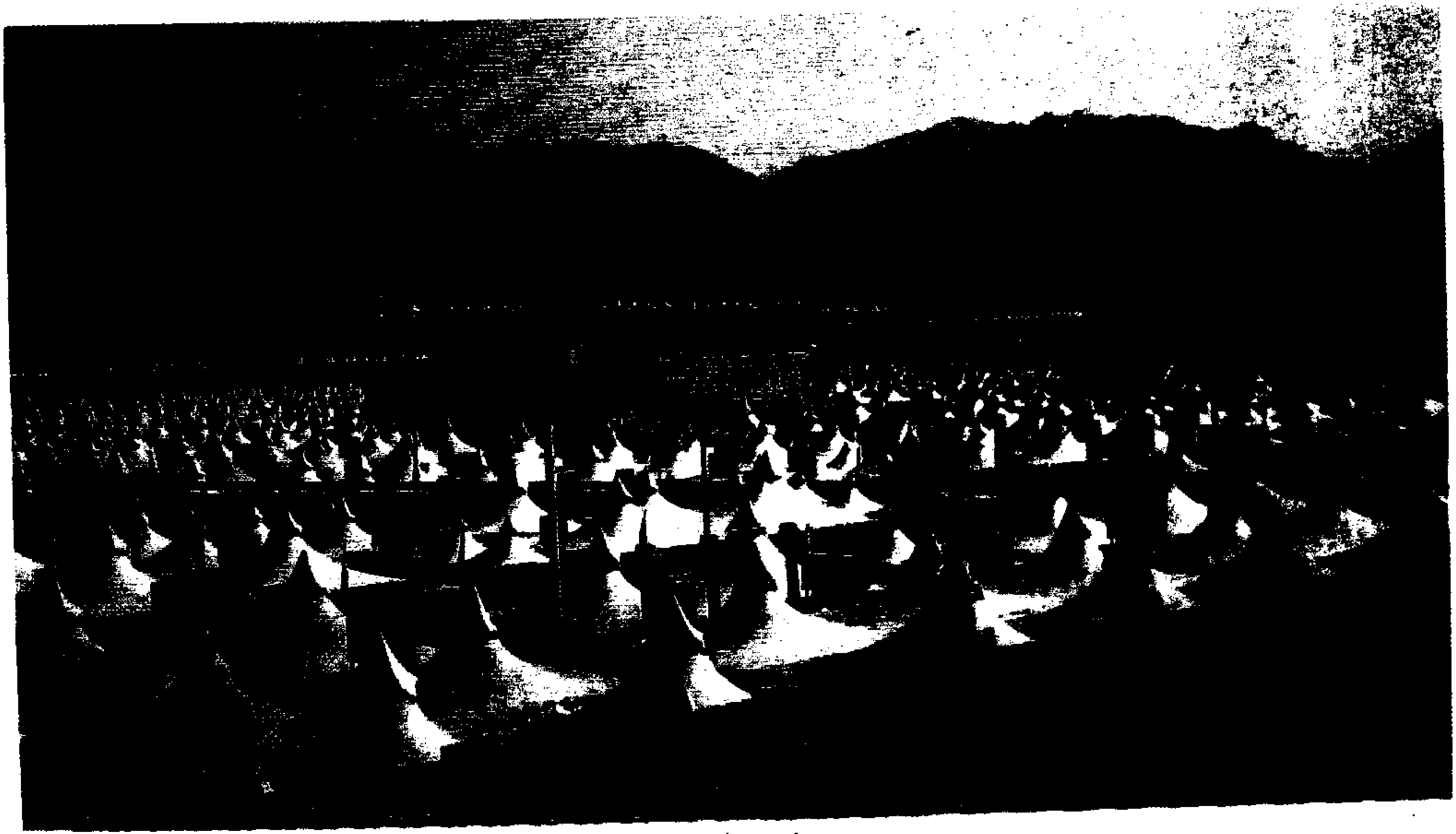

منیٰ میں خیموں کی ایک بستی

Marfat.com

کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرشتوں سے فرماتے ہیں، دیکھو! میرے بندے میرے پاس پراگندہ بال، گرد آلود چہرے، ''لبیک لبیک پکارتے ہوئے''، دور دراز سے آئے ہیں۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں، کہ ضرور میں نے ان کو بخش دیا۔ پھر فرشتے کہتے ہیں۔ اے پروردگار! فلاں شخص گناہ کے ساتھ نسبت کیا جاتا ہے، اور فلاں شخص بھی اور فلاں عورت گناہ کرتی ہے، (یعنی کیا یہ بھی بخشے گئے ہیں) فرمایا حضور ﷺ نے کہ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزت وجلال والا (فرشتوں کو) تحقیق میں نے اُن کو بھی۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ عرفات کے دن کے سوا ایسا کوئی دن نہیں جس دن اتنی بڑی تعداد میں لوگ آگ سے نجات پائیں اور بخش دیئے جائیں (خواہ وہ گناہ گار ہی کیوں نہ ہوں)۔ (مشکوٰۃ شریف)

شیطان کی ذلت ورسوائی کا دن: عرفات کے میدان میں حاضری، جہاں حجاج کرام کے لیے رحمت وسلامتی کا دن ہے، وہاں یہ دن شیطان کی ذلت ورسوائی کی گھڑی بھی ہے، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''نہیں دیکھا گیا شیطان کسی دن کہ وہ اس میں بہت ذلیل اور بہت راندہ ہوا اور بہت حقیر، اور بہت غصے میں ہوا اپنے سے، برابر عرفہ کے، اور انہیں یہ (ذلیل اور راندہ ہوا ہونا شیطان کا) مگر اس سبب سے کہ دیکھتا ہے اترنا رحمت کا۔ (خاص وعام پر) اور معاف کرنا اللہ تعالیٰ کا بڑے بڑے گناہوں کو مگر وہ دیکھا گیا دِن بدر کے (ذلیل وخوار ہوا بسبب فتح دین اسلام کے) پس تحقیق شیطان نے دیکھا (میدان بدر میں جبرائیل کو کہ ترتیب دیتے اور برابر کرتے ہیں فرشتوں کی صفوں کو''

رحمت عالم ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ عرفہ کے دن حجاج کی مغفرت اور بخشش، ان پر رحمت کا نزول اور اُن کے چھوٹے بڑے تمام گناہوں کی معافی کا منظر دیکھ کر شیطان اتنا ذلیل ہوتا ہے اور اِس قدر غصے میں بھر جاتا ہے کہ سوائے بدر کے دِن کے کسی اور دِن اس پر یہ حالت نہیں گزری۔ بدر کے دِن مسلمانوں کی عزت، شوکت، فتح

Marfat.com

اور ظفر دیکھ کر بڑا ذلیل وحقیر ہوا تھا۔ غصے سے پیچ وتاب کھاتا تھا۔ ایسے ہی عرفات کے میدان میں جو حاجیوں پر اللہ کی رحمت برستی ہے اور اُن کے گناہوں کے پہاڑ مٹتے ہیں۔ یہ دیکھ کر شیطان ذلیل ہو جاتا ہے۔ اتنا ذلیل ہوتا ہے کہ بدر کے بعد کبھی نہیں ہوا۔ اِس حدیث کی روشنی میں حج کی فضیلت وعظمت اور بخشش کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے۔

آنحضرت ﷺ کا مسکرانا! دوران حج مزدلفہ کے مقام پر رسول اللہ ﷺ ہنسے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان!'' اللہ آپ کو ہمیشہ ہنسائے (ہمیشہ خوش وخرم رکھے!)۔ کس چیز نے آپ کو اس موقع پر ہنسایا ہے۔ حضور سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بیشک اللہ کے دشمن ابلیس نے جب جانا چاہا کہ اللہ عزت وبزرگی والے نے ضرور قبول کر لی دعا میری اور بخشا امت میری کو (یعنی حجاج کو) تو شیطان نے مٹی لے کر اپنے اوپر ڈالنی شروع کر دی اور ویل اور ہلاکت پکارنے لگا (ہائے میں مارا گیا، ہائے میں ہلاک ہو گیا)۔ پس اس کے اضطراب نے مجھ کو ہنسا دیا۔ (ابن ماجہ)

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بادل گھر آتے ہیں۔ اور بخشش کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے اور شیطان یہ دیکھ کر اپنا سر پیٹ کر رہ جاتا ہے۔

............☆☆............

Marfat.com

وقوف عرفات کے دوران

نہ صرف ہم بلکہ لاکھوں حجاج کرام اِس وقت اپنے اپنے خیموں کے اندر، باہر کھلے میدان میں، عرفات کے اِس بابرکت مقام پر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعائیں مانگنے میں مستغرق تھے۔ میں نے پہلے سورۃ یٰسین کی تلاوت کی، پھر سورۃ بقرہ کے آخری رکوع اور سورۃ حشر کے آخری رکوع کی تلاوت کی۔ بعدازاں سورۃ آل عمران کی 18 ویں، 26 ویں اور 27 ویں آیات کریمہ کی تلاوت اور سو مرتبہ درود شریف پڑھنے کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ سے اشکبار آنکھوں کے ساتھ اپنے والدین کے لیے مغفرت اور بخشش کی دعائیں مانگیں، اپنے لیے دعائیں مانگیں۔ میں نے دیکھا میری اہلیہ رو رو کر گڑگڑا کر اللہ رب العزت سے دعائیں کر رہی تھی۔ مسٹر اور مسز بٹ، چوھدری عبدالغنی اور اُن کی اہلیہ بھی دعاؤں میں مصروف تھیں۔ یہ وقت ہی دعاؤں کا تھا اور یہ گھڑی بھی دعاؤں کی قبولیت کی تھی

''اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور نہیں طاقت نیکی کی اور گناہ سے بچنے کی مگر سوائے اللہ کی مدد سے جو بہت بلند شان اور بڑی عظمت والا ہے''

''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی سے نواز اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے'' (البقرہ۔۲۰۱)

''یا اللہ تیرے سوا کوئی معبود برحق اور مشکل کشا نہیں، تو ہر عیب سے پاک

Marfat.com

ہے۔ بے شک میں ہی گنہگار اور قصوروار ہوں'' (الانبیا۔۸۷)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم یقیناً خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔'' (الاعراف)

''یا اللہ! میرے گناہوں کے مقابلے میں تیری مغفرت بہت وسیع ہے اور مجھے میرے عمل کے مقابلے میں تیری رحمت کی زیادہ امید ہے''

(الحصین والحصین)

''اے اللہ! مجھے بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما۔ مجھے صحت، ہدایت اور رزق عطا فرما'' (ابی داؤد)

''یا اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں'' (صحیح مسلم)

''اے میرے رب! مجھے بخش دے، میری توبہ قبول فرما، تو یقیناً توبہ قبول کرنے والا اور بخشنے والا ہے'' (ابن ماجہ)

''اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے، معاف کرنا پسند کرتا ہے، مجھے معاف فرما''۔ (ترمذی)

''اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ مجھے ایک پل بھر کے لیے بھی میرے اپنے نفس کے حوالے نہ کر اور میرے سارے احوال و معاملات درست فرما دے کہ صرف تو ہی میرا معبود ہے''۔ (سُنن ابی داؤد)

''اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے معاملات میں اصلاح کی صورت پیدا فرما'' (کہف۔۱۰)

''اے اللہ! میری مدد فرما اور مجھے توفیق دے اپنے ذکر کی، اپنے شکر کی

Marfat.com

اور اپنی اچھی عبادت کی'' (ابی داؤد۔نسائی)

''اے اللہ ہمارے کاموں کا انجام بہتر کر اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں بچا اور ہماری حفاظت فرما'' (مسند احمد)

''اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں بلا کی سختی سے اور بدبختی لاحق ہونے سے اور بُری تقدیر سے اور دشمنوں کے ہنسنے اور اُن کی طعنہ زنی سے''۔ (صحیح بخاری و مسلم)

''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری نعمتوں کے زائل ہو جانے سے، تیری بخشی ہوئی عافیت کے چلے جانے سے اور تیرے عذاب کی ناگہانی آ جانے سے اور تیری ہر قسم کی ناراضی اور ناخوشی سے'' (صحیح مسلم)

''اے ہمارے رب ہم ایمان لائے، ہمیں معاف کر دے، ہم پر رحم کر، تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے'' (المومنون۔۱۰۹)

''اے ہمارے پرودگار! جو قصور ہم سے ہوئے ہیں ان سے درگزر فرما، جو بُرایاں ہم میں ہیں انہیں دور کر دے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر!'' (ال عمرن۔۱۹۳)

''زمین و آسمان کے بنانے والے، تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے، میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا!'' (سورۃ یوسف۔۱۰۱)

''اے ہمارے رب، ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے، تو سب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے، اور قبول فرما ہماری توبہ۔ بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے اور رحم فرمانے والا ہے''۔ (البقرہ ۱۲۷۔۱۲۸)

''پروردگار! جب تو ہمیں سیدھے راستے پر لگا چکا ہے، تو پھر ہمارے

Marfat.com

دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کر دیجیو، ہمیں اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا کر کہ تو ہی فیاض حقیقی ہے'' (ال عمران۔۸)

''پروردگار! اپنی قدرت سے مجھے نیک اولاد عطا کر، تو ہی دعا سننے والا ہے''
(ال عمران ۳۸)

''پروردگار! حسن سخا اور حسن عطا تیری صفتیں ہیں اور ہم تیرے غلام ہیں پس اس میں سے کچھ ہم کو بھی عطا فرمادے (کہ سخی بن کر دنیا کو لٹائے جائیں
(الفتح الربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

''اے میرے اللہ تباہ نہ کجیو! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں تیرے قرب کا اور تیرے دیدار کا دنیا اور آخرت دونوں میں کہ دنیا میں تجھ کو اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھیں اور آخرت میں سر کی آنکھوں سے۔''
(الفتح الربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

''میرے اللہ! اپنا ذکر ہماری غذا بنادے اور اپنا قرب ہماری تونگری! آمین!''
(الفتح الربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

............☆☆............

Marfat.com

مزدلفہ کی طرف روانگی

نمازِ عصر سے لے کر مغرب تک ہم نے عرفات میں وقوف کے دوران اشکبار آنکھوں کے ساتھ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں جی بھر کر دعائیں مانگیں۔ جونہی آفتاب غروب ہوا اور ایک زوردار گولہ پھٹنے کی آواز سنائی دی۔ تمام حجاج کرام نے بسوں میں یا پیدل مزدلفہ کی طرف سفر کا آغاز کر دیا۔ پچیس تیس لاکھ حاجیوں کے جم غفیر کا سیلاب جس طرح عرفات کی طرف آیا تھا، اب مزدلفہ کی طرف جا رہا تھا۔ غروب آفتاب سے ذرا پہلے آسمان پر ہلکی ہلکی بدلیاں چھا گئی تھیں اور ہوا کے تیز جھونکے چلنے لگے تھے۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ تمام حجاج کرام کے چہرے فطرت کے اِس رنگ کو دیکھ کر چمک اٹھے تھے کہ بارانِ رحمت کا نزول تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اِن گناہ گار بندوں کو معاف کر دیا اور انہیں اپنے سایہء عاطفت میں پناہ دے دی، شیطان راندہ درگاہ ہوا اور ذلیل و رسوا ہوا۔

ہم نے شروع دن سے ہی یہ طے کیا ہوا تھا کہ جلدی بالکل نہیں کرنا۔ ہم جتنا صبر و ضبط اور تحمل کا مظاہرہ کریں گے، اتنا ہی امن اور سکون میں رہیں گے۔ ہمارے پاکستانی بھائیوں کا ایک عجیب مظاہرہ رہا کہ وہ بہت جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ابھی غروب آفتاب ہوا ہی نہیں تھا کہ پہلے ہی بسوں میں سوار ہونا شروع ہو گئے۔ حد تو یہ ہے کہ وہ بسوں کی چھتوں تک بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔ جب ہم لوگ منیٰ سے عرفات آ رہے تھے تب بھی بہت سارے حاجی صاحبان جو ذرا نوجوان تھے چھتوں تک چڑھے ہوئے تھے۔ سعودی حکومت کا نظم و نسق اتنا عمدہ ہے کہ وہ کسی بھی حاجی کو عرفات کے میدان میں

Marfat.com

بالخصوص جو خیموں میں ہوتے ہیں پیچھے نہیں رہنے دیتے۔اُن تمام حجاج کرام کو مزدلفہ تک پہنچانا ان کا فرض ہوتا ہے۔ہم غالباً آخری لوگ تھے جن کے لئے آخری بس آئی۔کچھ حاجی صاحبان اُردو سپیکنگ بھی تھے۔ جب ہم مزدلفہ پہنچے تو ہمارے لیے مزدلفہ کے میدان میں جانا مشکل تھا لہٰذا ہماری بس سڑک کے کنارے ہی رک گئی۔ہم میں سے جو سمجھدار یا تجربہ کار حاجی تھے انہوں نے طے کرلیا تھا کہ بس کو اب جانے نہیں دیا جائے بلکہ اسے صبح فجر کی نماز تک اپنے قابو میں رکھا جائے۔لہٰذا ہم نے ایسے ہی کیا۔ہم نے یہاں پر اپنے ساتھ جو چٹائیاں لائے تھے انہیں بچھا دیا۔ایک حاجی صاحب نے اذان دی پھر ہم نے پہلے مغرب کی با جماعت نماز ادا کی۔بعد میں اِس کے ساتھ ہی عشاء کی نماز ادا کی۔یعنی مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھیں۔مغرب کی نماز عرفات میں نہیں پڑھی جاتی کیونکہ غروب آفتاب کے فوراً بعد مزدلفہ کو روانگی شروع ہو جاتی ہے اور یہی مسنون طریقہ ہے۔ ہماری سڑک مزدلفہ کے میدان سے ذرا اونچی تھی لہٰذا میں نے دیکھا دور دور تک حجاج کرام رات کی تاریکی اور قمقموں کی مدھم روشنی میں کھردرے میدان میں کھلے آسمان تلے ستا رہے ہیں۔ایک طرف ایک مسجد بھی نظر آئی۔حاجیوں کے لیے بیت الخلا بھی بنے ہوئے تھے۔کچھ لوگوں کو ٹارچ کی روشنی کی مدد سے کنکریاں چنتے بھی دیکھا۔ہم نے بھی اب یہاں سے ایک پہاڑی کے دامن سے جمرات یعنی شیطانوں کو کنکریاں مارنے کے لیے چنے کے برابر ستر ستر کنکریاں چن لیں اور انہیں بڑی احتیاط کے ساتھ میں نے اپنی تھیلی میں اور میری اہلیہ نے اپنی تھیلی میں رکھ لیں۔اِسی طرح میرے دیگر ساتھیوں نے کیا۔اب سب سے زیادہ قیمتی چیزیں ہمارے نزدیک یہ کنکریاں تھیں جن سے ہم نے سنت ابراہیمی ادا کرنا تھی۔مزدلفہ کی رات بھی عبادت الٰہی میں گزارنے کی ہوتی ہے ویسے بھی گرمیوں کی راتیں بہت چھوٹی ہوتی ہیں اور مزدلفہ میں یادِ الٰہی میں رات بسر کرنا تو بڑی فضیلت اور برکت والی ہوتی ہے۔ستر (70) کنکریاں

Marfat.com

اِس لئے چن کر رکھی ہیں تا کہ اگلے روز یعنی 10 ذوالحجہ کو سب سے پہلے صرف بڑے شیطان کو سات (7) یکے بعد دیگرے ماری جائیں۔ پھر اس سے اگلے روز یعنی 11 ذوالحجہ کو تینوں شیطانوں کو سات سات کنکریاں ماری جائینگی۔ اسی طرح 12 ذوالحجہ کو منیٰ سے مکہ روانگی ہو جاتی ہے۔ اس لئے اکیس (21) کنکریاں فالتو چنی جاتی ہیں کیونکہ جمرات کے قریب سے کوئی بھی کنکری چن کر نہیں ماری جاتی۔ لہٰذا ہمارے نزدیک اِن کنکریوں کو نہایت سنبھال کر رکھنا نہایت اہم تھا۔ یہاں تھوڑی سی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ قربانی خیمے میں آ کر دی جاتی ہے جس کا ذکر میں آگے چل کر کروں گا۔ اگلے دو روز کنکریاں پہلے چھوٹے شیطان کو پھر درمیانے شیطان کو اور آخر میں بڑے شیطان کو ماری جاتی ہیں۔

10 ذوالحجہ: مزدلفہ کی رات کا منظر بھی نا قابل فراموش ہے۔ مغرب اور عشاء کی نمازوں کا اکٹھے پڑھنا، رات کی تاریکی میں ٹارچ کی روشنی میں موٹے چنے کے برابر ستر (70) کنکریوں کا چننا، اور حدِ نگاہ تک حاجیوں کے کھلے آسمان تلے اُور غیر ہموار، سخت، ریتلی اور کنکریوں سے بکھری زمین پر چٹائیوں پر لیٹنا، حاجیوں کا چھوٹے چھوٹے اسٹالوں سے چائے یا ٹھنڈے مشروبات کا خرید کر پینا، چند ایک حاجیوں کا قرآن شریف کی تلاوت کرنے کا منظر اور پہاڑیوں پر چند جگہوں پر ہلکی ہلکی روشنی، اوپر آسمان پر کمان نما چاند اور چمکتے ستاروں کی جھلمل اور نیچے مزدلفہ کے میدان جگہ جگہ ایستادہ کھمبوں پر لگے بجلی کے قمقموں کی روشنی ایک دوسرے کے ساتھ ہم کلام ہیں۔ آسمان کے ستارے اور زمین کے ستارے اللہ رب العزت کی ثنا سے جگمگا رہے ہیں۔ باران رحمت کا نزول ہو رہا ہے۔ ان سلی دو سفید چادروں میں ملبوس، ننگے سر اور پاؤں میں ادنیٰ سے چپل پہنے حاجیوں کے

Marfat.com

چہروں پر نور کی کرنیں برس رہی ہیں۔ میں چشم تصور میں آنحضرت ﷺ اور اُن کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہاں پر قیام کرتے دیکھتا ہوں تو آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ کہاں وہ اور کہاں میں! اللہ اللہ آج اِس ویرانے میں تقدس سے معمور ہے مجھے بھی کھلے آسمان تلے رات بسر کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ اے اللہ میں تیرا شکر گذار ہوں تو نے مجھے یہاں آنے کی سعادت بخشی۔ اگر تیری مرضی نہ ہوتی، اگر تیرا بلاوا نہ ہوتا تو میں ادنیٰ گنہگار انسان یہاں کیسے آسکتا تھا؟ دعائیں کرتے، اسلام کے روشن ماضی کو یاد کرتے، اونگھتے جاگتے صبح صادق ہو جاتی ہے۔ صبح صادق سے پہلے الحمد اللہ تہجد کے آٹھ نفل بھی ادا کرنے کی اِس مقدس سرزمین پر سعادت نصیب ہوگئی۔ نمازِ فجر با جماعت ادا کی۔ ہر طرف جگہ جگہ اپنے اپنے گروہوں کے ساتھ حجاج کرام نمازِ فجر ادا کر رہے تھے۔

آج 10 ذوالحجہ ہے۔ یہ حج کا تیسرا دن ہے۔ اِسے یوم النحر یعنی قربانی کا دن کہتے ہیں۔ مزدلفہ میں نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد چند منٹ وقوف کیا اور پھر جی بھر کر دعائیں کیں ادھر آسمان پر سورج طلوع ہوا اور اِدھر حجاج کرام کے قافلے بسوں میں ویگنوں میں اور پیدل منیٰ کی طرف کوچ کرنے لگے۔ ہماری بس کے ڈرائیور نے جسے ہم نے قابو کیا ہوا تھا۔ ہارن پر ہارن بجانے لگا تا کہ جلد از جلد منیٰ پہنچیں اور وہاں پہنچ کر جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) کو کنکریں ماریں بس میں سوار ہوتے ہی تلبیہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ کیونکہ بے پناہ رش کی وجہ سے بسوں کی رفتار کم تھی۔ ہمیں اپنے خیمہ تک پہنچنے میں ایک گھنٹہ لگا۔ ہم نے سب سے پہلے تو اپنا مختصر سا سامان اپنے خیمہ میں رکھا اور اپنے ساتھ سات کنکریاں لے کر جمرات کی طرف روانہ ہو گئے۔ اب ہر حاجی کا رخ جمرات کی طرف تھا۔ حاجیوں کا ایک سیل رواں تھا جو اس طرف بڑھے چلے جا رہا تھا۔ وہ سڑک جو خاصی کشادہ تھی اب تنگ ہو رہی تھی۔ کیونکہ زوال سے پہلے پہلے جمرہ عقبہ

Marfat.com

(بڑے شیطان) کو سات کنکریوں مارنا تھیں اِس لئے ہر حاجی کی خواہش تھی کہ وہ یہ کام جلد از جلد سر انجام دے۔ اِس کے بعد قربانی کرنا تھی۔ عورتوں اور ضعیف مردوں کو غروب آفتاب کے بعد بھی رمی کرنے کی اجازت ہے۔ رمی کا مطلب ہے شیطان کو کنکریاں مارنا۔ ہم نے مکہ میں بینک الراجی میں قربانی کے بکروں کے پیسے پہلے سے ہی جمع کرا دیئے تھے اور بینک والوں نے ہمیں بتایا تھا کہ ہمارے بکروں کی قربانی دس بجے کر دی جائیگی لہٰذا ہم دس بجے کے بعد رمی سے فارغ ہو کر احرام کھول سکتے ہیں۔ مجھے چونکہ تین مرتبہ حج کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ لہٰذا میرے سامنے زیادہ تر تصورات پہلے حج کرنے کے ہیں جو میں نے 1986ء میں کیا تھا۔ کچھ واقعات گڈ مڈ بھی ہو گئے ہیں۔ تاہم اِس سے واقعات کی بازیافت میں کوئی دشواری یا فرق نہیں محسوس ہوا۔ جہاں جمرات ایستادہ ہیں وہ جگہ دو منزلہ ہے۔ نچلے حصہ سے جمرات کو کنکریاں مار سکتے ہیں اور اوپر کی منزل سے بھی کنکریاں مار سکتے ہیں۔ جمرات کا علاقہ مسجد خیف کے پاس ہے۔ ایک بڑی سڑک پر سے اوپر چڑھنا پڑتا ہے۔ جمرات کے ایستادہ ہونے کی صورت یہ ہے کہ جب ہم اس جگہ پہنچتے ہیں تو پہلے ہمارا سامنا چھوٹے شیطان (جمرہ الاول) سے ہوتا ہے، پھر ذرا آگے بڑھتے ہیں تو درمیانے شیطان جمرہ وسطیٰ) اور آگے جا کر بڑے شیطان (جمرہ عقبہ) سے ہوتا ہے۔ اِن کے ایستادہ ہونے کی صورت یہ ہے کہ ایک بڑے دائرے کے درمیان میں ایک اونچا ستون کھڑا ہے جو نچلی منزل سے لے کر اوپر تک کی منزل کو گیا ہوا ہے۔ یہ بڑا دائرہ کوئی چھ فٹ پختہ بنا ہوا ہے اِسی طرح ستون بھی پختہ سیمنٹ کا بنا ہوا ہے اِن تینوں شیطانوں کے دائرے اور ستون ایک ہی طرح کے ہیں۔ اب سنا ہے کہ حادثات سے بچنے کے لیے ایک اور منزل بھی اوپر بنا دی گئی ہے اور سڑکیں بھی خاصی کشادہ ہیں تاکہ حادثات وغیرہ رونما نہ ہوں۔

آج صرف بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا تھیں اور حجاج کا ہجوم بہت زیادہ تھا

Marfat.com

لیکن بے نظم وضبط تھا جسے کہتے ہیں ''نا کھوے سے کھوے چھل رہا تھا'' بس یہی منظر تھا۔ قطار بنانے کا کوئی تصور نہیں تھا۔ جب ہم شیطان کو کنکریاں مارنے کے لئے پل پر سے گزرتے ہوئے جا رہے تھے تو ہجوم میں پیچھے سے قدر آور حبشی حجاج کا ایک ریلا آیا۔ (جو لوگ حجِ بیت اللہ کر چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ حج کے لئے آئے ہوئے حبشی مرد اور خواتین کس طرح منظّم ہو کر مناسک حج ادا کرتے ہیں۔ دوسرے ممالک کے لوگ خود بخود ان کی راہ چھوڑ دیتے ہیں ایسی ہی کیفیت بیماروں اور معذوروں کو پالکیوں میں طواف کرانے والوں کی بھی ہوتی ہے)۔

میں نے اس ریلے سے بچنے کی کوشش تو کی لیکن میں ان کے ساتھ ٹکرا جانے سے نیچے گر گیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں محسوس کر رہا تھا کہ میرا آخری وقت آپہنچا ہے، لیکن میری یہ سوچ غلط تھی، میرا آخری وقت ابھی نہیں آیا تھا، میری حفاظت پر مامور فرشتوں نے مجھے اس طرح سنبھالا تھا کہ منیٰ کے میدان کے فرش پر چت گرنے اور کچلے جانے سے پہلے ہی میں پھر سے کھڑا ہو گیا تھا جبکہ منیٰ کے طوفانی ریلوں میں گرے ہوئے حاجی کے کھڑا ہو جانے کی روایت ہی نہیں ہے۔ میرا گر کر اٹھ جانا اور پھر میری جان کا بچ جانا ایک وقت میں قدرت کے دو معجزے تھے۔ (الحمدللہ)

بڑے شیطان کا ستون سب سے آخر میں ہے۔ اسی لئے اسے جمرہ عقبہ کہتے ہیں۔ ہم اوپر کی منزل سے بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے کے لئے گئے تھے۔ اس سے بہتر تھا کہ ہم نچلی منزل یعنی گراؤنڈ سے جاتے تو بہتر تھا۔ جب ہم اس دائرہ تک پہنچے جس کے درمیان بڑے شیطان کا ستون ایستادہ تھا تو قبلہ رو کھڑے ہو گئے۔ (یہاں پہنچنے سے پہلے ہم نے تلبیہ کہنا بند کر دیا تھا)۔ اس شیطان کے بعد دیگر سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری مارنے سے پہلے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کہ پہلے ایک کنکری ماری پھر دوسری کنکریاں بھی اسی طرح پڑھ کر یکے بعد دیگرے ماریں۔ چونکہ بے پناہ

Marfat.com

رش تھا اور اپنے آپ کو بچانا بھی مقصود تھا لہٰذا بڑے ہوش وحواس کے ساتھ یہ کام سرانجام دیا۔ بڑے شیطان کو کنکریاں مار کر دعا نہیں مانگی جاتی۔ اس کے بعد جا کر ہم قربان گاہ تک گئے جہاں قربانی دی جاتی ہے لیکن ہم نے تو رقم بنک میں جمع کروادی تھی۔ بس صرف دو جگہ دیکھنا مقصود تھی۔ میں نے دیکھا کہ قربان گاہ کے پاس بڑے بڑے باڑے ہیں جہاں بکرے اور نہایت خوبصورت اونٹ کھڑے ہیں اور حجاج کرام انہیں خریدنے کے لئے بھاؤ تاؤ کر رہے تھے۔ یہ منظر نہایت دلکش تھا۔ میں نے وہیں ایک نائی سے اپنے سر کا حلق کروایا اور اپنے خیمہ میں واپس آ گیا جہاں پر میری اہلیہ نے اپنی چٹیا کے بالوں کو انگلی پر لپیٹ کر ڈیڑھ پور کے برابر اپنے بال چھوٹی قینچی سے خود ہی کاٹ لئے تھے۔'' یہی عمل مسز بٹ اور حاجی یوسف کی اہلیہ نے سرانجام دیا۔ بال کٹوانے کے بعد ہم نے احرام کھول دیا اور غسل کرنے کے بعد عام لباس پہن لیا۔ اب حاجی کو بیوی کے سوا وہ چیزیں حلال ہو جاتی ہیں جو احرام کی وجہ سے حرام تھیں۔ اسے حلال اوّل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

............☆☆............

Marfat.com

طوافِ زیارت

عام لباس پہننے کے بعد ہم نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا تا کہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے مابین سعی کریں۔ مناسک حج کے اس عمل کو طوافِ زیارت یا طواف افاضہ کہتے ہیں اور یہ حج کا تیسرا اہم رکن ہے۔ منیٰ سے مکہ مکرمہ تک پہنچنے کے لئے حاجی کو یہ انتظام خود ہی کرنا ہوتا ہے۔ معلم کی طرف سے بس مہیا نہیں کی جاتی۔ لہٰذا ہم ایک ویگن میں دس ریال فی کس کے حساب سے مسجد الحرام پہنچے۔ چونکہ ہم عام لباس میں تھے اس میں اضطباع نہیں کیا جاتا۔ پہلے ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور بعد میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ طوافِ زیارت کے موقع پر بے پناہ ہجوم تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب حجاجِ کرام کا سیلاب ادھر ٹوٹ پڑا ہے۔ سعی کے دوران ایک خاتون جو حجاب میں تھی بے ہوش ہو کر گر پڑی تھی، جسے اس کے محرم نے بڑی مشکل سے سنبھالا۔ اسی لئے تاکید کی گئی ہے کہ ''عورت کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے'' ذرا غور کریں ہمارے رہنما سید المرسلین، شفیع المذنبین ﷺ نے ہمیں پیش آنے والی مشکلات اور مسائل حیات کا پہلے ہی سے نہ صرف ادراک کر لیا تھا بلکہ ساتھ ہی ساتھ ان تمام مسائل اور مشکلات کے شافی و کافی حل پیش کر دیئے تا کہ ان کے نام لیواؤں کو آنے والے ادوار میں سہولتیں میسر آئیں۔ اس کے باوجود بھی اگر ان کی اطاعت نہ کریں ان کے احکامات نہ بجا لائیں اور ان سے حضرت ابوذرؓ اور حضرت بلالؓ جیسی محبت نہ کریں تو ہم پر افسوس ہی نہیں بلکہ صد افسوس ہے۔ ہمیں اس فرض کو ادا کرنے میں بہت دیر لگی۔ ہم یہاں عصر کے قریب پہنچے تھے۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں بھی حرم شریف ہی میں ادا کی تھیں۔ واپسی میں بہت دیر

Marfat.com

سے ہمیں ٹیکسی ملی جو ہمیں منیٰ لے گئی۔ طوافِ زیارت کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام کی ممانعت ہے۔ سعی کرنے کے بعد منیٰ ہی میں واپس جانا ہوتا ہے۔

..........☆☆..........

11 ذوالحجہ: یہ حج کا چوتھا دن تھا۔ اسے یوم ''رمی'' بھی کہتے ہیں۔ اگر حاجی کسی وجہ سے 10 ذوالحجہ کو طوافِ زیارت نہ کر سکے تو وہ آج کے دن کر سکتا ہے۔

11 ذوالحجہ کو زوال کے بعد تینوں شیطانوں کو سات سات کنکریاں مارنا ہوتی ہیں۔ پہلے چھوٹے شیطان کو، پھر درمیانے شیطان کو اور آخر میں بڑے شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ چھوٹے اور درمیانے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد ایک طرف ہٹ کر باری باری بیت اللہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگی جاتی ہے، البتہ بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد دعا نہیں مانگی جاتی۔

آج ظہر کی نماز کے بعد جمرات کی طرف بے پناہ رش تھا۔ آج کے دن بھی ذرا سی بے احتیاطی سے حادثے ہوتے ہیں بعض اوقات کئی کمزور اور بوڑھے حاجی جاں بحق ہو جاتے ہیں۔ جونہی زوال کا وقت ہوتا ہے، ہر حاجی کی خواہش ہوتی ہے کہ جلد از جلد ''رمی'' کرنے کے عمل سے فارغ ہو جائے۔ اب ہم اپنے ساتھ اکیس (21) کنکریاں لے کر آئے تھے۔ پہلے چھوٹے شیطان کو بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر یکے بعد دیگرے سات کنکریاں ماریں اور ایک طرف ہٹ کر بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے دعا کی، پھر درمیانے شیطان کو جو اس سے ذرا آگے تھا، اسے بھی اسی طرح ہی کنکریاں ماریں اور دعا مانگی اور آخر میں بڑے شیطان کو جو سب سے آخر میں تھا کنکریاں ماریں۔ اسے کنکریاں مارنے کے بعد کوئی دعا نہیں مانگی اور آگے بڑھتے ہوئے دوسرے راستے سے واپس اپنے خیمے میں آ گئے۔

12 ذوالحجہ: آج حج کا پانچواں دن ہے اسے بھی یوم ''رمی'' کہتے ہیں اس روز بھی زوال

Marfat.com

کے بعد تینوں شیطانوں کو سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ہم نے حسب سابق پہلے چھوٹے اور پھر درمیانے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد ایک طرف ہٹ کر باری باری بیت اللہ کی طرف منہ کر کے دعائیں مانگیں۔ البتہ بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد دعا نہیں مانگی کیونکہ اس کی ممانعت ہے۔

آج پانچویں دن "رمی" کرنے کے بعد حج مکمل ہو جاتا ہے۔ اب ہم نے غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ کی حدود سے نکل کر واپس مکہ معظمہ پہنچنا تھا۔ لہٰذا ہم وقتِ مقررہ پر سب کام الحمدللہ پورا کرنے بعد کے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ہمارے پاس جو باقی اکیس کنکریاں بچ گئی تھیں، وہ اب بیکار تھیں۔ البتہ اگر کسی وجہ سے ہمیں آج کے دن منیٰ میں رکنا پڑتا تو پھر اگلے روز 13 ذوالحجہ کو ہمیں ان کنکریوں کو استعمال کرنا پڑتا۔ اس 13 ذوالحجہ کو منیٰ میں رکنے اور "رمی" کرنے کو اختیار یوم "رم" کہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں اس قسم کی صورتِ حال کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور ہم ٹیکسی لے کر سیدھے اپنی قیام گاہ پر پہنچ گئے۔

............☆☆............

Marfat.com

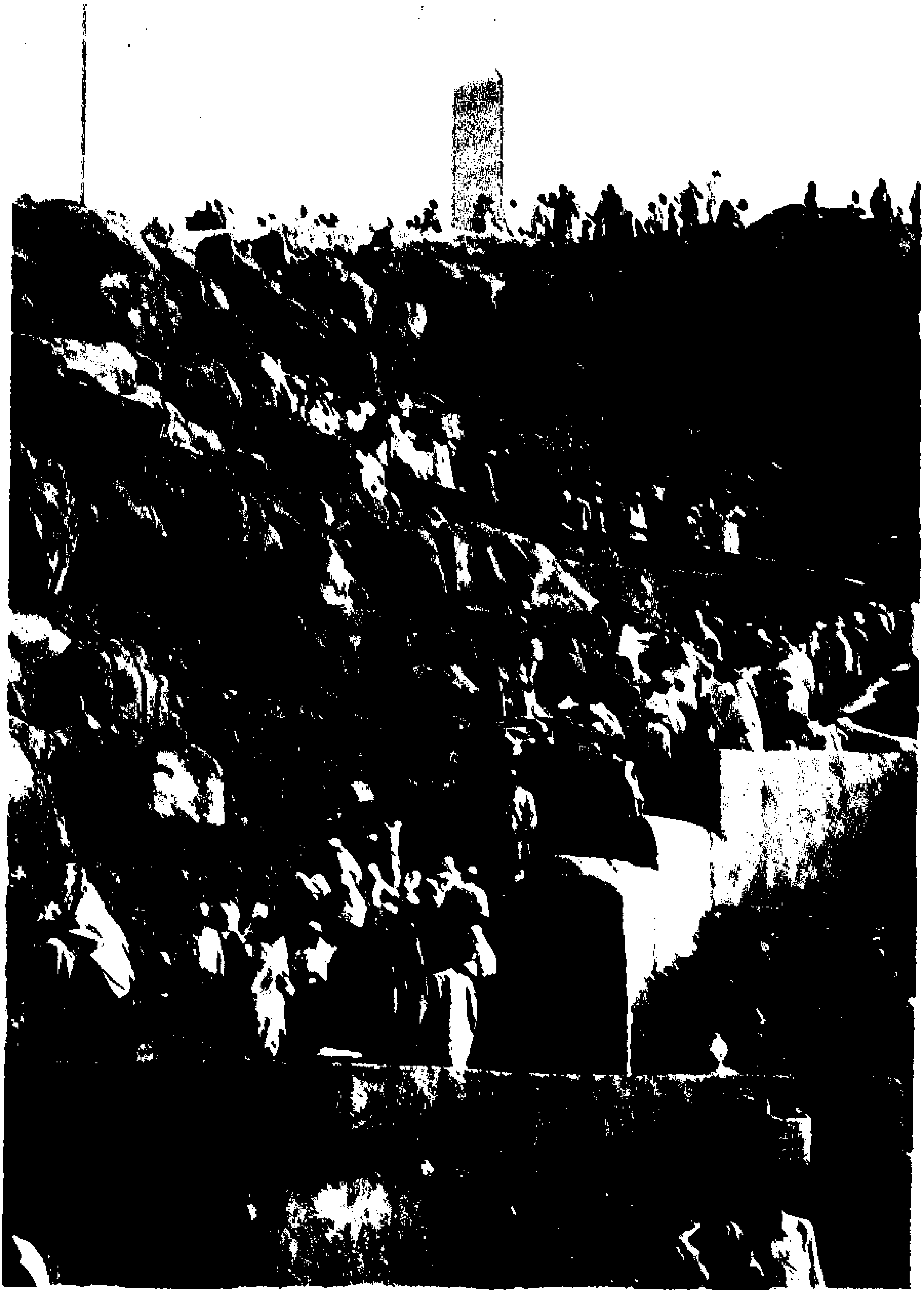

عرفات کے میدان میں تاریخی پہاڑی۔ جبلِ رحمت

Marfat.com

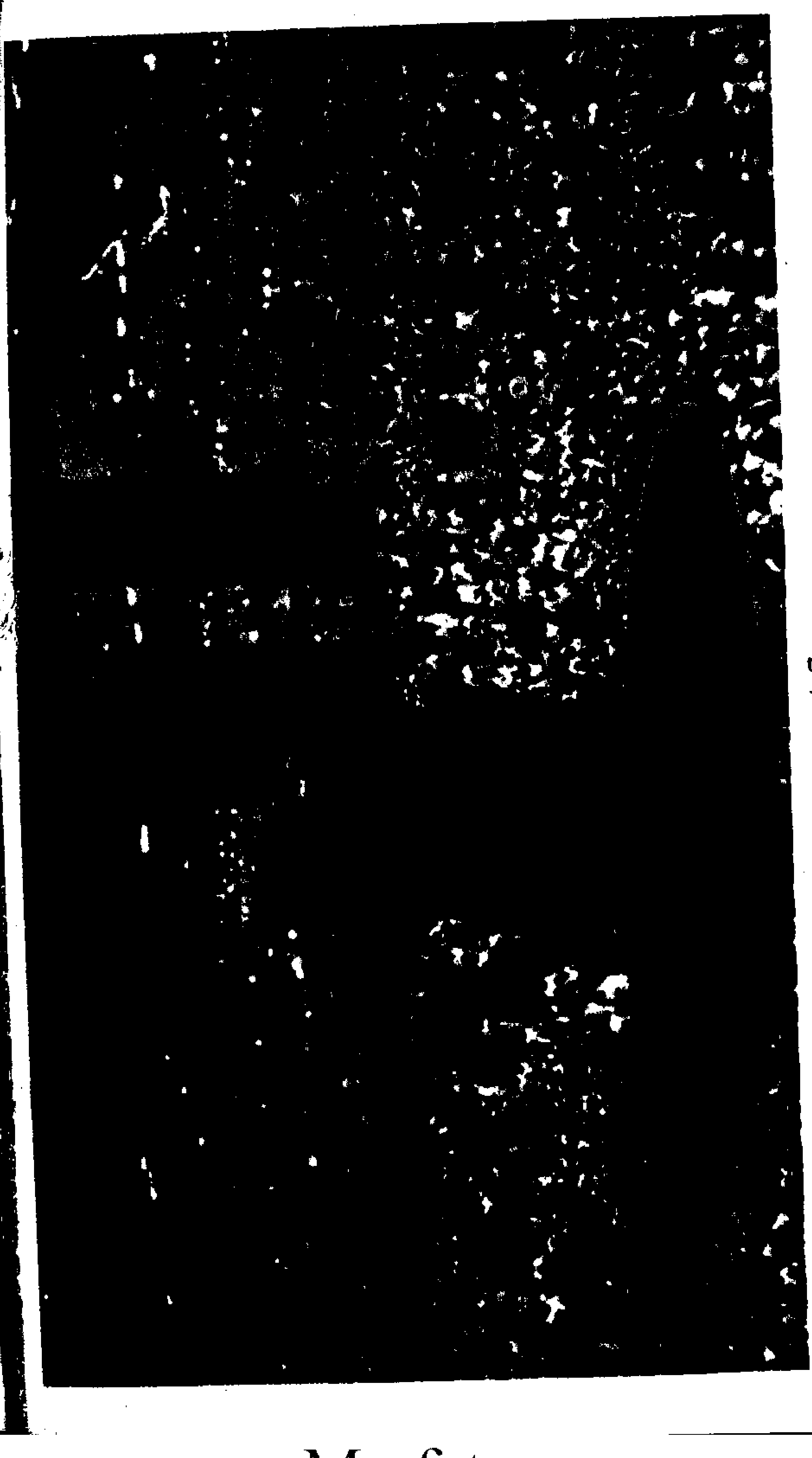

Marfat.com

قربانی اور رمی جمرات کا مختصر پس منظر

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تسلیم و رضا کے پیکر تھے۔ انہوں نے حکم الٰہی کے سامنے صدق دل سے سر تسلیم خم کیا۔ اطاعت و رضاعت الٰہی کا پیکر بن کر ارشاد ربانی کی تعمیل پر فوراً تیار ہو گئے۔

مسلسل تین رات خواب میں دیکھتے ہیں کہ اللہ باری تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں۔ ''اے ابراہیم علیہ السلام! ہماری راہ میں اپنے بیٹے کو قربان کرو۔ نبیوں کے خواب نبوت کا ایک حصہ ہوتے ہیں۔ گویا ان کے غلط ہونے کا امکان نہیں ہوتا بلکہ بعض خوابوں کو ''وحی الٰہی'' کا درجہ ہوتا ہے۔''

انہوں نے اپنے اطاعت شعار بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خواب سنایا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جب اپنے عظیم القدر باپ سے یہ سنا تو آپ نے فوراً کہا ''اے میرے باپ! آپ پورا کر دیجئے جو حکم آپ کو ملا ہے۔ پس آپ مجھے انشاء اللہ صابرین میں سے پائیں گے'' باپ بھی استقامت کا پیکر ہیں تو بیٹا بھی صبر و استقلال اور تحمل و برداشت کی لازوال مثال ہے۔

جب ابراہیم علیہ السلام اپنے پیارے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے اس مقام پر لے جا رہے جہاں انہوں نے بیٹے کو قربان کرنا تھا تو شیطان مردود نے باپ اور بیٹے دونوں کو بہکایا۔ اس وقت ابراہیم علیہ السلام نے ان تین مقامات پر شیطان مردود کو کنکریاں ماریں جہاں جہاں وہ نمودار ہو کر اور بھیس بدل بدل کر بہکانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا پسند آئی اور اس نے اپنے خاص لطف و کرم سے

Marfat.com

بیٹے کی جگہ دنبہ پیش کر دیا جسے ابراہیمؑ نے اللہ کی راہ میں ذبح کر دیا۔ اسمٰعیل علیہ السلام کی غیر متزلزل استقامت پر انہیں ''ذبیح اللہ'' کا لقب عطا ہوا۔ اسی سنت ابراہیم علیہ السلام کے تتبع میں حجاج کرام بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد اللہ کی راہ میں دنبے، بکرے، اور اونٹ یا گائے کی قربانی پیش کرتے ہیں۔ تسلیم و رضا، اعتراف بندگی اور تقویٰ قربانی کی حقیقی روح ہیں۔ اس دور فتنہ گری میں اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے اندر قربانی کی حقیقی روح پیدا کریں اور اخوت اور اسلامی اقدار کا عملی صورت میں اظہار کریں۔ اللہ کی راہ میں اپنی بیش قیمت چیز کو قربان کرنے کا عہد کریں کہ یہی فلسفہ قربانی ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ ''بار بار حج اور عمرے کرو، یہ فقر اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی سونے چاندی کے میل کو'' لیکن یہ سعادت اس وقت تک نصیب نہیں ہوتی جب تک خدائے بخشندہ عطا نہ کرے۔ حج تو زندگی میں ایک بار ہی فرض ہے، لیکن جو شخص ایک دفعہ وہاں سے ہو آئے، بار بار وہاں جانے کے لئے اس کا دل مچلتا رہتا ہے، دراصل نماز پڑھنے اور عبادت کا وہاں ایک خاص لطف اور سُرور ہے اور پھر وہ دلفریب اور روحانیت افروز مناظر، جنہیں دیکھ کر انسان پر ایک کیف طاری ہو جاتا ہے۔

2002ء میں مجھے دوسری دفعہ سپانسر شپ سکیم کے تحت اپنی اہلیہ کے ہمراہ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ قربانی کے لئے مقررہ رقم ہم نے بینک میں جمع کروا دی اور ضرورت سے زیادہ نقدی مدرسہ صولتیہ میں امانت رکھوا دی، سولہ برس کے بعد حج کے واقعات اور معمولات قریباً وہی تھے جن کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں، البتہ دوسرے حج کے دوران ہمیں کچھ اچھے ساتھی مل گئے، ان میں محمد یونس صاحب خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے انتہائی شریفانہ رویے اور نیک کردار نے ہمیں بہت متاثر کیا اور ابتدائی معمولی شناسائی مستقل دوستی میں بدل گئی۔ عبدالحکیم خاں اور ان کی اہلیہ ''سارہ'' سے تو گھریلو تعلقات قائم ہو گئے جو حج سے واپسی پر مضبوط ہوتے چلے گئے۔ اب ایسا لگتا ہے،

Marfat.com

جیسے ہم قریبی رشتہ دار ہوں، سارہ اکثر کوئی مزیدار کھانا پکا کر ہمارے گھر لے آتی ہیں اور سب اکٹھے بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ عبدالحکیم خاں صوابی (سرحد) کے رہنے والے ہیں، ایک بہت بڑے بین الاقوامی ادارے کے لاہور آفس کے انچارج ہیں۔ چپل کباب کے بہت شوقین ہیں اور بڑی فراوانی سے کھاتے ہیں۔ اس شوق فراواں کی وجہ سے انہیں دل کی تکلیف ہوگئی، لیکن خدا کا شکر ہے کہ اب ٹھیک ہیں، تاہم دوائیاں مسلسل کھاتے رہتے ہیں اور چپل کباب سے مکمل پرہیز ہے۔ دوستوں اور عزیزوں کے بچوں سے بہت زیادہ پیار کرتے ہیں لیکن خود اس نعمت کے لئے امید لگائے بیٹھے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو اس نعمت سے بہرہ مند فرمائے۔ (آمین)

یہاں یہ عرض کرنا بھی مناسب ہے کہ جس ''حج عمرہ سروسز'' کے ذریعے ہم 2002ء میں حج کے لئے گئے تھے، اس نجی ادارے نے ہمیں حرم شریف سے کافی دور ''عزیزیہ'' میں ٹھہرایا تھا۔ ہم سے الگ الگ بھاری رقمیں وصول کی تھیں، لیکن مکہ معظمہ جا کر سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا اور خاصی بدسلوکی کا مظاہرہ کیا۔ کئی لوگوں کو تو کمروں میں جگہ نہ ملی اور وہ مارے مارے پھرتے رہے لیکن حج ایجنٹ کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

یہ لوگ حج وعمرہ کے اشتہارات میں حاجیوں کی خدمت کا بہت دعویٰ کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے حج کو دکانداری بنالیا ہے اور وہ صرف اپنے پیٹ کی خدمت ہی کرتے ہیں۔

''عزیزیہ'' کی جس بلڈنگ میں حاجیوں کی رہائش تھی، وہاں عورتوں اور مردوں کا الگ الگ کمروں میں انتظام تھا۔ ایک روز میں باہر جانے کے لئے کمرے سے نکلا تو یونس صاحب کی بیگم نے میری اہلیہ خورشید سے کہا کہ وہ دیکھو! دولہا میاں آ رہے ہیں۔ یہ دلکش بات سن کر میرا دل باغ باغ ہوگیا اور بیگم یونس کے لئے دل سے دعا نکلی جس نے میری شادی کے دن کی تجدید کر دی تھی۔ مجھے اپنا بڑھاپا بھی عزیز محسوس ہوا کہ

Marfat.com

اس عمر میں بھی مجھے کوئی دولہا کہہ رہا تھا۔

اس دوسرے حج کے دوران ہم ٹیکسی لے کر جنت المعلی فاتحہ خوانی کے لئے گئے تو وہاں کا نقشہ ہی بدلا ہوا تھا۔ سب قبروں کا نام ونشان مٹا دیا گیا۔ سامنے صرف ایک چٹیل میدان تھا۔ مجھے بڑی مایوس ہوئی، سعودی حکومت نہ جانے کیوں بزرگوں کے سارے نشانات مٹاتی جا رہی تھی۔

حج اور عمرے کا بلاوا مکہ اور مدینے کی طرف سے آتا ہے اور یہ قسمت والوں کو ملتا ہے، میری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نہایت فضل وکرم سے پچھلے بیس اکیس برسوں میں مجھے اور میری بیوی کو بہت دفعہ مکے مدینے میں حاضر ہونے کی سعادت عطا فرمائی۔

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

2006ء میں جب مجھے حج کا بلاوا آیا۔ تو اس بار میری بیگم گھٹنے کی تکلیف کی وجہ سے میرے ساتھ نہ جا سکی۔

انٹرنیشنل پاسپورٹ کے ذریعے ویزے وغیرہ کا سارا انتظام میرے ایک بزرگ دوست چودھری نوید منظور نے کیا اور انہیں کے ساتھ ہی میں حج کے سفر پر روانہ ہوا اور حج کے سارے مناسک بھی ان کی ہمراہی میں ادا کیے۔ چودھری صاحب بہت اچھے اور نیک انسان ہیں انہوں نے اس دوران میرا بہت خیال رکھا، اللہ انہیں خوش رکھے۔

حضور اکرم ﷺ کے چچا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "رمضان مبارک کے ایک عمرہ کا حج کے برابر ثواب ہے" ایک روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے" اللہ کے فضل وکرم سے دو تین دفعہ رمضان

Marfat.com

مبارک میں ہمیں یہ سعادت بھی نصیب ہوئی ہے۔

رمضان شریف میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بڑا روح پرور اور ایمان افروز ماحول ہوتا ہے۔ افطاری کے وقت دستر خوان لگ جاتے ہیں، انواع واقسام کے کھانے اور مشروبات پیش کیے جاتے ہیں اور لوگ منتوں اور کوششوں کے ساتھ روزہ داروں کو اپنے ساتھ کھانے کے لئے مدعو کرتے ہیں اور کھانے کے بعد خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور ان کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم

............☆☆............

Marfat.com

تکمیل سفرِ آرزو

فریضہ حج ادا کرنے کے بعد واپس اپنے وطن عزیز یعنی اپنے گھر جانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ ہر حاجی اپنے اعزّہ واقرباء کو اپنے حج کے فریضہ کی ادائیگی کی خوشخبری دیتا ہے۔ اس زمانے میں موبائل فون معرض وجود میں نہیں آئے تھے۔ ٹیلیفون بوتھ جگہ جگہ نصب تھے جہاں ریال کے سکے ڈال کر لوگ اپنے اعزّہ واقارب کو ٹیلیفون کرتے تھے۔ وہ لوگ جو عین حج کے ایام کے قریب آئے تھے اور ابھی مدینہ شریف نہیں گئے تھے ان کے قافلے اب مدینہ منورہ کی طرف جانے لگے تھے اور وہ لوگ جو پہلی پروازوں سے آئے تھے تو وہ اپنے وطن عزیز واپس جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہر وقت حرمین شریف اور دیگر جگہوں پر تعمیرات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ بن لادن ایک مشہور تعمیراتی کمپنی ہے۔ جگہ جگہ اس تعمیراتی کمپنی کی بڑی بڑی گاڑیاں اور اس کا عملہ مصروف کار نظر آتا ہے۔ اسی طرح ایک سپار کو کمپنی ہے جس کی بسیں زائرین کو مکہ اور مدینہ کے درمیان چلتی نظر آتی ہیں۔

میں جہاں اس مقدس سرزمین پر اپنے سفرِ آزادی کی تکمیل پر روحانی اور قلبی طور پر خوش تھا اور اللہ رب العزت کا اس بے پایاں عنایت پر شکر گزار تھا، وہیں اب یہاں سے جانے پر اداس بھی تھا۔ شاید اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ اداسی پسند آئی اور مجھے آئندہ بھی اپنی بارگاہ میں بار بار بلانے کی سعادت نصیب کی:

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ!

Marfat.com

جانے سے ایک دن پہلے طواف وداع کیا اور اشکبار آنکھوں سے دعائیں مانگیں اور الوداعی سجود کیے!

ہم دوسری فلائیٹ سے اپنے وطن عزیز پاکستان واپس جا رہے تھے۔ جب ہم پی۔آئی۔اے کے خوبصورت طیارے میں سوار ہوئے مجھ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی۔ ایک عربی شخص نے اپنے دستِ مبارک سے نہ صرف مجھے قرآن شریف کا ایک نسخہ پیش کیا بلکہ تمام حاجیوں کو بھی یہ قیمتی نسخہ عطا کیا۔ میں اس گراں بہا اور گرانقدر تحفہ کو پا کر بے حد خوش ہوا اور اسے اپنے حج مبرور کی علامت پایا۔ آج بھی اس قرآن شریف کی تلاوت سے فیض یاب ہوتا ہوں!

............☆☆............

Marfat.com

فہرست کتب جن سے مصنف نے استفادہ کیا

- ''قرآن مجید'' ترجمہ مولانا فتح محمد جالندھری
- ''صحیح بخاری'' ترجمہ مولانا وحید الزمان
- ''صحیح مسلم'' ترجمہ مولانا وحید الزمان
- ''فیوض یزدانی'' ترجمہ الفتح الرّبانی
- ''ربّ کعبہ کے حضور'' از عبدالرحیم شبلی
- ''چلتے ہو تو حج کو چلیے'' از درویش نقشبند قمر نقوی
- ''لبیک'' از ممتاز مفتی
- ''اللہ کے حضور'' از مسعود احمد طور
- ''سفر نامہ حجاز (تاریخ الحرمین)'' از قاضی محمد سلیمان، سلمان منصور پوری
- ''مناسک حج و عمرہ'' از پروفیسر جمیل آذر
- ''حج مسنون'' از مولانا محمد صادق سیالکوٹی
- ''پیغمبر عالم ﷺ'' از ملک مقبول احمد
- ''غزوات النبی ﷺ'' تالیف علامہ علی بن برہان الدین حلبی
  (ترجمہ: مولانا محمد اسلم قاسمی)
- ''دیار حرم میں اکتالیس روز'' از خدیجہ ریاض
- ''تذکرۃ الاولیاءؒ'' از حضرت شیخ الاسلام فرید الدین عطار
- ''سفر نامہ حج۔ الف (اللہ) میم (محمد ﷺ)'' از ڈاکٹر محسن مگھیانہ
- ''پہنچے تیرے حضور ﷺ''۔ سفر نامہ حج از شوکت علی شاہ
- ''سفر سعادت۔ رہنما کتاب'' از وزارتِ مذہبی امور حکومتِ پاکستان
- ''حضرت عمر فاروقؓ'' از طالب ہاشمی
- ''رہنمائے حج و عمرہ'' از ملک مقبول احمد
- ''کلیات اقبال''۔ علامہ محمد اقبالؒ
- Muhammad by Marti Lings (ابوبکر سراج الدین)
- ماہنامہ ''نظریہ'' اسلام آباد جلد 5 نومبر 2011ء
- روزنامہ ''جنگ'' 5، نومبر 2011ء
- روزنامہ ''اوصاف'' 6، نومبر 2011ء

Marfat.com

Marfat.com

ملک مقبول احمد کی زیرِ نظر کتاب ''سفرِ آرزو'' اُن کی پچیس سالہ ریاضت کا ثمر اور نتیجہ ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے فلیش بیک (Flash Back) کی ٹیکنیک استعمال کی ہے جس سے ہمیں مناسکِ حج کرتے وقت اُن کا پورا تاریخی پس منظر سامنے آ جاتا ہے۔ اسی طرح جب حاجی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جاتا ہے اور وہاں کے تاریخی مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کرتا ہے تو اس کے لیے بھی اس کتاب میں اس مقام کی تاریخی حیثیت کا پتہ چلتا ہے۔ حج اور عمرہ کے تمام مناسک کو ملک مقبول احمد نے بالترتیب پیش کر کے ایک عام حاجی کی معلومات میں گرانقدر اضافہ کیا ہے۔ پاکستان سے جانے والے عازمین حج عموماً حج تمتع کرتے ہیں لہٰذا انہوں نے صرف حج تمتع کا ہی تذکرہ کیا ہے۔

ملک مقبول احمد صاحب نے اپنے اس دلنواز سفرنامہ میں ''شہرانِ جلال و جمال'' کی لمحہ لمحہ کی روداد لکھی ہے اور ساتھ ہی ساتھ زائرین حجاز کی رہنمائی کے لیے وہ طریقے بھی لکھ دیے ہیں جن پر عمل کر کے میرے جیسے اناڑی لوگ بھی عمرہ یا حج کے لوازمات کو صحیح طریقے سے ادا کر کے اپنے فریضہ عمرہ و حج کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول بنا سکتے ہیں۔ ملک صاحب نے ان تمام دعاؤں کو آسان اُردو زبان اور سادہ پیرائے میں لکھ دیا ہے جن کی زائرین کو وہاں قدم قدم پر شدت سے ضرورت پیش آتی ہے۔

Marfat.com